وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (النساء ۱۹)

اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔

خواتین کی اسلامی معاشرت

اردو ترجمہ

عشرۃ النساء

مؤلف

محدث جلیل امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

معروف بہ "امام نسائی" (متوفی ۳۰۳)

ترجمہ و تشریح

پیرزادہ مفتی شمس الدین نور

فاضل جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات (ہند)

زمزم پبلشرز

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (النسآء ۱۹)

اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔

خواتین کی اِسلامی معاشرت

اُردو ترجمہ

عِشرَۃُ النِّسَاءِ

مؤلف

محدث جلیل امام ابو عبد الرحمٰن أحمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

معروف بہ "امام نسائی" (متوفی ۳۰۳)

ترجمہ و تشریح

پیر زادہ مفتی شمس الدّین نور

فاضل جامعہ اسلامیہ تعلیم الدّین ڈابھیل گجرات (الہند)

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد، اُردو بازار، کراچی

فون ۷۷۲۵۶۷۳

کتاب کا نام	:	عشرۃ النساء
تاریخ اشاعت	:	ستمبر ۲۰۰۱ء
باہتمام	:	احباب زم زم پبلشرز
کمپوزنگ	:	فاروقِ اعظم کمپوزرز فون: 386 75 63
سرورق	:	لومینز گرافکس
مطبع	:	
ناشر	:	زم زم پبلشرز، شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی فون: 7725673 - 7760374 فیکس:7725673 ای میل - zamzam@sat.net.pk
دیگر ملنے کے پتے	:	دارالاشاعت، اردو بازار کراچی علمی کتاب گھر اردو بازار۔ کراچی قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ۔ کراچی صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک۔ کراچی فون : 7224292 مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار۔ لاہور

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

تقریظ

استاذ گرامی حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم
صدر شعبہ افتاء جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل ضلع بلساڑ گجرات (الہند)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

انسانوں کی صنف نساء کے ساتھ زمانۂ قدیم میں جو ظلم وجور اور ناانصافی وحق تلفی کا سلوک ہوتا رہا اس کا ازالہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات وارشادات سے ایسا فرمایا کہ دل ودماغ کا رخ موڑ دیا، عورتوں کی عزت وعظمت معاشرہ میں بلند فرمائی، اسلام نے حسن معاشرت کا حکم دیا، اور اس کا عملی نمونہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا، حضرات محدثین نے اس کو اپنی کتابوں کے ذریعہ امت کے لئے محفوظ فرمادیا، امام حدیث ابو عبدالرحمٰن نسائیؒ نے اس موضوع پر مستقل کتاب ترتیب دی، اسی کا ترجمہ وتشریح اردو زبان میں عزیز مکرم مولانا مفتی شمس الدین صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے عمدہ طریقہ سے پیش کرنے کی مبارک سعی انجام دی ہے اللہ تعالیٰ اس کو حسن قبول عطا فرما کر اُمت کے لئے نافع ومفید بنائے آمین۔

مفتی احمد خانپوری

۱۲؍ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

خادم الافتاء والحدیث

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ گجرات (الہند)

تقدیم

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات انسانی کی بقا اور اس کے تحفظ کے لئے مرد و عورت کے نام سے دو جنسوں کے ذریعہ توالد و تناسل کا سلسلہ جاری فرمایا ہر صنف میں دوسری صنف کی طلب اور کشش کے فطری جذبات و دیعت رکھے تاکہ عورت مرد کی رفیق حیات بن کر زندگی کے نشیب و فراز میں ہر ہر قدم پر اس کا ساتھ دے سکے اور اس کی مونس و غم خوار بن کر زندگی کی گاڑی کھینچ سکے امر واقعہ یہ ہے کہ ہر ایک کی زندگی دوسرے کے بغیر نامکمل اور ادھوری بن کر رہ جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مرد کامل مرد رہتے ہوئے عورت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اسی طرح عورت عورت کے لباس میں رہتے ہوئے مرد کے بغیر مطمئن زندگی نہیں گزار سکتی لہٰذا اس کارخانۂ حیات کے تسلسل اور انسان کی تمدنی سرگرمیوں کی بقا کے لئے مرد اور عورت دونوں کا وجود نہایت ضروری ہے۔ لیکن یہ انسان نہایت جلد باز اور عجلت پسند واقع ہوا ہے اس نے زندگی کے اس اجتماعی شعبہ میں سخت افراط و تفریط پیدا کی۔ یہ کس کو نہیں معلوم کہ جاہلیت کے ظالم سماج نے اس صنف ضعیف کو عزت و ناموس کے ہر حق سے محروم کر رکھا تھا بلکہ لڑکیوں کی پیدائش ہی باعث ننگ و عار تھی خاندان کے لئے ایک بدنما داغ سمجھی جاتی تھی لہٰذا پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دینا باعث فخر تھا۔ جاہلیت کے افراط و تفریط کا اس سے اندازہ لگائیے کہ ایک طرف فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے یعنی مقدس دیویوں کا عقیدہ۔ تو دوسری طرف رسم دخترکشی کی حمیت گداز اور انسانیت سوز رسم۔

عورت کی عفت و عصمت اس قدر سستی اور بے قیمت کہ معمولی مفاد کے بدلہ شوہر اپنی بیوی کو دوسرے کے پاس رہن رکھ دیتا (بخاری باب قتل کعب ج ۲ ص ۵۷۶)

جاہلیت کا دستور تھا کہ شوہر اپنی بیوی کو غیر مرد کے پاس عمدہ نسل لینے کے لئے بھیج دیتا ایک شادی شدہ عورت بیک وقت اپنے آپ کو نو نو مردوں کو استعمال کرنے کا موقع دیتی۔ (بخاری النکاح ج ۴، ص ۱۶۵)

اس قسم کے روح فرسا واقعات سے اندازہ ہوگا کہ اس صنف ضعیف کی ناموس نسوانی کس قدر تار تار تھی دنیا کا کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو اس پر روا نہ رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ اس مظلوم و معصوم کی درد بھری آہوں سے رحمت خداوندی جوش میں آئی اور انسانیت کے عظیم غم خوار، مظلوموں کے مددگار، یتیموں کا والی غریبوں کا مولی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور پرنور ہوا جس نے جاہلیت کے اس افراط و تفریط کو یکسر ختم کر ڈالا جور و ستم کی چکیوں میں پسنے والی صنف نازک کو پوری قوت کے ساتھ اپنے دامن رحمت میں لیا ناموس نسوانی کی صحیح قدر و منزلت کو جلا بخشا عورت کو ماں بیٹی بہن اور خاص طور پر بیوی ہونے کے ناطے تمام تر معاشرتی حقوق، عزت و احترام عطا کیا۔ آپؐ نے حبب الی من الدنیا الطیب و النساء فرما کر عورتوں کو محبت و عظمت بخشی آپؐ نے لیس من متاع الدنیا افضل من المراۃ الصالحہ (ص مشکوۃ) "یعنی دنیا کی نفع بخش چیزوں میں نیک اور اچھی عورت سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں" فرما کر نیک بیوی کو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت قرار دیا۔

آپؐ نے یہ اعلان کر کے عورتوں کو بھی برابر کے حقوق دیئے:

﴿ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف﴾ (البقرہ ۲۲۸)

"دستور کے مطابق ان (عورتوں) کا بھی ویسا ہی حق ہے جیسا (مردوں کا) ان (عورتوں) پر ہے۔"

آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تمام مسلمانوں کو یہ وصیت فرمائی۔

﴿استوصوا بالنساء خیرا﴾ (مشکوۃ ص ۲۸۰)

"عورتوں سے اچھا سلوک کرنے میں میری صلاح مانو۔"

آپؐ نے بیویوں کے ساتھ حسن اخلاق کو کامل ایمان بتلایا۔

﴿اکمل المومنین ایمانًا احسنهم خلقا وخیارکم خیارکم لنساء کم﴾ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ صـ۲۸۲)

"مؤمنوں میں کامل ایمان والا اپنی عورتوں کے ساتھ حسن اخلاق والا ہے اور تم میں پسندیدہ وہی ہیں جو اپنی عورتوں کے نزدیک پسندیدہ ہے۔"

ایک جگہ فرمایا:

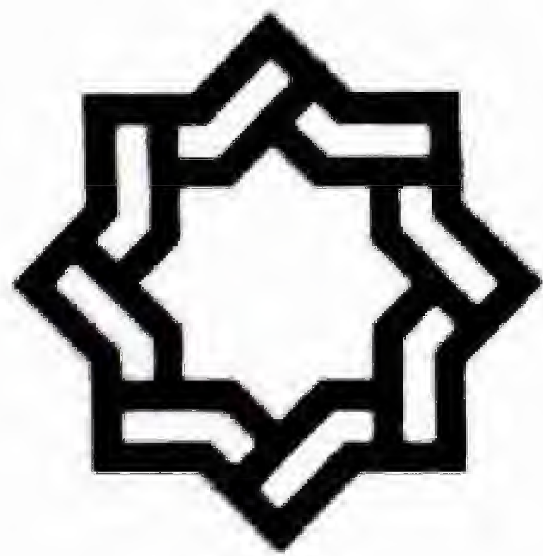
﴿وانا خیر کم لاھلی﴾ (مشکوٰۃ صـ۲۸۱)

میں اپنی ازواج کے لئے تم سب سے بہتر ہوں (جیسا کہ عنقریب یہی تفصیلات آپ اسی کتاب میں پڑھیں گے) کیا اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا مذہب ہے جس نے اچھی بیوی کو آدھا ایمان بتایا جس نے بیواؤں کو عزت کی مسند پر بٹھایا جس نے عورت کے حسن وجمال کو نہیں بلکہ اس کے عورت ہونے کو ہی قابل احترام ٹھہرایا جس نے بیٹی کی پیدائش کو رحمت اور اس کی صحیح تربیت کو جنت کا ذریعہ قرار دیا۔ لیکن افسوس آج کی اس تہذیب جدید پر جس نے عورت کو اس کا صحیح مقام ومرتبہ دینے کے بجائے ایک طرف "آزادی" کے نام پر گھر سے بے گھر کر کے آوارہ گردی پر مجبور کر دیا اور اس کی مظلومیت کا رونا روتے ہوئے حقوق کے نام پر اس کے حقوق چھین لئے تو دوسری طرف جہیز اور جوڑے گھوڑے کے نام پر اس کا استحصال کیا اور سسرالی مال پر ہاتھ صاف کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اس لئے اب ضرورت تھی کہ عورت کو پھر سے اس کا صحیح مقام یاد دلایا جائے اس کے لئے امت کے جلیل القدر اکابر محدثین نے اپنے اپنے طور پر ان تمام احادیث رسولؐ کو ایک جگہ جمع کیا جو خصوصیت کے ساتھ عورت کی "ازدواجی حسن معاشرت" سے متعلق تھیں چنانچہ اس گروہ کے سرخیل محدث امام

نسائی جو کہ نقد حدیث میں امام احمد کے اور فقاہت حدیث میں امام بخاری کے ہمسر و ہم پلہ ہیں کی مرتب کردہ کتاب ''عشرۃ النساء'' سب سے مستند اور ضخیم کتاب ہے جو ہمیں بغرض عمرہ سفر حجاز میں ہاتھ لگی دل میں داعیہ ہوا کہ اس کا سلیس اردو ترجمہ کیا جائے تاکہ خواتین اسلام حدیث رسول ؐ کی روشنی میں اپنی خانگی اور ازدواجی الجھنوں کو دور کر سکیں بحمد للہ یہ ترجمہ مع ضروری تشریحات مکمّل ہوا جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرما کر پوری امت کے لئے اور خصوصاً خواتین اسلام کے لئے بے حد مفید مقبول عام بنا دے آمین۔

پیرزادہ مفتی شمس الدین نورؔ
خطیب مسجد قباداؤد کالونی
نزد ٹی وی اسٹیشن کراچی



کتاب عشرت النساء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین پسندیدہ چیزیں

(۱) ﴿عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبب الی من الدنیا: النساء، والطیب، وجعل قرۃ عینی فی الصلاۃ﴾ (نسائی، باب حب النساء ج۲ ص۹۳)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی چیزوں میں سے مجھے عورت اور خوشبو پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔"

(۲) ﴿عن انس، قال: لم یکن شیء احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد النساء، من الخیل﴾ (نسائی باب حب النساء ج۲ ص۹۴)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت عورتوں کے بعد (جنگی) گھوڑوں سے تھی۔"

تشریح: حدیث انہی الفاظ کے ساتھ نسائی شریف میں مذکور ہے لیکن ترمذی اور مسند احمد میں "من الدنیا" کا لفظ نہیں ہے بلکہ حبب الی الطیب والنساء الخ مذکور ہے یہی الفاظ زیادہ صحیح ہیں نیز بعض حضرات یہاں "من الدنیا" کے ساتھ "الثلاث" کا

لفظ نقل کرتے ہیں لیکن بقول علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے کتب حدیث میں لفظ الثلاث کہیں منقول نہیں ہے چنانچہ "من الدنیا الثلاث" حدیث کے الفاظ ہونے سے اشکال ہوگا کہ نماز تو دنیوی چیز نہیں ہے پھر اس پر "من الدنیا" کا اطلاق کیونکر ہوگا؟ لیکن علامہ عسقلانی کے قول کے مطابق اگر یہ الفاظ حدیث کے نہیں ہیں تو پھر کوئی اشکال نہ ہوگا۔ بہرحال حدیث مذکور میں جن تین چیزوں پر آپؐ نے اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ان میں ایک خوشبو ہے۔ سابق انبیاء کی طرح آپؐ کو بھی مسواک اور خوشبو بہت پسند تھی اور خوشبو آپؐ کو پسند کیوں نہ ہو کہ آپؐ کی ذات گرامی ہی تمام خوشبوؤں کا مجموعہ تھی آپؐ کے باتوں میں پھولوں جیسی مہک آپؐ کے ہاتھوں کے لمس میں عنبر جیسی خوشبو آپؐ کے بدن کے مثاموں میں مشک کی خوشبو آپؐ کے قدموں کی دھول میں چنبیلی جیسی خوشبو، آپؐ کے پسینے میں گلاب جیسی خوشبو تھی پھر آپؐ کو خوشبو کیوں پسند نہ ہوتی حضرت انسؓ کی والدہ اُمّ سلیم آپؐ کے پسینے کو شیشی میں جمع کرتی تھیں جب آپؐ قیلولہ فرماتے۔ آپؐ نے اُمّ سلیم سے پوچھا یہ کیا کر رہی ہو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تمام خشبوؤں سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۰)

حضرت عائشہؓ آپ کے کپڑوں اور بدن پر عمدہ سے عمدہ خوشبو لگانے کا اہتمام فرماتی تھیں۔ (بخاری ص ۸۷۸)

خواتین کو بھی چاہئے کہ خود بھی اپنے شوہروں کے لئے خوشبو لگائیں اور اپنے سرتاجؔ کے کپڑوں پر بھی خوشبو لگانے کا اہتمام کریں۔ گھر سے باہر بازاروں میں نکلتے وقت عورتوں کا خوشبو لگا کر نکلنا حرام ہے۔ حدیث میں سخت ممانعت آئی ہے۔

عورت: اس حدیث میں آپؐ نے خوشبو کے ساتھ عورت کا بھی ذکر فرمایا یہ بتانے کے لئے کہ جس طرح ایک سلیم الفطرت انسان کو خوشبو سے محبّت ہوتی ہے اسی طرح ایک سلیم الطبع انسان کو عورت سے بھی محبّت ہوتی ہے پھر رسول کریمؐ جن کی بعثت ہی

معاشرہ کے مظلوم اور کمزور طبقوں کی دادرسی تھی کیوں نہ اس مظلوم عورت سے محبّت و شفقت فرماتے جو زمانہ جاہلیت ہی سے ظلم و ستم کا شکار تھی اور پیدائشی طور پر اکثر بیماریوں، ماہواری، زچگی، رضاعت کا ہدف بنتی رہتی اس لئے مرد کی بنسبت زیادہ توّجہ و شفقت کی مستحق تھی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مظلوم عورت کو اپنی محبّت و شفقت کے ذریعہ عزّت و احترام کا اونچا مقام عطا کیا ماں، بیٹی، بہن ہر حیثیت سے عورت کو اس کا اصل مقام اور اس کے حقوق دیئے۔ نیز عورت کو بیوی کی حیثیت سے وہ محبّت دی کہ اسلام کے علاوہ دنیا میں شاید اس کی مثال ملنا مشکل بلکہ ناممکن ہے آپ نے اپنی ازواج کے ساتھ بے مثال حسن معاشرت قائم فرمایا آپ کا فرمان ہے کہ:

”تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی آل و اولاد کے لئے بہتر ہے اور خود میں اپنے بال بچوں کے لئے بہتر ہوں۔“ (مشکوٰۃ ص ۲۸۳)

آپ کو اپنی بیویوں سے کس قدر محبّت تھی یہ حضرت عائشہؓ کی زبانی آپ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ کے متعلّق سنئے! فرماتی ہیں۔

”مجھے جس قدر حضرت خدیجہ پر رشک ہوتا تھا وہ آپ کی کسی اور بیوی پر نہیں حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہیں تھا مگر رسول اللہ بہت کثرت سے ان کو یاد کرتے تھے۔ ان کے ساتھ انس و محبّت کا یہ عالم تھا کہ گھر میں جب کبھی بکری ذبح ہوتی تو آپ کو حضرت خدیجہ یاد آجاتیں اور گوشت کا ایک حصّہ ان کی سہیلیوں میں تقسیم فرمادیتے۔“ (مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اکثر آپ سے میں کہا کرتی تھی کہ کیا حضرت خدیجہ کے سوا اور کوئی عورت نہیں ہے؟ یہ بات میں حضرت خدیجہ کی کثرتِ یاد کی بنا پر کہتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی رنگ میں رنگ گئے تھے اپنی بیویوں سے بڑی مخلصانہ

محبّت تھی واقعات نقل کر کے طوالت مقصود نہیں ورنہ حضرت بریرہ اور مغیث کی محبّت وعشق کا واقعہ کتب حدیث میں مشہور ہے اور دلچسپ بھی، حضرت ابن عمر کی اپنی بیوی سے محبّت کا واقعہ بھی مشہور ہے الغرض آپؐ نے عورتوں سے اپنی محبّت کے ذریعہ ان کو عزّت کا بلند مقام عطا کیا۔

حدیث مذکور سے آنحضرتؐ کا مقصد جہاں مظلوم عورتوں کی عظمت بڑھانا ہے وہاں ایسے لوگوں کو شادی کی طرف ترغیب و تنبیہ بھی مقصود ہے جو فخریہ انداز میں عورتوں سے علیحدہ رہ کر راہبانہ زندگی گزارنے کو بہتر سمجھتے ہیں آپؐ سے زہد و تقویٰ میں بڑھ کر ہونے کا بھلا کون دعویٰ کر سکتا ہے اس کے باوجود آپؐ نے اس قدر کثرت سے نکاح فرمائے حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا "نہیں" حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

﴿تزوج فان خير هذه الامة اكثرهم نساء﴾

(بخاری شریف ج ۲ ص ۷۵۸)

"شادی کرو کیونکہ اس اُمّت کے سب سے بہتر وہ شخص ہیں جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔"

اس حدیث کے فتح الباری میں دو مطلب بیان ہوئے ہیں:

❶ اس اُمّت میں جس کی بھی زیادہ بیویاں ہوں وہ بہتر شخص ہے۔

❷ اس اُمّت کے سب سے بہتر شخص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ تھے یہی مفہوم راجح ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۱۴۳)

آنحضرتؐ نے نکاح سے (بلا عذر شرعی) کنارہ کشی کرنے والوں کو کس قدر سخت تنبیہ فرمائی اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایئے کہ۔

حضرت عکاف بن بشر تمیمی سے آپ ؐ نے پوچھا اے عکاف! تمہاری بیوی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، صلاحیت رکھتے ہو اور خوش حال بھی ہو پھر بھی شادی سے گریز کیا۔

﴿اذا انت من اخوان الشیاطین﴾

''تب تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو۔''

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی کرادی۔ (جمع الفوائد، النکاح)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ؐ ہم لوگوں کو شادی سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے سختی سے منع فرماتے تھے۔ (بلوغ المرام، النکاح)

حدیث مذکور میں ''حبب'' صیغہ مجہول لایا گیا کہ میرے دل میں عورت کی محبّت ڈالی گئی ہے مطلب یہ ہے کہ از خود عورت سے محبّت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی محبت کا حکم ہوا ہے۔

نماز: حدیث مذکور میں آپ ؐ نے تیسری چیز نماز کو بیان فرمایا۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک بہترین روحانی رابطہ پیدا کرتی ہے اور اس رابطہ سے روح انسانی کو حقیقی سکون و مسرت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے —— اس حقیقت سے کس کو انکار ہے کہ دنیا میں ہر شاہ و گدا مرد و زن کو راحت و مسرت اور قلبی سکون کی طلب و خواہش ہے اور اس قلبی اطمینان و سکون کا واحد ذریعہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب سنو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دلوں کو طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ (الرعد ص ۲۸) اور نماز ہی اس ذکر الٰہی کی بہترین شکل ہے اقم الصلوٰۃ لذکری (نماز پڑھو میری یاد کے واسطے)۔ اور جب ایک مسلمان عورت نماز کا اہتمام کرتی ہے تو قدرت کی طرف سے اس کے لئے شوہر اور اولاد بھی سکون و اطمینان اور

آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنتے ہیں ورنہ نمازیں ضائع کرنے والی عورت کم از کم قلبی سکون سے تو محروم ہوتی ہے۔

قرآن وحدیث میں نماز نہ پڑھنے پر شدید وعید اور عذاب کا بیان ہوا ہے:

❶ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ (پارہ ۳۰) "ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بے پرواہ ہیں۔" یعنی بے فکری میں کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے یا وقت سے ٹال کر پڑھتے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اس آیت کے متعلق آنحضرتؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ جو وقت سے ٹال کر نماز پڑھتے ہیں ان کے لئے ویل کا عذاب ہے ویل جہنم میں ایک وادی ہے۔ (الکبائر للذہبی ص۱۴)

❷ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین "نماز قائم رکھو اور نماز چھوڑ کر مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔"

❸ جنتی حضرات دوزخ میں جانے والوں سے پوچھیں گے ما سلککم فی سقر "کون سا عمل تمہیں دوزخ میں لے آیا۔" دوزخی جواب دیں گے لم نک من المصلین "ہم نماز پڑھنے والوں میں نہیں تھے۔" (المدثر آیت ۴۲)

حدیث میں آپؐ نے فرمایا جس نے قصداً نماز ضائع کر دی اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں۔ (الکبائر ص۱۹)

حضورؐ کے دور میں نماز چھوڑنا کفر و شرک کے برابر سمجھا جاتا تھا اسی لئے حدیث میں کہا گیا ہے "جو قصداً نماز چھوڑے پس اس نے کفر کیا۔" (مسلم)

جمہور صحابہ کا بھی یہی مسلک تھا حضرت عمرؓ کا فرمان ہے فرض نماز ضائع کرنے والے کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ حضرت علیؓ سے نماز ضائع کرنے والی عورت کے متعلق پوچھا گیا فرمایا جو بھی قصداً نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے، حضرت ابن عباس کا ارشاد ہے جس نے قصداً ایک بھی نماز چھوڑ دی تو روز آخرت اللہ تعالیٰ سے اس

حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوں گے۔ (الکبائر، حافظ ذہبی ص۱۹)

یاد رکھنا چاہئے جان بوجھ کر نماز ضائع کرنے والا اگرچہ دین اسلام سے خارج نہیں ہو گا یا کافر نہیں ہو جاتا لیکن بہر حال نماز چھوڑنا ایک کافرانہ اور منافقانہ عمل ہے جیسا کہ ان حدیث کا یہی مقصود ہے۔

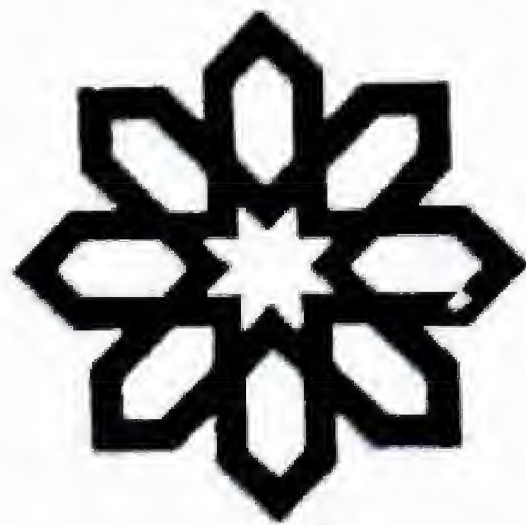
اے خواتین اسلام! ان ارشادات سے اندازہ لگاؤ نماز کس قدر اہم فریضہ ہے اور نماز نہ پڑھنا کس قدر سنگین گناہ ہے زواجر مکی اور حافظ ذہبی کی الکبائر میں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کرنے لگی اے اللہ کے نبی! مجھ سے کبیرہ گناہ ہو گیا ہے میں نے توبہ کی ہے آپ بھی میرے لئے دعا فرمایئے کہ میری مغفرت ہو جائے حضرت موسیٰ نے پوچھا کون سا گناہ ہو گیا؟ عورت نے کہا زنا ہو گیا اور اس سے حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا اسے مار ڈالا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ بہت غضبناک ہوئے اور عورت سے کہا یہاں سے نکل جا تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر کہیں ہمیں بھی جلا کر خاک نہ کر دے۔ عورت مایوس ہو کر وہاں سے چلی گئی حضرت جبرئیل تشریف لائے اور حضرت موسیٰ سے فرمایا اے موسیٰ رب العٰلمین آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اس بدکار عورت سے بڑھ کر کوئی برا اور اس بڑے گناہ سے بڑھ کر کوئی برا کام نہیں؟ موسیٰ نے فرمایا اس سے بڑھ کر برا اور کون سا کام ہو گا؟ ارشاد ہوا جو شخص جان بوجھ کر نماز ضائع کر دے وہ اس سے بھی زیادہ منحوس اور گناہ گار ہے۔ (اس واقعہ کو امت کے بڑے محدثین نے نقل کیا ہے دیکھئے الکبائر ص۲۴، للذہبی۔ زواجر مکی ج ا ص۱۰۸)

اے خواتین اسلام! اس سے اندازہ لگاؤ کہ نمازیں ضائع کرنا کس قدر شدید گناہ ہے حالانکہ تم معمولی عذر سے بھی نماز ضائع کر دیتی ہو بچہ روئے تو ضائع کچن کی مصروفیات بڑھ جائیں تو نماز ضائع اور شادی بیاہ میں تو نماز کا خیال ہی نہیں آتا۔ حالانکہ بے ہوشی اور ناپاکی کے علاوہ کسی بھی حالت میں عورت کو نماز معاف نہیں ہے نہ قضا کرنے کی

گنجائش ہے۔ حنفی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے کہ اگر عورت کے بچہ ہو رہا ہو تو اگر بچہ کا سر باہر آگیا ہے اور نماز کا وقت ختم ہونے کے قریب ہے اس حالت میں بھی عورت پر یہ لازم ہے کہ نماز پڑھے وضو نہیں کر سکتی ہو تو تیمّم کرے رکوع سجدہ نہ کر سکتی ہو تو اونچی جگہ پر بیٹھ جائے ہنڈیا جیسی کوئی چیز نیچے رکھ دے جس میں بچہ کا سر محفوظ ہو جائے اور بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز پڑھے قضا نہ کرے۔ (نفع المفتی والسائل)

اولاد کی تربیت میں مشغول رہ کر نماز ضائع کرنے والی اے خواتین! قریش کی مسلمان عورتوں کو اپنی اولاد سے تم سے زیادہ محبت تھی لیکن نماز کبھی ضائع نہیں کرتیں، شوہروں کی خدمت کرتی تھیں لیکن فریضہ الٰہی سے کبھی غافل نہیں ہوئیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں اور خوشبو سے بے حد محبت تھی لیکن یہ محبت آپؐ کی عبادات میں ذرا بھی مخل نہیں ہوتی تھی بلکہ آپؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہی نماز میں ہے اور حقیقی محبّت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے جیسا کہ ایک مرتبہ آپؐ نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اگر میں نے کسی کو دوست و محبوب بنانا ہوتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن تمہارا یہ ساتھی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) رحمٰن کا دوست ہے لہٰذا اس کے دل میں کسی اور کی محبّت کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۹۳)

اے خواتین اسلام! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کس قدر محبّت و عظمت بخشی لیکن کیا تم بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین و شریعت کے ساتھ محبت رکھتی ہو؟ غور کرنے کا مقام ہے۔



چند بیویوں میں سے کسی ایک کی طرف زیادہ میلان

(٤) ﴿عن ابی هریرة، عن النبی ﷺ قال: من کان له امرا تان یمیل لاحدا هما علی الاخری، جاء یوم القیامة احد شقیه مائل﴾

(ابو داؤد، النکاح، باب القسم بین النساء ج ۱ ص ۲۹)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ دونوں میں سے کسی ایک بیوی کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھے تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ جھکا ہوا ہوگا۔"

(۵) ﴿عن عائشه، قالت: کان رسول اللّٰہ ﷺ یقسم بین نسائه، فیعدل، ثم یقول: اللهم هذا فعلی فیما املک، فلا تلمنی فیما تملک ولا املک قال ابو عبدالرحمن: ارسله حماد بن زید.﴾

(سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۹ باب القسم بین النساء)

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں باری مقرر فرمانے میں برابری اور عدل کا پورا اہتمام فرمایا کرتے تھے اور ساتھ ہی بارگاہ الٰہی جل شانہ، میں عرض کیا کرتے تھے: اللھم ھذا فعلی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک یعنی اے اللہ: یہ میری منصفانہ تقسیم اور مساوات اس چیز میں ہے جو میرے اختیار میں ہے اس لئے جو چیز آپ کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں یعنی قلبی میلان و رجحان اس میں مجھ سے مواخذہ نہ فرمائیے۔"

تشریح: خوشگوار و پائیدار ازدواجی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ تمام قسم کے ازدواجی حقوق میں عورتوں سے کسی قسم کی کوئی حق تلفی نہ کی جائے اسی لئے قرآن کریم میں سورہ

نساء کی آیت (۱۲۹) میں ایک سے زائد (چار تک) بیویوں میں عدل وبرابری کو شوہر کے ذمّہ فرض قرار دیا گیا اس کے خلاف کرنا گناہ عظیم ہے چنانچہ آپؐ نے اپنے قول وعمل سے بیویوں میں عدل وبرابری کو نہایت تاکیدی حکم قرار دیا اور اس کی خلاف ورزی پر سخت وعید سنائی آپؐ نے بیویوں کے حقوق میں برابری قائم نہ رکھنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ قیامت میں اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص۲۷۸)

البتہ یہ مساوات وبرابری ان امور میں ضروری ہے جو انسانی اختیار میں ہیں مثلاً نان نفقہ جائے رہائش اور شب باشی وغیرہ میں برابری، رہے وہ امور جو انسانی اختیار میں نہیں مثلاً محبّت وقلبی میلان تو اس میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا بشرطیکہ اس قلبی میلان کا اثر اختیاری معاملات پر نہ پڑے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقة "تم ہرگز برابر نہیں رکھ سکو گے عورتوں کو (قلبی میلان میں) اگرچہ تم اس کی حرص کرو۔ سو بالکل ہی پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو جیسے ادھر میں لٹکتی۔" (معارف القرآن ج۲ ص۵۵۸) میں اسی کا بیان ہے کہ قلبی میلان میں تم برابری نہیں رکھ سکو گے لیکن ایسا بھی نہ کرو کہ اس قلبی میلان کی وجہ سے اختیاری معاملات میں اسی ایک بیوی کو ترجیح دینے لگو کہ جس سے بیچاری دوسری عورت لٹکی ہی رہ جائے اگر ایک سے زائد بیویوں کے درمیان اختیاری معاملات میں عدل وبرابری قائم نہ رکھ سکو تو صرف ایک ہی بیوی رکھنے کا حکم ہے۔ فإن خفتم ان لا تعدلوا فواحدة (نساء ۳) آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان اختیاری معاملات میں پوری مساوات قائم فرمائی جیسا کہ حضرت عائشہؓ کا بیان اوپر کی حدیث میں گزرا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے اللھم ھذا قسمی فیما املک الحدیث یعنی چند بیویوں کی صورت میں کسی ایک کی طرف خصوصی میلان قلب اور محبّت ہونا ایک غیر اختیاری فعل ہے جس میں برابری کرنا

انسان کے بس میں نہیں پس اے اللہ ایسے غیر اختیاری معاملہ میں ہمارا مواخذہ نہ فرما۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تمام بیویوں میں حضرت عائشہؓ سے سب سے زیادہ محبّت تھی جیسا کہ اگلی حدیث میں اسی کا بیان ہے۔

(٦) ﴿ان عائشة قالت: أرسل أزواج النبی ﷺ فاطمة بنت رسول اللّٰہ ﷺ فاستأذن علیه، وهو مضطجع معی فی مرطی، فأذن لها، فقالت: یا رسول اللّٰہ، إن أزواجک أرسلنی إلیک، یسألنک العدل فی ابنة أبی قحافة، وأنا ساکتة، فقال لها رسول اللّٰہ ﷺ ای بُنیة، ألست تحبین ما احب؟ قالت: بلی، قال: فاحبی هذه فقامت فاطمة حین سمعت ذلک من رسول اللّٰہ ﷺ فرجعت الی ازواج النبی ﷺ فاخبرتهن بالذی قالت، والذی قال لها، فقلن لها: ما نراک اغنیت عنا من شیء، فارجعی إلی رسول اللّٰہ ﷺ فقولی له: إن ازواجک ینشدنک العدل فی ابنة ابی قحافة، قال فاطمة: لا واللّٰہ، لا اکلمه فیها ابدا، قالت عائشة: فأرسل ازواج النبی ﷺ زینب بنت حجش إلی رسول اللّٰہ ﷺ وهی التی کانت تسامینی من أزواج النبی ﷺ فی المنزلة عند رسول اللّٰہ ﷺ ولم ارامراة قط خیرا فی الدین من زینب واتقی اللّٰہ واصدق حدیثا، واوصل للرحم، واعظم صدقة، واشد ابتذا لا لنفسها فی العمل الذی تصدق به، وتقرب به الی اللّٰہ عزوجل ما عدا سورة من حد کانت فیها، تسرع فیها الفیئة، فاستاذنت علی رسول اللّٰہ ﷺ ورسول اللّٰہ ﷺ مع عائشة فی مرطها، علی الحال التی کانت دخلت فاطمة علیها، فاذن لها رسول اللّٰہ ﷺ فقالت: یا رسول اللّٰہ، إن ازواجک ارسلتنی الیک، یسألنک العدل فی ابنة أبی قحافة، ووقعت بی، فاستطالت، وانا ارقب رسول اللّٰہ ﷺ وارقب طرفه، هل یاذن لی فیها، فلم تبرح زینب حتی عرفت ان رسول اللّٰہ ﷺ لا یکره ان انتصر، فلما وقعت

بها، لم انشبها حتی انحیت، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: انھا ابنۃ أبی بکر۔ ﴿ ﴾

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ امہات المؤمنین نے جناب سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کو رسول اللہؐ کے پاس بھیجا سیدہ زہراءؓ نے باریابی (حاضر ہونے کی) اجازت طلب کی۔ سرکار دو عالمؐ اس وقت میری چادر اوڑھے میرے پاس ہی لیٹے تھے جناب سیدہ زہراؓ کو آپؐ نے اجازت دی حضرت فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کی بیویوں نے مجھے خدمت عالی میں بھیجا ہے وہ چاہتی ہیں کہ آپ ابو قحافہ کی بیٹی (یعنی عائشہ صدیقہؓ) کے ساتھ (دلی محبّت میں) سب سے برابری کیجئے (حضرت صدیقہ کہتی ہیں کہ) میں خاموش (سن رہی) تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی کیا جس کو میں چاہتا ہوں تجھے اس کی چاہت (و محبت) نہیں حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو اس سے (یعنی حضرت صدیقہ سے) محبّت کر حضرت سیدہ زہراءؓ نے جب رسول اللہؐ کا یہ فرمان سنا تو اٹھ کر چلی گئیں اور واپس جا کر امہات المؤمنین کے سامنے وہ سوال و جواب ظاہر کر دئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئے تھے امہات المؤمنین نے کہا ہمارے خیال میں آپ نے ہمارا کوئی کام نہیں کیا۔ آپ رسول اللہؐ کی خدمت میں دوبارہ عرض کیجئے کہ بیویاں آپ کو قسم دیکر (محبّت میں) برابری اور مساوات کرانیکی خواستگار ہیں حضرت فاطمہؓ بولیں اب خدا کی قسم اس (یعنی عائشہ) کے معاملہ میں میں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات نہیں کروں گی بالآخر امہات المؤمنین نے حضرت زینبؓ بنت جحشؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور رسول اللہؐ کی نظر میں زینبؓ ہی میری ہم پلہ تھیں میں نے کوئی عورت کبھی زینبؓ سے زیادہ دیندار خدا ترس، راست گو کنبہ پرور کارِ خیر اور قرب الٰہی کے کام میں تن من دھن سے مشغول ہو جانے والی نہیں دیکھی۔ صرف ان میں حدت طبعی کی وجہ سے کچھ تیز مزاجی تھی مگر وہ تیز مزاجی فوراً ہی جاتی بھی رہتی تھی غرض زینبؓ نے خدمت گرامیؐ میں باریابی کی اجازت طلب کی رسول اللہؐ میرے پاس میری چادر اوڑھے اسی حالت میں

لیٹے تھے جس حالت پر حضرت فاطمہؓ کے آنے کے وقت تھے۔ حضورؐ نے اجازت دے دی حضرت زینبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ چاہتی ہیں کہ آپ ابو قحافہ کی بیٹی کے ساتھ (محبت میں) ان (بیویوں) کی بھی برابری کریں۔ یہ کہنے کے بعد زینبؓ مجھ پر پل پڑیں اور زبان درازی کرنے لگیں۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی نظر کی منتظر تھی تاکہ آپؐ مجھے زینبؓ کے جواب دینے کی اجازت دے دیں۔ بالآخر میں نے دیکھا کہ زینبؓ کا یہ سلسلہ (زبان درازی) ختم نہیں ہوتا اور میرا انتقامی کاروائی کرنا حضورؐ کو بھی ناگوار نہ ہوگا تو بس میں بھی ان پر برس پڑی پھر تو میں نے ان کو (کچھ کہنے کی) مہلت ہی نہ دی اور ان کو لاچار کر دیا۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہؐ مسکرائے اور فرمایا آخر یہ بھی ابوبکر کی بیٹی ہے۔

(بخاری شریف الھبہ، مسلم، فضائل الصحابہ ج ۲ ص ۲۸۵، طبع ایچ ایم سعید)

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج میں سب سے زیادہ محبت حضرت عائشہؓ سے تھی اور یہ تمام صحابہ کو معلوم تھا چنانچہ لوگ قصداً ہدیے اور تحفے اس روز بھیجتے تھے جس روز حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام کی باری ہوتی (بخاری فضل عائشہ) اور ازواج مطہرات کو یہ سخت ناگوار تھا لیکن کہنے کی ہمت کوئی نہیں کرتا تھا آخر سب نے مل کر حضرت فاطمہؓ کو اپنی سفارش کے لئے آمادہ کیا وہ پیام لے کر خدمت اقدسؐ میں آئیں آپؐ نے فرمایا: لخت جگر جس کو میں چاہوں اس کو تم نہیں چاہو گی۔ سیدہ زہراءؓ کے لئے اتنا ہی کافی تھا چنانچہ وہ واپس چلی آئیں جیسا کہ حدیث بالا میں تفصیل گذر چکی ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ آپؐ کو حضرت عائشہؓ سے محبت حسن و جمال کی بناء پر تھی حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے ازواج مطہرات میں حضرت زینب حضرت صفیہ حضرت جویریہ بھی حسین تھیں جیسا کہ ان کے محاسن ظاہری کی تعریف احادیث اور تاریخ و سیر کی

کتابوں میں بکثرت موجود ہے لیکن حسن و جمال کی حیثیت سے حضرت عائشہؓ سے متعلّق ایک دو موقع کے سوا ایک حرف بھی مذکور نہیں اس لئے اصل بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فہم مسائل، اجتہاد فکر اور حفظ احکام جیسے فضائل و کمالات میں تمام ازواج سے ممتاز تھیں اس بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب تھیں حدیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء غیر مریم بنت عمران و آسیه امراة فرعون وان فضل عائشه علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام﴾ (بخاری ج صـ۳۲، مسلم ج ۲ صـ۱۲۰)

"مردوں میں تو بہت کامل گذرے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی اور عائشہ کو عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر۔"

حدیث مذکور سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس محبّت اور قدر و منزلت کی وجہ کوئی ظاہری حسن و جمال نہیں بلکہ وہ ظاہری و باطنی کمالات ہیں جو حضرت عائشہؓ کو حاصل تھے اسی خاص تعلّق و محبّت کی وجہ سے مرض الموت میں بھی آپؐ بار بار دریافت فرماتے تھے کہ آج کونسا دن ہے لوگ سمجھ گئے کہ حضرت عائشہؓ کی باری کا انتظار ہے۔ (بخاری صـ۱۸۶ ماجاء فی قبر النبی) چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے دیگر ازواج مطہرات سے اس کے لئے اجازت لی اور پھر آپؐ کو لوگ حضرت عائشہ کے حجرے میں لے گئے اور آپ تاوفات وہیں مقیم رہے اور وہیں حضرت عائشہ کے زانو پر سر رکھے ہوئے وفات پائی۔

(بخاری صـ۶۴۰ باب مرض النبی)

اس سے حضرت عائشہؓ کے ساتھ آپ کی غایت درجہ کی محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس کے علاوہ بھی حضرت عائشہؓ کو بہت سی ایسی امتیازی خصوصیات حاصل تھیں جن

میں اُمّت میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں چنانچہ وہ خود فرماتی تھیں:

❶ فرشتہ آنحضرتؐ کی خدمت میں میری تصویر لے کر حاضر ہوا۔

❷ رسول اللہؐ نے مجھ سے نکاح کیا جب میں چھ برس کی تھی۔

❸ میں نو برس کی عمر میں آپؐ کے حرم میں داخل ہوئی۔

❹ کنواری خواتین میں مجھ سے شادی ہوئی اور کسی سے نہیں ہوئی۔

❺ رسالتمآبؐ جب میرے ساتھ استراحت فرماتے تو میرے لحاف میں وحی آتی تھی۔

❻ میں خواتین اور ازواج مطہرات میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔

❼ میری وجہ سے امت کو تیمّم کی رخصت ملی۔

❽ جبرئیل امین کو میں نے دیکھا۔

❾ میری پاکدامنی و برأت میں قرآنی آیات اتریں۔ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۱۰)

❿ مجھے اپنی باری میں دو دن ملے تھے اس لئے کہ حضرت سودہؓ نے اپنی باری کا دن بھی مجھے دے دیا۔

⓫ رسالتمآبؐ نے انتقال کے وقت مسواک کرنا چاہی تو آپؓ نے اسے چبا کر نرم کر کے سرور کائناتؐ کے دھن مبارک میں رکھا اس طرح رحلت فرماتے وقت آپؐ کے لعاب دھن کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا لعاب دھن یکجا ہوا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۹۲)

⓬ رسالتمآبؐ کی وفات بھی میری باری کے دن میں ہوئی تھی۔

⓭ میرے ہی حجرہ میں آنحضورؐ کی تدفین ہوئی تھی۔

⓮ حضرت عائشہ ہی کا گھر رسالت مآبؐ کی وفات کے دن فرشتوں سے معمور تھا۔

(سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۲ ص ۱۴۲)

الغرض حضرت عائشہ صدیقہ اپنے ان بے شمار اور گوناگوں فضل و کمالات کی بناء پر دیگر ازواج مطہرات پر فوقیت رکھتی تھیں وہ محرم اسرار نبوت تھیں فقیہہ مجتہدہ تھیں اسرار شریعت اور مصالح دین جو نہایت دقیق علم ہے اس پر بھی حضرت صدیقہ کو دستگاہ

حاصل تھی خطیبانہ وناصحانہ بلاغت وفصاحت میں مشہور تھیں حضرت معاویہ فرماتے ہیں۔

واللّٰہ مارایت خطیبا قط ابلغ ولا افصح ولا افطن من عائشه

(مجمع الزوائد ہیثمی ج۹ ص۲۴۳)

"بخدا میں نے حضرت عائشہ کے معاصرین میں ان سے زیادہ فصیح وبلیغ اور زیادہ ذہین وفطین خطیب نہیں دیکھا۔"

چنانچہ جلیل القدر مجتہدین صحابہ بھی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں مسائل کی تحقیق کے لئے حاضر ہوتے تھے امام زہری تابعی کا بیان ہے کانت عائشه اعلم الناس یسئلها الاکابر من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ۔ (طبقات ابن سعد ج۲ ص۲۶)

حضرت عائشہؓ سے ایک چوتھائی حصہ احکام اسلام مروی ہیں۔ (فتح الباری ج۲ ص۷۹) حضرت عائشہ سے کل مسندات (احادیث مرفوعہ) دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) مروی ہیں جن میں سے بیشتر بخاری ومسلم میں بھی مذکور ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ج۳ ص۴۳)

آنحضرتؐ سے عمرو بن العاص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ فرمایا عائشہ سے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے والد حضرت صدیق اکبرؓ سے۔ (سیر اعلام النبلاء ذہبی ج۳ ص۴۴۲)

حضرت عائشہؓ کے ان ظاہری وباطنی کمالات کی بناء پر آپؐ ان کو بہت چاہتے تھے اسی لئے آپؐ نے ان کے خلاف ہر قسم کی سفارتی سرگرمی کو یوں کہہ کر رد فرمایا لا تؤذینی فی عائشه یعنی عائشہ کے معاملہ میں مجھے کوئی تکلیف نہ دو۔ جیسا کہ حدیث میں آپ نے پڑھا۔ رضی اللہ عنہا وعنہن اجمعین۔

حدیث نمبر۸ کا مضمون بھی اسی طرح ہے۔

(۹) عن ابی موسی رضی اللہ عنہ، عن النبی ﷺ قال: فضل عائشة علی النساء،

کفضل الثرید علی سائر الطعام.﴾

(نسائی، عشرۃ النساء، ج ۲ ص ۹۶ مسلم ج ۲ ص ۲۸۴ طبع ایچ ایم سعید)

ترجمہ: "حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت و برتری دوسری تمام عورتوں پر اسی طرح ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔ (ثرید اہل عرب کا مرغوب کھانا ہے جو روٹی گوشت اور شوربے کو ملا کر بنایا جاتا ہے)۔"

حدیث نمبر ۱۰ کا بھی یہی مضمون ہے۔

(۱۱) ﴿عن عائشة، قالت: قال رسول اللهﷺ: یا ام سلمة، لا تؤذینی فی عائشة فانه واللّٰه ما اتانی الوحی فی لحاف امراة منکن الا هی.﴾

(نسائی شریف، عشرۃ النساء، باب حب الرجل لبعض نسائه ج ۲ ص ۹۶)

ترجمہ: "حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ سلمہ مجھے عائشہ کے معاملے میں ایذاء (تکلیف) نہ دو کیونکہ واللہ مجھ پر سوائے عائشہ کے تم میں سے اور کسی کے لحاف میں ہوتے ہوئے وحی نازل نہیں ہوئی۔"

(۱۲) ﴿عن ام سلمة: ان نساء النبیﷺ کلمنها ان تکلم النبیﷺ ان الناس کانوا یتحرون بهدا یاهم یوم عائشة، وتقول له: إنا نحب الخیر، کما تحب عائشة فکلمته، فلم یجبها، فلما دار علیها کلمته، ایضًا فلم یجبها، وقلن: مارد علیک؟ قالت: لم یجبنی، قلن: لا تدعینه حتی یرد علیک، أو تنظرین ما یقول، فلما دار علیها الثالثة کلمته، فقال: لا تؤذینی فی عائشة، فانه لم ینزل علی الوحی، وانا فی لحاف امراة منکن، الا فی لحاف عائشة.﴾ (نسائی ج ۲ ص ۹۶)

ترجمہ: "حضرت اُمّ سلمہؓ کہتی ہیں کہ ازواج مطہرات۔ نے مجھے کہا کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے جاکر عرض کروں کہ لوگ ہدیہ بھیجنے کے واسطے عائشہ کے دن کا انتظار کرتے ہیں حالانکہ ہم بھی مال کی خواہش رکھتی ہیں جیسا کہ عائشہؓ خواہش رکھتی ہے۔ (اس لئے آپؐ لوگوں کو حکم کریں کہ میں جہاں بھی ہوا کروں ہدیہ بھیج دیا کریں عائشہ کی باری کا انتظار نہ کیا کریں) چنانچہ حضرت اُمّ سلمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں (بڑی متانت و سنجیدگی کے ساتھ) گفتگو کی لیکن آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطہرات نے (ام سلمہؓ سے) پوچھا کہ حضورؐ نے آپ کو کیا جواب دیا حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطہرات نے کہا حضورؐ جب تک کوئی جواب نہ دیں پیچھا نہ چھوڑنا۔ چنانچہ جب آپؐ حضرت اُمّ سلمہ کے پاس تشریف لے گئے تو تیسری بار انہوں نے پھر تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا اے اُمّ سلمہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ مجھ پر سوائے عائشہ کے اور کسی کے لحاف میں ہوتے ہوئے وحی نازل نہیں ہوئی۔" (ایضاً)

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے بے حد محبّت تھی اس لئے لوگ انہی کی باری میں ہدیئے تحفے بھیجنے کا اہتمام فرماتے تھے اس سے مقصود حضورؐ کو خوش کرنا ہوتا تھا بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے ایک میں عائشہؓ، حفصہؓ، صفیہؓ، سودہؓ تھیں دوسرے میں حضرت اُمّ سلمہؓ اور باقی ازواج تھیں چنانچہ اُمّ سلمہؓ کی جماعت نے حضورؐ کی خدمت میں اُمّ سلمہ ہی کو سفیر بنا کر بھیجا کہ حضورؐ سے عائشہ کے بارے میں بات کریں۔ آپؐ نے اُمّ سلمہ کو جواب دیا کہ عائشہ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دیں جیسا کہ اوپر حدیث میں گزر گیا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہدیہ قبول کرنا اور دینا سُنّت ہے حضورؐ لوگوں کے ہدایا قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ بھی عنایت فرماتے (بخاری ج ۱ ص ۳۰۲) آپؐ نے امت کو بھی تعلیم فرمائی کہ ہدیہ لیا دیا کرو یہ محبّت کو بڑھاتا ہے اور سینہ کے کینے کو دور

کرتا ہے (جامع صغیر ص۲۰۳) جو کوئی ہدیہ دے اگر شرعی عذر نہ ہو تو اس کو قبول کر لینا چاہئے کیونکہ ہدیہ اللہ کا رزق ہے اس کو قبول کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول کرتا ہے اور رد کرنے والا اللہ تعالیٰ کا رزق رد کرتا ہے (کنز العمال ج ٦ ص١١٦)

آپؐ نے عورتوں کو بھی بطور خاص حکم فرمایا کہ آپس میں ہدیہ دیا لیا کرو اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو یہ محبت بڑھاتا ہے کینہ کو دور کرتا ہے۔

(مجمع الزوائد ہیثمی ج ۲ ص۱۴۲)

لیکن عورتوں کو چاہئے کہ اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر صدقہ یا ہدیہ ان کے مال میں سے نہ کیا کریں ورنہ ثواب کے بجائے الٹا گناہ ہوگا حضرت کعب بن مالک کی بیوی خیرہ نے اپنے زیور لا کر رسول اللہؐ کو صدقہ کے لئے دے دئے آپؐ نے پوچھا کعب نے اجازت دے دی؟ عورت نے کہا ہاں پھر کعب کے پاس آدمی بھیج کر معلوم کیا جب تصدیق ہوئی تو قبول فرمایا۔ (ابن ماجہ ص۱۹۸)

قبول ہدیہ میں دیکھنا چاہئے کہ حرام یا مشتبہ مال کا تو نہیں ورنہ قطعاً قبول نہ کرے، حدیث میں ہے کہ قرض لینے والا کوئی ہدیہ دے تو قبول نہ کرو۔ (مشکوٰۃ ص۲۴۶)

کیونکہ یہ سود ہے جو کہ حرام ہے بقول ملا علی قاریؒ کے ایسا ہدیہ قبول کرنا (جو قرض لینے کی بناء پر ہو) حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ امیر یا قاضی کا (یا کسی اونچے منصب والے کا) ہدیہ قبول کرنا رشوت ہے جو حرام ہے البتہ اگر خلوص کا ہدیہ ہو تو قبول کرنا سُنّت ہے عطر اور دودھ وغیرہ کا ہدیہ واپس نہیں کرنا چاہئے اے خواتین آپس میں ہدیہ دیا لیا کرو جیسا کہ ازواج مطہرات آپس میں ہدیہ دیا کرتی تھیں۔

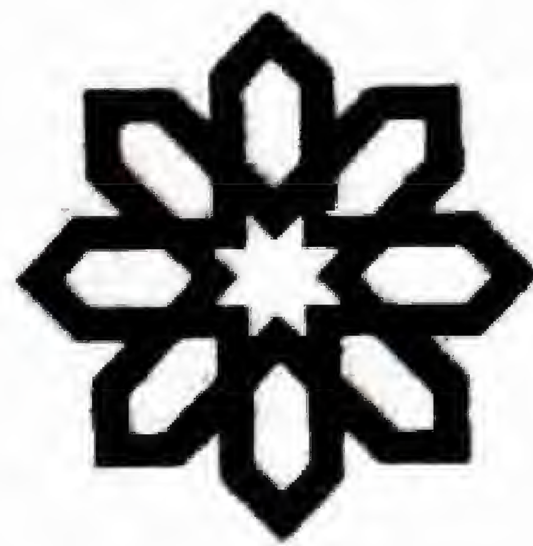
(۱٤) ﴿عن عائشة، قالت: اوحی الی النبی ﷺ وانا معه، فقمت، فأجفت الباب بيني وبينه فلما رفه عنه، قال لي: يا عائشة، ان جبريل يقرئک السلام.﴾ (نسائی شریف، باب عشرة النساء ج ۲ ص۹۶)

ترجمہ: "اس روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ اسی وقت آپؐ پر وحی نازل ہونے لگی تو میں اٹھی اور دروازے کی آڑ میں ہوگئی۔ جب آپؐ کو شدت وحی سے آرام ہوا (یعنی وحی کا سلسلہ موقوف ہوگیا) تو مجھ سے فرمانے لگے اے عائشہ: یہ جبرئیل آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔"

(١٥) ﴿عن عائشة: ان النبی ﷺ قال لها: إن جبريل يقرأ عليك السلام قلت: وعليه السلام ورحمة الله وبركاته، ترى مالا نرى.﴾ (نسائی ج٢ ص٩٦)

ترجمہ: "اس دوسری روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ اے عائشہ جبرئیل آپ کو سلام کہہ رہے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے جواب میں "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہہ کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے (یعنی آپ فرشتوں کو بالمشافہ دیکھتے ہیں ہم نہیں دیکھ سکتے ہیں)۔"

حدیث نمبر١٦ کا مضمون بھی یہی ہے۔



غیرت کا بیان

(۱۷) ﴿قال انس: کان النبی ﷺ عند احدی امهات المومنین، فارسلت اخری بقصعة فیها طعام، فضربت یدالرسول، فسقطت القصعة، فانکسرت، فاخذ النبی ﷺ الکسرتین، فضم احداهما الی الاخری، فجعل یجمع الطعام، ویقول: غارت امکم! کلوا فاکلوا، فامر حتی جاءت بقصعتها، التی، فی بیتها، فدفع القصعة الصحیحة الی الرسول، وترک المکسورة فیی بیت التی کسرتها.﴾

(ابو داؤد ص۔ البیوع، نسائی الغیرة ج۲ ص۹۶)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی بیوی (یعنی حضرت عائشہ کمافی الترمذی) کے پاس تھے (حضرت عائشہ کی باری میں) ان کی کسی دوسری سوکن (حضرت اُمّ سلمہؓ جیسا کہ اگلی روایت میں ہے) نے اپنی باندی کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھانا ہدیہ بھیجا (حضرت عائشہ کو بمقتضائے بشریت غیرت آئی ہوگی کہ میرے گھر میں اور میری باری میں دوسری بیوی نے کھانا کیوں بھیجا؟ اس لئے) انہوں نے ہدیہ لانے والی باندی کے ہاتھ پر دے مارا۔ پیالہ گر کر ٹوٹ گیا اور جو کچھ پیالے میں تھا وہ بھی گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لے کے دونوں ٹکڑوں کو اٹھا کر ایک دوسرے سے ملایا اور گرا ہوا کھانا اس میں جمع کرنے لگے اور پھر فرمایا کہ تمہاری ماں (یعنی عائشہ) کو غیرت آگئی (یعنی جل گئی کیونکہ ان کی سوکن نے کھانا بھیجا تھا) تم لوگ کھاؤ۔ چنانچہ سب نے کھایا۔ پھر آپؐ نے پیالہ کا تاوان دینے کا حکم دیا تو گھر میں جو (صحیح) پیالہ تھا وہ لا کر باندی کو دیا گیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اپنے گھر میں (حضرت عائشہؓ نے) رکھا۔“

فائدہ: کسی کی چیز ضائع ہو جائے اور وہ اس کے مثل برتن کا مطالبہ کرے تو ضائع شدہ چیز کے مثل اگر بازار میں مل سکتی ہے تو وہی چیز خرید کر دینا لازم ہے اور اس کے مثل اگر نہ مل سکے تو ضائع شدہ چیز کی بازاری قیمت دینا لازم ہے آجکل ہر نوع کے برتن یکساں مشینوں سے بننے کی بنا پر برتن کے بدلے برتن دینا درست ہے۔

غیرت: کے معنی حمیّت، رشک کرنا۔ اپنی کسی مخصوص چیز میں غیر کی شرکت سے طبیعت میں غصے اور ہیجانی کیفیت پیدا ہونا (عمدہ القاری ج ۱۴ ص ۱۹۵) پس غیرت کا مطلب یہ ہوا کہ آدمی اس بات کو ناپسند کرے اور اس پر ناراض ہو کہ کوئی اس کی ملکیت میں تصرف کرے۔ (مظاہر حق ج ۳ ص ۴۱۸) جس کا زیادہ ظہور میاں بیوی کے مابین ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص غیر کی بیوی کی طرف غلط نظر سے دیکھے یا شوہر کسی غیر مرد کے ساتھ بیوی کے آزادانہ ہنسی مزاق کرتے دیکھے تو شوہر کو اس پر سخت غیرت یعنی غصہ آتا ہے (مظاہر حق ج ۳ ص ۴۱۸) یہ بندوں کے حق میں غیرت کے معنی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ اللہ اس شخص پر غصہ کرے جو گناہ کا مرتکب ہو۔ چنانچہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے جب کہا کہ اگر میں کسی غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو دھار دار تلوار سے اس کا خاتمہ کروں اور حضورؐ کو سعد کی یہ بات پہنچی تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا تمہیں سعد کی غیرت پر کیوں تعجب ہے؟ خدا کی قسم میں یقیناً ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی غیرت ہی کی وجہ سے تمام گناہوں کو حرام کیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ومن غیرتہ حرم الفواحش ایک اور حدیث میں ہے کہ (غیرۃ اللّٰہ ان لا یأتی المؤمن ماحرم اللّٰہ علیہ) (عمدہ ج ۱۴ ص ۱۹۶) اللہ تعالیٰ غیرت مند ہیں اور اللہ کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمن وہ کام نہ کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان پر حرام کیا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض غیرت اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور بعض غیرت اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اللہ تعالیٰ کو جو غیرت پسند ہے وہ شک و شبہ کی

جگہ پیدا ہونے والی غیرت ہے مثلاً اپنی بیوی غیر مردوں کے سامنے آتی ہو یا ان سے ہنسی مزاق کرتی ہو اس پر تو شوہر کو جو غیرت محسوس ہو اس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اور جس غیرت کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں وہ غیرت ہے جو کسی شک وشبہ کے بغیر ہی پیدا ہو مثلاً بلاوجہ ہی خاوند کے دل میں بیوی کے چال چلن و کردار کے بارہ میں بدگمانی پیدا ہو اس پر شوہر کو غیرت محسوس ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت ناپسند فرماتے ہیں)(مشکوٰۃ بحوالہ مظاہر ج ۳ ص ۴۲۴) اسی طرح سوکنوں کو بھی ایک دوسرے پر غیرت آتی ہے بلکہ عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرفوع روایت ہے۔

﴿ان اللّٰہ کتب الغیرۃ علی النساء فمن صبر منھن کان لھا اجر شھید﴾ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۰۸، رجالہ ثقات، مجمع الزوائد اللھیثمی ج ۴ ص ۵۸۸)

”اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت لکھ دی ہے پس جو عورت صبر سے کام لے اس کے لئے شہید کے برابر ثواب ہے۔“

حضرت ابو سعید الخدری کی حدیث میں ہے آپؐ نے فرمایا:

﴿الغیرۃ من الایمان والمذاءۃ من النفاق قلت ما المذاء قال الذی لا یغار﴾ (مجمع الزوائد للھیثمی ج ۴ ص ۶۰۰)

”غیرت ایمانی تقاضا ہے اور مذاءت نفاق میں سے ہے میں نے پوچھا مذاء کیا ہے فرمایا بے غیرتی۔“

بہرحال انسان میں ”غیرت“ ہونا ایمانی خوبی ہے بشرطیکہ اپنے حدود میں ہو۔

غیرت سے متعلق دیگر احادیث کا بیان

(۱۸) ﴿عن ام سلمۃ انھا اتت بطعام فی صحفۃ لھا الی النبی ﷺ واصحابہ، فجاءت عائشۃ مُتَّزِرۃ بکساء، ومعھا فِھر، ففلقت بہ

الصحفة، فجمع النبیﷺ بین فِلْقتیی الصحفه، ویقول: کلوا، غارت امکم! مرتین ثم اخذ رسول اللّٰہﷺ صحفة عائشة فبعث بھا الی ام سلمة، واعطی صحفة ام سلمة لعائشة ﴾

(نسائی کتاب عشرۃ النساء باب الغیرہ ج ۲ ص۹۶ طبع قدیمی کراچی)

ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہؓ سے منقول ہے کہ وہ اپنے ایک پیالہ میں کھانا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ بھی موجود تھے اتنے میں حضرت عائشہؓ چادر اوڑھے ہوئے آئیں ان کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا جس سے انہوں نے پیالہ توڑ دیا آپؐ نے پیالے کے دونوں ٹکڑوں کو یکجا کیا اور فرمایا: کھاؤ ''تمہاری ماں جل بن گئی'' دو مرتبہ یہی فرمایا پھر رسول اللہؐ نے حضرت عائشہ کا پیالہ لے کر اُمّ سلمہؓ کے ہاں بھیج دیا اور ان کا پیالہ حضرت عائشہؓ کو دے دیا۔''

(۱۹) ﴿عن عائشة، قالت: ما رایت صانعة طعام مثل صفية! اھدت الی النبیﷺ اناء فیه طعام، فما ملکتُ نفسیی ان کسرتُه، فسالت النبیﷺ عن کفارته؟ فقال: اناء کاناء، وطعام کطعام. ﴾

(ابو داؤد الاجارہ باب فیمن افسد شیئا یغرم مثله ج ۲ ص۱۳۶ طبع امدادیہ ملتان)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے ''صفیہ'' سے بہتر کھانا بنانے والا نہیں دیکھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برتن میں کچھ کھانا ہدیۃً بھیجا جو مجھ سے رہا نہیں گیا (میں نے برتن پر ہاتھ دے مارا تو برتن گر کر ٹوٹ گیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کفارے کے متعلّق پوچھا آپؐ نے فرمایا ''برتن کے مانند (تاوان میں) برتن اور کھانے کے مانند کھانا''۔''

(۲۰) ﴿سمعت عائشة تزعم: ان النبیﷺ کان یمکث عند زینب بنت

جحش، فیشرب عندها عسلا، فتواصیت انا وحفصة ان ایتنا دخل علیها النبی ﷺ فلتقل: انی اجد منک ریح مغافیر، اکلت مغافیر؟ فدخل علی احداهما، فقالت ذلک له، فقال لا، بل شربت عَسلا لاعند زینب بنت جحش، ولن اعود له. فنزلت: یا ایها النبی لم تحرم ما احل اللّٰه لک تبتغیی مرضات ازواجک۔ ان تتوبا الی اللّٰه۔ لعائشه وحفصة واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا لقوله: بل شربت عسلا.

(بخاری التفسیر ج ۲ ص ۷۲۹ و الایمان والنذور باب اذا حرم طعاما)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ بنت جحش کے پاس (عصر کے بعد کچھ دیر تک) ٹھہرتے تھے اور وہاں شہد کا شربت پیتے تھے ایک روز میں نے اور حفصہؓ نے اس بات پر اتفاق رائے کر لیا کہ ہم دونوں میں سے جس کے پاس رسول اللہؐ تشریف لائیں تو وہ کہہ دے کہ آپؐ نے مغافیر گوند کھایا ہے مغافیر کی بو آپؐ کے منہ سے آ رہی ہے چنانچہ ہم دونوں میں سے ایک کے پاس حضور تشریف لائے تو اس نے یہی بات کہہ دی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ میں نے تو زینب کے پاس شہد کا شربت پیا ہے اب میں آئندہ ہرگز دوبارہ ایسا نہیں کروں گا اس پر آیت کریمہ یا ایها النبی لم تحرم ما احل اللّٰه لک الی قوله ان تتوبا الی اللّٰه میرے اور حفصہ کے متعلق نازل ہوئی اور واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا حضورؐ کے اس قول کے متعلق نازل ہوئی کہ میں نے شہد کا شربت پیا تھا۔“

(۲۱) عن انس: ان رسول اللّٰه ﷺ کانت له امة یطاها، فلم تزل به عائشة وحفصة حتی حرمها علی نفسه، فانزل اللّٰه تعالٰی: یا ایها النبی لم تحرم ما احل اللّٰه لک الی آخر الایة. (نسائی ج ۲ ص ۹۷)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک باندی

تھی جس سے آپؐ صحبت کیا کرتے تھے حضرت عائشہؓ وحفصہؓ دونوں آپؐ کے پیچھے لگیں رہتیں یہاں تک کہ آپؐ نے اس سے اپنے اوپر حرام کیا اور یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک۔ الایۃ۔“

(۲۲) ﴿ان عائشة قالت: التمست رسول اللّٰهﷺ فادخلت يدي في شعره، فقال: قد جاءک شيطانک! فقلت: أما لک شيطان؟ قال: بلى، ولكن اللّٰه اعانني عليه فاسلم.﴾ (نسائی ج۲ ص۹۷)

ترجمہ: ”ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ کو (بستر پر) تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے زلفوں میں پڑ گیا آپؐ نے فرمایا کہ تیرے پاس تیرا شیطان آگیا ہے میں نے کہا کیا آپ کے پاس نہیں آتا یعنی کیا آپ کے ساتھ نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی تو وہ میرا تابع ہو گیا۔“

(۲۳) ﴿عن عائشة، قالت: فقدت رسول اللّٰهﷺ ذات ليلة، فظننت انه ذهب الى بعض نسائه، فتحسسته، فاذا هو راكع، او ساجد، يقول: سبحانک وبحمدک، لا اله الا انت فقالت: بابي وامي، انک لفي شان، واني لفي آخر.﴾ (مسلم ج۱ ص۱۹۳، نسائی باب الغیرة ج۲ ص۹۷)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ کو (بستر پر) نہ پایا تو سمجھی کہ آپؐ کسی دوسری بیوی کے پاس گئے ہوں گے پھر (بستر پر ہاتھ سے ٹٹولا تو) مجھے محسوس ہوا کہ آپؐ رکوع یا سجدے میں ہیں اور یہ دعا پڑھ رہے ہیں سبحانک وبحمدک لا الہ الا انت میں نے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپ کسی اور شغل میں ہیں اور میں کچھ اور سوچ رہی تھی۔“

حدیث نمبر ۲۴ کا بھی یہی مضمون ہے۔

(۲۵) ﴿محمد بن قیس یقول: سمعت عائشة تقول: الا احدثکم عن رسول اللّٰہ ﷺ وعنی؟ قلنا: بلی، قالت: لما کانت لیلتی، انقلب، فوضع نعلیه عند رجلیه، ووضع رداءہ وبسط طرف ازارہ علی فراشه، ولم یلبث الا ریثما ظن انی قد رقدت، ثم انتعل رویدا، واخذ رداءہ رویدا، ثم فتح الباب رویدا، فخرج واجافه رویدا، فجعلت درعی فی راسی، واختمرت، وتقنعت ازاری، وانطلقت فی اثرہ، حتی جاء البقیع، فرفع یدیه ثلاث مرات، واطال القیام، ثم انحرف وانحرفت، فاسرع فاسرعت، فهرول فهرولت، واحضر، واحضرت وسبقته فدخلت، فلیس الا ان اضطجعت فدخل، فقال: مالک یا عائش رابیة قال سلیمان: حسبته قال: حشیا؟ قلت لا شیء قال: لتخبرینی، او لیخبرنی اللطیف الخبیر قلت: یا رسول اللّٰہ فاخبرته الخبر، قال: انت السواد الذی رایت امامی؟ قلت: نعم، قالت: فلهدنی لهدة فیی صدریی اوجعنی، قال: اظننت ان یحیف اللّٰہ علیک ورسوله! قالت: مهما یکتم الناس، فقد علمه اللّٰہ، قال: نعم، فان جبریل اتانیی حین رایت، ولم یکن یدخل علیک، وقد وضعت ثیابک، فنادانیی واخفی منک، واجبته فاخفیته منک وظننت ان قد رقدت، فکرهت ان اوقظک، وخشیت ان تستو حشیی، فامرنیی ان آتیی اهل البقیع فاستغفر لهم﴾ (مسلم، الجنائز ج ۱ ص ۳۱۳)

ترجمہ: : ''محمد بن قیس تابعی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ صدیقہ نے ہم سے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (رات کو قبرستان جانے کا) اور اپنا قصہ بیان نہ کروں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ فرمانے لگیں ایک مرتبہ جب میری باری کی رات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے چادر اتار کر رکھی اور جوتیاں اتار کر پاؤں کے پاس ہی رکھ دیں پھر تہبند کا ایک حصہ بستر پر بچھا کر لیٹ گئے اور اتنی دیر لیٹے

رہے کہ حضورؐ پاک کے خیال میں میں سوگئی اس کے بعد (اٹھ کر آپؐ نے) آہستہ سے چادر لی جوتیاں پہنیں آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر گئے اور آہستہ سے بند کر دیا میں بھی فوراً اوڑھنی سر پر اوڑھ کر اور تہبند لپیٹ کر رسول اللہؐ کے پیچھے چل دی۔ آنحضرتؐ بقیع قبرستان تشریف لے گئے۔ جاکر وہاں کھڑے ہوگئے اور دیر تک کھڑے رہے تین بار (دعاء کرنے کے لئے) دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اس کے بعد واپس ہوگئے میں بھی لوٹ آئی حضورؐ تیز تیز آنے لگے میں بھی تیز تیز آنے لگی حضورؐ لپکنے لگے میں بھی لپک کر چلنے لگی حضورؐ دوڑنے لگے میں بھی دوڑنے لگی بالآخر رسول اللہؐ سے پہلے میں (گھر کے) اندر آگئی ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ حضورؐ بھی تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عائشہ کیا بات ہے تمہارا سانس چڑھ رہا ہے اور سینہ پھولا ہوا ہے میں نے جواب دیا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا بیان کرتی ہو تو کر دو ورنہ خدا لطیف خبیر مجھے اطلاع دے دے گا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان (ایسا ایسا واقعہ ہوا تھا) میں نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا میرے آگے جو سایہ نظر آرہا تھا وہ تم ہی تھیں میں نے عرض کیا جی ہاں حضورؐ نے میرے سینے پر ایک مکا مارا جس سے مجھے تکلیف ہوئی اور ارشاد فرمایا کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ خدا اور خدا کا رسول تمہاری حق تلفی کریں گے میں نے کہا اس میں شبہ نہیں کہ جو بات آدمی چھپاتا ہے اس کو خدا جانتا ہے حضورؐ نے فرمایا جس وقت تم نے مجھے دیکھا تھا تو اسی وقت میرے پاس جبرئیلؑ آئے تھے اور مجھے آواز دی تھی اور تم سے (اپنے آپ کو) انہوں نے مخفی رکھا تھا میں نے بھی اسی بات کو پسند کیا اور تمہارے سامنے نہ آنا ہی بہتر خیال کیا کیونکہ تم اس وقت کپڑے (پردے کی چادر) اتارے ہوئے تھیں اس لئے وہ اندر نہ آئے میرا خیال ہوا تم سوگئی ہو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا یہ بھی اندیشہ تھا کہ تم گھبرا جاؤگی۔ جبرئیل نے مجھ سے کہا خدا تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ جاکر بقیع والوں کے واسطے دعاء مغفرت کریں۔ (چنانچہ قبرستان جاکر میں نے اہل قبور کے لئے دعاء کی)۔"

(٢٦) ﴿سمعت عائشة تحدث، قالت: الا احدثكم عني، وعن النبی ﷺ قلنا: بلى، قالت: لما كانت ليلتيى التى هو عنديى تعنيى النبی ﷺ انقلب، فوضع نعليه عند رجليه، ووضع رداءه، وبسط طرف ازاره على فراشه، فلم يلبث الا ريثما ظن انى قد رقدت، ثم انتعل رويدا، واخذ رداءه رويدا، ثم فتح الباب رويدا، وخرج فاجافه رويدا، فجعلت درعى فى راسى، واختمرت، وتقنعت ازاريى، وانطلقت فى اثره، فجاء البقيع، فرفع يديه ثلاث مرات، واطال القيام، ثم انحرف فانحرفت، فاسرع فاسرعت، وهرول فهرولت، فاحضر فاحضرت، وسبقته فدخلت، فليس الا ان اضطجعت فدخل، فقال: مالك يا عائش حشيا رابية؟ قالت: لا، قال: لتخبرنى، اوليخبرنى اللطيف الخبير قلت: يا رسول الله، بابى انت وامى فاخبرته الخبر، قال: فانت السواد الذيى رايت امامى؟ قالت: نعم، فلهدنيى فى صدريى لهدة اوجعتنى، ثم قال اظننت ان يحيف الله عليک ورسوله! قلت: مهما يكتم الناس، فقد علمه الله، قال: نعم، فان جبريل اتانيى حين رايت، ولم يكن يدخل عليک، وقد وضعت ثيابک، فنادانيى فاخفى منک، فَاَجَبْتُه فاخفيت منک، وظننت ان قد رقدت، وخشيت ان تستوحشى، فامرنى ان آتيى اهل البقيع فاستغفر لهم. قال ابو عبدالرحمن: رواية عاصم، عن عبدالله بن عامر ابن ربيعة، عن عائشة، على غير هذا اللفظ قالت: فقدته من الليل، فتبعته، فاذا هو بالبقيع، قال: سلام عليكم دار قوم مومنين، انتم لنا فرط، وانا لاحقون، اللهم لا تحرمنا اجرهم، ولا تفتنا بعدهم قالت: ثم التفت اليى، فقال: ويحها! لو تستطيع مافعلت.﴾ (نسائى الجنائز الامر بالاستغفار للمومنين ج۱ ص۲۸۶)

ترجمہ: "اس روایت میں بھی سابق مضمون ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صدیقہ

فرماتی ہیں کہ میری باری کی رات کو ایک دفعہ میں نے حضورؐ کو نہیں پایا میں آپ کے پیچھے تلاش کے لئے نکلی تو آپؐ کو بقیع قبرستان میں اہل قبور کے لئے یہ دعا کرتے ہوئے پایا سلام علیکم دار قوم مؤمنین انتم لنا فرط و انا لا حقون اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم۔"

(۲۷) ﴿عن عائشة قالت: ما غرت علی امراة، ما غرت علی خديجة من كثرة ذكر رسول اللهﷺ لها، قالت: وتزوجنی بعدها بثلاث سنين﴾

(بخاری المناقب باب تزویج النبی خدیجه و فضلها ج۱ ص۵۳۸ طبع نور محمد کراچی، صحیح مسلم شریف باب فضائل خدیجه)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے کبھی کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا خدیجہؓ پر آیا وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت یاد کیا کرتے تھے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے انتقال کے تین سال بعد آپؐ نے مجھ سے نکاح کیا۔"

فائدہ: اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ بالاجماع آپ کی پہلی بیوی اور پہلی مسلمان خاتون ہیں حضرت خدیجہ قبیلہ قریش سے تھیں والد کا نام خویلد اور والدہ کا نام فاطمہ تھا چونکہ خدیجہ زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج سے پاک تھیں اس لئے بعثت نبوی سے قبل ہی وہ طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں حضرت خدیجہ اپنے زمانہ کی مریم تھی اس لئے مریم کی طرح وطھرک واصطفاک علی نساء العالمین سے خاص حصّہ ملا۔ اور طاہرہ مطہرہ نبی کی زوجیت میں آنے کا شرف ملا اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال تھی۔ انہیں کے بطن سے آپ کی چار صاحب زادیاں، زینب، رقیہ، اُمّ کلثوم، فاطمہ اور لڑکے قاسم اور عبداللہ پیدا ہوئے۔
جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں اس وقت تک آپؐ نے دوسرا عقد نہیں کیا

دس نبوی میں ہجرت سے تین سال پیشتر مکہ میں انتقال ہوا پچیّس سال آپؐ کی زوجیت میں رہیں اور پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ حضرت خدیجہؓ کی فضیلت کے لئے بخاری و مسلم کی یہ روایت کافی ہے کہ ایک مرتبہ (جب آپؐ شعب ابی طالب میں محصور تھے) جبرئیل امین آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ یہ خدیجہ آپ کے لئے کھانا لے آرہی ہیں جب آپ کے پاس آئیں تو ان کے پروردگار کی طرف سے اور پھر میری طرف سے ان کو سلام کہہ دیجئے اور ان کو جنّت کے ایک محل کی بشارت دیجئے جو ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہوگا اور اس محل میں نہ کوئی شوروغل ہوگا نہ کسی قسم کی مشقّت و تکلیف ہوگی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۳۸) حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا کسی کو سلام کہلا کر بھیجنا یہ وہ فضیلت و منقبت ہے کہ جس میں حضرت خدیجہ کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ (زادالمعاد ج ۳ ص ۳۱) علماء کا اتفاق ہے کہ اس وقت کی عورتوں میں سب سے افضل یہ تین عورتیں ہیں حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ۔

چنانچہ حضرت مریمؑ کے بعد خواتین عالم میں سے افضل ترین خاتون حضرت فاطمہؓ ہی ہیں آپؐ نے فرمایا انها سيدة نساء العالمين الا مريم (فتح الباری ج ۷ ص ۷۷۴) کہ مریم کے سوا دنیا جہاں کی عورتوں کی سردار فاطمہ ہی ہیں نیز فرمایا مرض وفات کے دوران سرگوشی میں آپؐ نے ان کو فرمایا انت سيدة نساء اهل الجنه الا مريم فضحكت (ایضاً) کہ تو جنتی عورتوں کی بھی سردار ہے سوائے مریم بنت عمران یہ سن کر حضرت فاطمہ مارے خوشی کے مسکرائی۔

حضرت مریمؑ اور حضرت فاطمہ کے بعد افضل ترین خاتون حضرت خدیجہ ہی ہیں کیونکہ آپؐ نے فرمایا لقد فضلت خديجه على نساء امتى كما فضلت مريم على نساء العلمين۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۵۱۴) یعنی میری امت کی خواتین میں خدیجہ کا مقام و مرتبۂ فضیلت وہی ہے جو مریم کا ہے۔ حضرت خدیجہ کو بے شمار ایسے کمالات و

خصوصیات بھی حاصل ہیں جو دوسروں میں نہیں مثلاً۔

❶ بالاتفاق عورتوں میں سب سے پہلی مسلمان خاتون ہیں۔

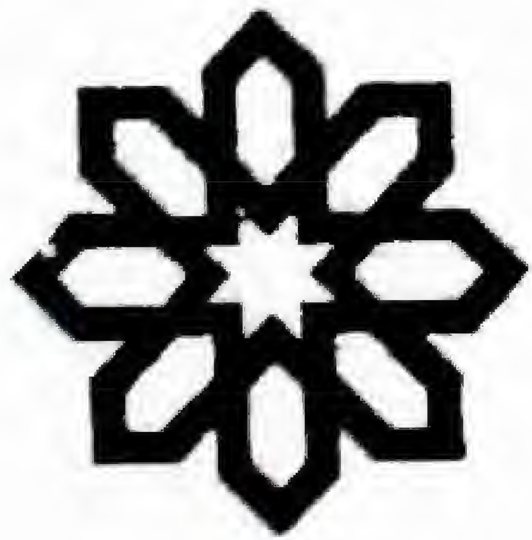
❷ زمانہ جاہلیت میں بھی اپنی پاکیزگی کی بناء پر ظاہرہ اور آپ کی پہلے شوہروں سے اولاد بنو طاہرہ کے نام سے مشہور تھی۔

❸ آپ کی حرمت نکاح میں آنے والی سب سے پہلی خاتون ہیں۔

❹ ان کے نکاح میں ہوتے ہوئے آپ نے کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی حتی کہ بعد کے مدنی دور میں بھی آپ کثرت سے ان کو یاد کرتے اور سب بیویوں کے سامنے ان کی خوب تعریف کرتے اسی لئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہ پر مجھے جو رشک اور غیرت ہے وہ کسی اور پر نہیں۔ (اسیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۴۲۰)

❺ حضرت خدیجہ سے نکاح کے بعد آپؐ ۳۸ سال حیات رہے ان میں پچیس سال صرف حضرت خدیجہ ہی کے ساتھ گزارے جو تیس سال مکمل ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے وفات کے تین سال بعد ہی آپ نے شادی فرمائی۔

❻ آپؐ کی بیشتر اولاد بھی انہی سے ہے بقیہ خصائص حدیث کے ذیل میں گزر چکے ہیں (دیکھئے فتح الباری ج ۷، ص ۵۱۴، شرح زرقانی ج ۲، ص ۲۷۶، سیر ذہبی ج ۳، ص ۴۲۰)



اپنی سوکن سے بدلہ لینا

(۲۸) ﴿عن عائشة، قالت: ما علمت حتی دخلت علی زینب بغیر اذن، وھی غضبی، ثم قالت: یا رسول اللّٰه، حسبک اذا قلبت لک ابنة ابی بکر ذریعتیھا، ثم اقبلت علی، فاعرضت عنھا، حتی قال النبیﷺ دونک فانتصری فاقبلت علیھا حتی رایتھا قد یبست ریقھا فی فیھا، ماترد علی شیئا، فرایت النبیﷺ یتھلل وجھه.﴾

(ابن ماجه، النکاح باب حسن معاشرة النساء ج۱ ص۱۴۲)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری بے خبری میں زینب میرے ہاں (حجرہ میں) بلا اجازت کے داخل ہوئی وہ سخت غصے میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگی یا رسول اللہ! آپ کو تو یہ کافی ہے کہ ابو قحافہ کی بیٹی (یعنی عائشہ) اپنی چھوٹی باہیں الٹ دے (یعنی آپؐ تو بس اسی کی محبت میں سرشار ہیں دوسری بیویوں کی پرواہ نہیں کرتے) (یہ کہہ کر) پھر زنیب نے میری طرف رخ کیا (اور مجھے کوسنے لگی) لیکن میں نے ان سے منہ پھیر کر دوسری طرف رخ کیا حضورؐ نے فرمایا دونک فانتصری آپ بھی بدلہ لے لو۔ پھر جو میں ان پر برس پڑی تو دیکھا کہ ان کا منہ کا تھوک بھی خشک ہو گیا (یعنی غصہ میں گلہ بھی خشک ہو گیا) اس کے بعد وہ کچھ نہ بولی میں نے دیکھا کہ حضورؐ کا چہرہ چمکنے دمکنے لگا۔“

حدیث نمبر ۲۹ اور ۳۰ کا بھی یہی مضمون ہے۔

(۳۱) ﴿قالت عائشة: زارتنا سودة یوما، فجلس رسول اللّٰهﷺ بینی و بینھا، احدی رجلیه فی حجری، والاخری فی حجرھا، فعملت لھا حریرة او قال: خزیرة فقلت: کلی، فابت: فقلت: لتاکلی، او لالطخن وجھک،

فابت فاخذت من القصعة شیئا فلطخت به وجهها، فرفع رسول اللهﷺ رجله من حجرها، تستقید منی، فاخذت من القصعة شیئا فلطخت به وجهي، ورسول اللهﷺ یضحک، فاذا عمر یقول: یا عبدالله بن عمر، یا عبدالله بن عمر، فقال لنا رسول اللهﷺ: قوما، فاغسلا وجوهکما، فلا احسب عمر الا داخلا.﴾ (ابن ماجه باب حسن معاشره النساء ایضًا)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت سودہؓ ایک دن میری زیارت کے لئے آئی حضورؐ ہم دونوں کے درمیان اس طرح بیٹھ گئے کہ ایک گھٹنہ میری گود میں اور دوسرا گھٹنہ سودہ کے گود میں۔ میں نے اٹھ کر سودہ کے لئے کچھ حریرہ پکایا پھر سامنے لا کر رکھا میں نے کہا حریرہ کھاؤ۔ سودہ نے کھانے سے انکار کیا۔ میں نے سختی سے کہا۔ کھاؤ۔ ورنہ چہرے پر حریرہ مل دوں گی پھر بھی وہ نہ کھائی تو میں نے پیالہ میں سے تھوڑا حریرہ لے کر چہرے پر لتھیڑا۔ حضورؐ نے سودہ کے گود سے اپنا گھٹنہ میری طرف بطور انتقام کے ہٹا لیا۔ سودہ نے پیالہ میں سے کچھ حریرہ لے کر میرے چہرہ پر مل دیا یہ (کھیل) دیکھ کر حضورؐ ہنس رہے تھے اچانک باہر حضرت عمرؓ کی آواز سنائی دی عمر کہہ رہے تھے (اپنے بیٹے سے) آؤ عبداللہ بن عمر، آؤ عبداللہ بن عمر۔ حضورؐ نے ہم دونوں سے کہا۔ دونوں اٹھ جاؤ اپنے چہروں کو دھو لو ہو سکتا ہے عمر اندر آنے والے ہوں۔“

فوائد حدیث:

❶ پہلی بات یہ کہ ان مذکورہ دونوں حدیثوں سے زیادتی کا بدلہ لینے کا جواز معلوم ہوا جیسا کہ اس بارے میں قرآن میں اصول بیان ہوا ہے:

﴿وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبر تم لهو خير للصابرين﴾

”اگر بدلہ لو تو بدلہ لو اسی قدر جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی جائے اور اگر

صبر کرلو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔" (نحل ۱۲۶)

جسمانی تکلیف یا مالی نقصان میں سب مسلمانوں کے لئے عام قانون یہی ہے کہ برابر کا بدلہ لینا جائز ہے مگر صبر کرنا افضل ہے۔ (معارف القرآن شفیع ج ۵ ص ۴۲۳)

چنانچہ یہاں عنوان کی پہلی حدیث میں آپ نے دیکھا کہ حضرت زینبؓ نے حضرت عائشہ کو حضورؐ کے سامنے ہی جو کوسنا شروع کر دیا اس پر آپؐ نے حضرت عائشہ کو بدلہ لینے کی اجازت دی اور پھر انہوں نے اچھا بدلہ لیا۔ دوسری حدیث میں بھی حضرت سودہؓ نے بدلہ میں حضرت عائشہؓ کے منہ پر حریرہ مل دیا۔

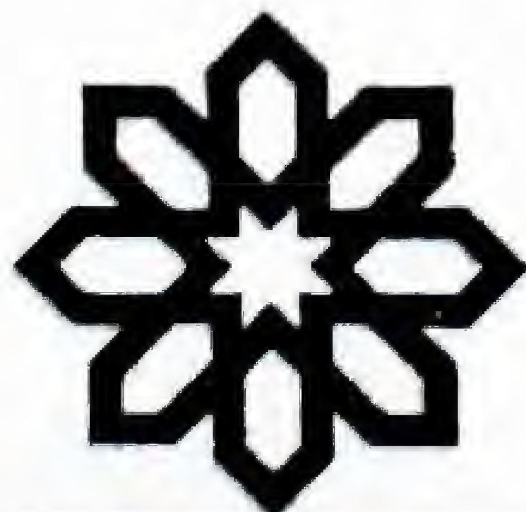
❷ دوسری بات ان احادیث اور آگے آنے والی احادیث میں سوکنوں کی حیثیت سے ازواج مطہرات کے مابین ہونے والی چند اتفاقی اور وقتی جذباتی تلخیوں کا جو ذکر ہے اس سے قطعاً یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ان ازواج مطہرات کے باہم دل صاف نہیں تھے کیونکہ درحقیقت ایک صالح مرد کی زوجیت میں چند عورتیں جمع ہو جائیں تو ہر سوکن کی فطری طبعی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ اس کو اپنے مرد کی پوری پوری محبت و توجہ حاصل رہے دوسری اس میں شریک نہ رہے پھر یہ سوکنیں جب ایک نبی کی زوجیت میں ہوں تو یہ فطری چاہت اور بڑھ جاتی ہے چنانچہ یہاں ازواج مطہرات میں بھی اسی حیثیت سے کبھی کبھار کوئی وقتی جذباتی واقعہ پیش آجاتا تھا کتب صحاح میں اس قسم کے واقعات بکثرت موجود ہیں جیسا کہ آپ پیچھے حدیث نمبر ۱۷، ۲۰، ۲۵، ۲۸، وغیرہ پر ملاحظہ کر چکے لیکن اول تو ان میں سے بیشتر کی اسنادی حیثیت کمزور ہے ثانیاً ان میں سے بہت سے واقعات واقدی جیسے کمزور سیرت نگار اور ھشام بن محمد کلبی جیسے رافضی کے باطل مزخرفات میں سے ہیں (تفصیل دیکھئے سیرت عائشہ سید سلیمان ندوی ص ۷۷)

اس کے علاوہ کسی عورت کے لئے دنیا کی سب سے تلخ چیز ایک سوکن کا وجود ہے اور جہاں اس قدر سوکنیں جمع ہوں وہاں کبھی کبھار اتفاقی ناگواری کا پیدا ہونا عورت کی فطرت ہے کیونکہ فیض صحبت تو انسان کو اعلیٰ ترین انسان بنا دیتا ہے لیکن اس کی

فطرت کو نہیں بدلتا اس لئے ان چند معمولی جذباتی امور کا پیش آنا فطری تھا پھر ان چند معمولی واقعات کو چھوڑ کر ان تمام ازواج مطہرات میں آپس میں دوامی محبت و قدر شناسی، عزت و احترام اور لطف و مدارات کی بہترین مثالیں قائم تھیں۔

آپ نے زینب و عائشہ کے مابین وقتی تلخی کا ذکر پڑھ لیا لیکن یہی زینب جن کی بہن حمنہ بنت جحش حضرت عائشہ پر تہمت لگانے کی سازش میں (غالباً اپنی بہن زینب کی محبت میں) منافقوں کی ہمنوا بن گئیں لیکن زینبؓ کا قدم حق کے راستے سے ذرا بھی نہیں چوکا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زینبؓ سے حضرت عائشہ کی نسبت پوچھا تو فرمایا کہ ماعلمت فیھا الا خیرا "خوبی کے سوا ان میں اور کچھ میں نے نہیں جانا۔" حالانکہ اگر چاہتیں تو ایک ہی فقرہ میں اپنے حریف (سوکن) کو شکست دے سکتی تھیں لیکن شرف صحبت اور فیض بابرکت نے جملہ ازواج مطہرات کو بالا سے بالاتر بنا دیا تھا اور پھر یہی عائشہؓ جب زینب کا ذکر کرتی تو فرماتی کہ تمام بیویوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قدر و منزلت میں زینب ہی کو میری برابری کا دعوی تھا۔ میں نے کوئی عورت زینبؓ سے زیادہ دیندار زیادہ پرہیزگار زیادہ راست گفتار زیادہ فیاض، سخی مخیر نہیں دیکھی (صحیح مسلم) اسی قسم کے عزت و احترام اور الفت و محبت کی مثالیں دیگر ازواج میں بھی تھیں اس لئے گزشتہ کے ان جزوی تلخیوں سے غلط نتیجہ نہیں اخذ کرنا چاہئے جیسا کہ بعض بدباطن کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قسم سے سوءِ ظن سے حفاظت فرمائے اور ان نبوی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کا مثالی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔



بیویوں کا ایک دوسرے پر فخر کرنا

(۳۲) ﴿قال: سمعت انسا یقول: کانت زینب تفخر علی نساء النبی ﷺ ان اللّٰہ انکحنی من السماء، وفیھا نزلت آیة الحجاب﴾

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب وکان عرشه علی الماء ج ۲ ص ۱۱۰۴ طبع ایچ ایم سعید)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش تمام ازواج مطہراتؓ پر فخر کیا کرتی تھیں وہ کہتی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان کے اوپر سے میرا نکاح کیا ہے نیز پردے کی آیت بھی انہی کے متعلق نازل ہوئی۔''

(۳۳) ﴿عن انس قال: بلغ صفية ان حفصة قالت: ابنة یھودی، فبکت، فدخل علیھا النبی ﷺ وھی تبکی، فقال: ما یبکیک؟ قالت: قالت لی حفصة: ابنة یھودی، فقال النبیی ﷺ انک لا بنة نبی، وان عمک نبی، وانک لتحت نبی، فبم تفخر علیک! ثم قال: اتق اللّٰہ یا حفصة.﴾

(ترمذی باب فضل ازواج النبی ﷺ ج ۲ ص ۲۲۷)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ حفصہ نے اس کو ''یہودی کی بیٹی'' کہا ہے تو وہ رو پڑی اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا صفیہ! کس نے تجھ کو رلا دیا ہے۔ صفیہ نے کہا مجھے حفصہ نے (بطور طنز) یہ کہا کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں آپؐ نے (ان کی تسلی کے لئے) فرمایا کہ (تجھے یہ فخر حاصل ہے کہ) تو نبی کی بیٹی ہے اور چچا بھی تیرا نبی ہے اور نبی ہی کے نکاح میں بھی ہے سو وہ (حفصہؓ) کس بات سے تجھ پر فخر کرتی ہے۔ پھر آپؐ نے حفصہ سے فرمایا: اے حفصہ، اللہ تعالیٰ سے خوف کر۔''

تشریح: زینب بنت جحش آپؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں آپؐ کی زوجیت میں آنے

سے قبل آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے عقد میں تھیں باہمی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے زید نے ان کو طلاق دے دی۔ عدت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ہی کے ذریعہ (ابھی پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) زینب کو اپنا پیغام نکاح بھیجا حضرت زینب نے پیغام پاکر فی البدیہ فوراً جواب دیا کہ اس وقت تک میں کچھ نہیں کر سکتی جب تک میں اپنے پروردگار سے استخارہ نہ کرلوں۔ فوراً اٹھیں اور گھر کے عبادت والے کمرہ میں استخارہ میں مشغول ہوگئیں۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت نازل ہوئی فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا کہ ہم نے آپ کا نکاح زینب سے کر دیا۔ چنانچہ حضرت زینبؓ پینتیس سال کی عمر میں پانچ ہجری میں آنحضرتؐ کی زوجیت میں آئیں اسی بناء پر حضرت زینب دیگر ازواج مطہرات سے بطور فخر کہا کرتی تھی کہ "تم سب کا نکاح تمہارے اولیاء نے کیا میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر کیا" (ترمذی ج ۲ ص ۱۵۶ تفسیر احزاب) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

﴿ماراىت امرأة قط خيرا فى الدين من زينب واتقى الله واصدق حديثا واوصل للرحم واعظم صدقة﴾

(الاستیعاب ابن عبدالبر ج ۳ ص ۳۱۴)

"میں نے زینب سے زیادہ کسی عورت کو دیندار اور خداترس اور زیادہ سچ بولنے والی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی اور زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والی نہیں دیکھی۔"

بیس ہجری میں مدینہ میں ۵۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت صفیہ: یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی تھیں، حی بن اخطب حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارونؑ کی اولاد میں سے تھا صفیہ پہلے کنانہ کے

نکاح میں تھیں غزوہ خیبر میں کنانہ جب مارا گیا تو صفیہ بھی گرفتار ہوئیں۔ رسول اللہؐ نے ان کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا خیبر سے واپسی پر مقام صہباء میں عجیب شان سے ولیمہ ہوا یوں صفیہ کے اُمّ المؤمنین ہونے کا اعلان ہوا حضرت صفیہ کو یہ فخر حاصل تھا کہ باپ ان کے ہارون نبی ہیں چچا ان کے موسیٰؑ ہیں اور شوہر محمد رسول اللہؐ ہیں (ترمذی ج ۲ ص ۲۵۹) صفیہ کی وفات پچاس ہجری میں ہوئی اور جنّت البقیع میں دفن ہوئیں۔ انہی صفیہ کو حضرت حفصہ نے بطور طنز "یہودی کی بیٹی" کہا جس پر حضورؐ نے ان کو خوب تسلی دی۔ اور حضرت حفصہ پر سخت ناراض ہوئے۔ کیونکہ اپنے حسب ونسب پر فخر کرنا اور دوسروں کو حقیر جاننا اور طنز کرنا سخت ممنوع ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کوئی بھی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ حقارت و تمسخر کا معاملہ نہ کرے کیونکہ اس کو کیا خبر شاید وہی اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہو۔ (الحجرات) نیز فرمایا کہ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو۔ (الحجرات) حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد۔ (مسلم) کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔

آپؐ نے فرمایا: انسان کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے (مسلم ج ۲، ص ۳۱۷) اعلیٰ نسب و حسب اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ضرور ہے لیکن دوسروں کی تحقیر کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ آخرت میں تقویٰ اور اعمال صالحہ پر فیصلہ ہوگا اور یہی عزت والے ہوں گے حدیث میں ہے من بطأ به عمله لم یسرع به نسبه (مسلم) جس کا عمل کوتاہ ہوگا اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھائے گا۔ اس لئے کسی کی تحقیر یا طعنہ زنی وغیرہ سے بچنا چاہئے اور اپنے عیوب پر نظر رکھ کر ان کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے یہی کامیابی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین و دنیا و آخرت میں عزت و سرخروئی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

سوکن کے سامنے جھوٹ موٹ کا فخر

(۳۴) ﴿عن عائشة، قالت: جاءت امراة الى رسول اللهﷺ فقالت: يا رسول الله، ان لی زوجا، ولي ضرة افاقول: اعطانی کذا، وکسانی کذا، وهو کذب؟ فقال رسول اللهﷺ: المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبیی زور﴾ (بخاری باب المتشبع بمالم ینل ج۲ ص۷۸۵، مسلم ج۲ ص۲۰۶)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی عرض کرنے لگی یارسول اللہ، میرا شوہر ہے اور اس کی دوسری بیوی میری سوکن ہے۔ کیا میں اس کے سامنے کہہ سکتی ہوں کہ شوہر نے فلاں چیز دی، فلاں قسم کا جوڑا دیا حالانکہ یہ سب جھوٹ ہو؟ آپؐ نے فرمایا۔ نایافتہ چیز کو یافتہ ظاہر کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔" (مسلم ج ص۱۷۲)

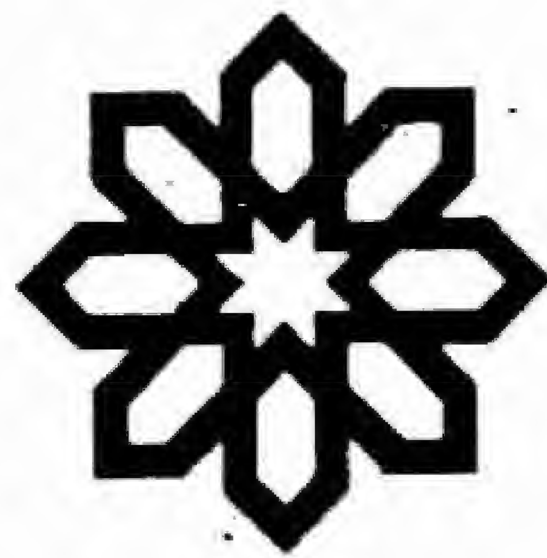
(۳۵) ﴿عن اسماء: ان امراة قالت: یا رسول الله، ان لی ضرة، فهل علی جناح ان تشبعت من زوجی بغير الذی يعطينی؟ قال رسول اللهﷺ: المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبی زور. قال ابو عبدالرحمن: هذا الصواب، والذی قبله خطا.﴾ (بخاری ج۳ ص۱۰۸)

ترجمہ: "ایک اور روایت میں حضرت اسماء کا بیان ہے کہ ایک عورت نے خدمت اقدسؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہؐ میری ایک سوکن ہے اگر میں اس کے سامنے ظاہر کروں کہ شوہر نے مجھے فلاں مال دیا ہے حالانکہ اس نے مجھے وہ مال نہیں دیا تو کوئی گناہ ہے؟ آنحضورؐ نے فرمایا جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو جھوٹ کا دھرا کپڑا پہنے ہوئے ہو یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹا (اظہار) ہو۔"

تشریح: دنیا میں عورت کے لئے سب سے بڑا دکھ سوکن کا ہونا ہے چنانچہ اپنی سوکن کا

دل جلانے کے لئے عورت اس کے سامنے اپنے ساتھ شوہر کے تعلّق کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرتی ہے سو کیا یہ برا ہے؟ اس کے متعلّق حدیث مذکور میں ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہؐ اگر میں اپنی سوکن کے سامنے (اس کو جلانے کے لئے) اپنے خاوند کی کسی ایسی چیز کا اظہار کروں جو اس نے مجھے نہیں دی ہے تو کیا یہ گناہ ہے آپؐ نے فرمایا یہ سخت گناہ اور جھوٹا اظہار ہے جیسا کہ وہ شخص جو کسی سے عاریۃً یا امانۃً لئے ہوئے دو کپڑے چادر اور تہبند (یا قمیص وشلوار) پہن کر لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرے کہ گویا وہ کپڑے اسی کے اپنے ہیں جس طرح یہ جھوٹا اظہار ہے اسی طرح سوکن کے سامنے بھی شوہر کے ساتھ اپنے تعلّق کو خوب بڑھا چڑھا کر بتانا ''جھوٹ'' ہے جو سخت ممنوع ہے۔

حدیث نمبر ۳۶ کا مضمون بھی یکساں ہے۔



ابواب القسم

بیویوں کے درمیان باری کی تقسیم کا بیان

بیویوں کے درمیان باری کی تقسیم

(۳۷) ﴿ان عائشة قالت: کان رسول اللہ ﷺ اذا اراد سفرا اقرع بین نسائه، فایتهن خرج سهمها، خرج بها معه، وکان یقسم لکل امراة منهن یومها ولیلتها، غیر ان سودة بنت زمعة وهبت یومها ولیلتها لعائشة، تبتغی بذلک رضی رسول اللہ ﷺ.﴾

(صحیح بخاری کتاب الهبه باب هبة المراة لغیر زوجها ج ا ص ۳۵۲، مشکوۃ ص ۲۷۹)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے پس قرعہ اندازی میں جس کا نام نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے اور ہر عورت کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر کرتے سوائے سودہ بنت زمعہ کے کیونکہ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو بخش دی تھی۔ اپنی باری دوسرے کو بخش دینے میں حضرت سودہؓ کا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔“

تشریح: اگر کسی شخص کے نکاح میں ایک سے زائد بیویاں ہوں تو خاوند پر ضروری ہے کہ شب باشی کے لئے بیویوں میں باری تقسیم کرے جتنی راتیں ایک کے پاس گزارے اتنی ہی راتیں دوسری بیوی کے پاس گزارے اسی کو قسم یعنی ”باری“ کہتے ہیں امت پر بالاتفاق بیویوں میں باری مقرر کرنا واجب ہے باری مقرر ہو جائے تو ایک بیوی کی باری میں اس کی رضامندی کے بغیر دوسری بیوی کے ہاں رات گزارنا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنا واجب نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اختیار دیا تھا ترجی من تشاء وتووی الیک من تشاء کہ آپ جس بیوی کے ہاں بھی رات رہنا چاہیں آپ کو اختیار ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپؐ نے تبرعًا

اس کی پابندی کے لئے تمام بیویوں میں باری مقرر فرمائی تھی اگر کسی نئی عورت سے نکاح فرماتے تو باری کا اصول یہ تھا کہ نئی بیوی اگر کنواری ہے تو سات راتیں اس کے پاس بسر فرماتے پھر سب بیویوں کے پاس بھی سات سات راتیں گزارتے اور نئی بیوی اگر ثیبہ (بیوہ) ہوتی تو اس کے پاس تین راتیں گزارتے پھر سب بیویوں کے پاس بھی تین تین راتیں بسر فرماتے تاکہ سب میں انصاف قائم رہ کر کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ چونکہ آپؐ کے نکاح میں گیارہ بیویاں تھیں جن میں حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہجرت سے قبل ہی مکہ میں ہو گیا تھا اور اُمّ المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ (جن کےؓ پہلے شوہر عبداللہ بن جحش غزوہ احد میں شہید ہوئے پھر حضرت زینب عدت گزار کر آپؐ کی زوجیت میں آئیں اور) آپؐ کے نکاح میں چند ہی ماہ رہ کر انتقال کر گئیں اس لئے ابتلاءً باری کی تقسیم نو (۹) بیویوں کے درمیان مقرر تھی پھر حضرت سودہؓ بنت زمعہ (جن سے آپؐ نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ہی نکاح کیا تھا ۵۴ ہجری میں عہد معاویہ میں انتقال ہوا مدینہ میں مدفون ہوئیں۔) نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو بخش دی تھی اس لحاظ سے باری صرف آٹھ بیویوں (یعنی عائشہ وفات ۵۷ھ، حفصہ وفات ۵۰ھ، اُمّ حبیبہؓ وفات ۴۴ھ، اُمّ سلمہ وفات ۵۹ھ، صفیہ ۵۲ھ، میمونہ وفات ۵۱، زینب بنت جحش ۲۰ھ، جویریہ ۵۰ھ،) کے درمیان مقرر تھی جیسا کہ اگلی حدیث نمبر اڑتیس (۳۸) میں حضرت ابن عباس کا بیان ہے، البتہ مرض الموت کے تمام ایام آپؐ نے دیگر ازواج مطہرات کی اجازت سے حضرت عائشہؓ کے ہاں گزارے اور حضرت عائشہ ہی کے ہاں آپؐ کی وفات ہوئی الغرض شب باشی میں بیویوں کے درمیان مساوات عورت کا حق ہے جو شوہر پر واجب ہے لیکن سفر کے لئے بیویوں کو باری کا حق حاصل نہیں ہے خاوند جس کو سفر میں ساتھ لے جانا چاہے لے جا سکتا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ بیویوں کی دلجوئی کے خاطر قرعہ اندازی کرے جس کے نام قرعہ نکلے اسی کو ساتھ لے جائے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی امہات المؤمنین میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے

لئے قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے جیسا کہ آگے باب نمبر گیارہ میں تفصیلی احادیث آئیں گی۔

(۳۸) ﴿قال: اخبرنی عطاء، قال: حضرنا مع ابن عباس جنازة ميمونة زوج النبی ﷺ بسرف، فقال ابن عباس: هذه زوج رسول الله ﷺ فاذا رفعتم نعشها، فلا تزعزعوها، ولا تزلزلوها، وارفقوا، فانه كان عند رسول الله ﷺ تسع، فكان يقسم لثمان، ولا يقسم لواحدة.﴾

(بخاری کتاب النکاح باب کثرة النساء ج ۲ ص ۷۵۸، مسلم کتاب الرضاع ج ۱ ص ۴۷۳)

ترجمہ: ”حضرت عطاء تابعی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے جنازہ میں بمقام سرف موجود تھے ابن عباسؓ نے فرمایا یہ رسول اللہؐ کی بیوی تھیں۔ ان کا جنازہ اٹھاتے وقت زیادہ حرکت نہ کرنا اور نہ زیادہ ہلانا جلانا بلکہ نرمی سے لے کر چلنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں۔ حضورؐ آٹھ کے واسطے تو باری کی تقسیم کیا کرتے تھے اور ایک کے واسطے نہ کرتے تھے۔ (مشکوۃ میں یہ زائد ہے کہ) حضرت عطاء کہتے ہیں جن بیوی کے واسطے رسول اللہؐ باری کا دن تقسیم نہ فرماتے تھے وہ صفیہ بنت حی بن اخطب تھیں۔“ (مشکوۃ ص ۲۷۹)

تشریح: اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ (جو ابن عباس کی خالہ تھیں) کی باری کا ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرة القضاء کے لئے مکہ تشریف لائے میمونہ اس وقت آپ کی زوجیت میں آئیں یہ آپؐ کی آخری منکوحہ تھیں جن کے بعد آپؐ نے پھر کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا آپؐ مدینہ واپسی کے لئے مکہ سے چل کر مقام سرف جو مکہ سے (براستہ مدینہ) آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے میں ٹھہرے یہاں پر ۶ھ میں حضرت میمونہ سے نکاح ہوا اور شب زفاف بھی یہیں گزری اتفاق کی بات ہے کہ اسی مقام سرف میں ۵۱ھ میں حضرت میمونہ نے وفات پائی اور

وہیں مدفون ہوئیں ابن عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی (شرح مواہب ج ۳ ص ۲۵۰) اس حدث میں حضرت عطاء کا بیان ہے کہ جس زوجہ مطہرہ کی باری مقرر نہیں تھی وہ صفیہ تھیں لیکن صحیح تحقیقی بات جمہور محدثین کے ہاں یہی ہے کہ وہ حضرت سودہ تھیں جیسا کہ تفصیل سے گزرا۔ یہاں بعد کے کسی راوی سے چوک ہوئی ہے۔



کنواری اور بیوہ عورت کے نکاح میں باری کی ترتیب

(۳۹) ﴿عن ام سلمة: ان النبی ﷺ لما تزوجها وقال یعقوب: فلما تزوج ام سلمة اقام عندها ثلاثا، وقال لها: لیس بک علی اھلک ھوان، ان شئتِ سبعتُ لک، وان سبعت لک، سبعت لنسائی.﴾

(مسلم کتاب الرضاع ج ۱ ص ۴۷۱)

ترجمہ: "حضرت اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے جب مجھ (یعنی اُمّ سلمہؓ) سے نکاح کیا تو تین شب میرے پاس قیام فرمایا تین روز کے بعد فرمایا تمہاری اس میں کوئی توہین نہیں ہے (بلکہ تم کو اختیار ہے) اگر چاہو تو میں ایک ہفتہ تمہارے پاس پورا کروں؟ لیکن اگر تمہارے پاس ایک ہفتہ بسر کروں گا تو اور بیویوں کے پاس بھی ایک ہفتہ بسر کرنا ہوگا (اور اگر صرف تین روز یہاں قیام رکھوں گا تو اور بیویوں کے پاس بھی تین روز رہوں گا۔ ایضاً)۔"

تشریح: آنحضرتؐ جب کسی عورت سے نکاح کرتے تو نئی بیوی کے پاس کنواری ہونے کی صورت میں سات راتیں اور بیوہ ہونے کی صورت میں تین راتیں گزارتے یہی آپؐ کا معمول تھا مجمع الزوائد ہیثمی میں ابن عباسؓ کی روایت ہے "باکرہ کے لئے سات اور بیوہ عورت کے لئے تین راتیں ہیں" (ج ۴ ص ۵۹۲) اوپر کی اس حدیث میں بھی آنحضرتؐ نے حضرت اُمّ سلمہؓ کے سامنے باری کے اسی اصول اور شرعی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے یہاں بھی سات راتوں تک رہ سکتا ہوں لیکن یہ حق کنواری عورت کے لئے ہے اور تم بیوہ ہو اور پھر یہ کہ اگر تمہارے پاس سات راتوں تک رہا تو بعد میں مجھے دوسری تمام بیویوں کے پاس بھی سات سات راتوں تک رہنا ہوگا اس لئے بہتر ہے کہ بیوہ کے حق میں جو حکم ہے اسی کے

مطابق میں تمہارے پاس تین دن تک شب باشی کروں اور پھر بعد میں ہر ایک بیوی کے ہاں تین تین دن تک رہوں لیکن تمہارے ساتھ میرا تین رات تک رہنا تمہارے خاندانی حقارت یا تمہاری صحبت سے بے رغبتی کے سبب نہیں ہے بلکہ شرعی حکم کی بناء پر ہے چنانچہ حضرت اُمّ سلمہؓ نے منشاء شریعت اور مزاج نبوت کے مطابق اسی بات کو قبول کیا کہ آپؐ ان کے ساتھ تین رات تک رہیں۔

(٤٠) ﴿ان ام سلمة زوج النبی ﷺ قالت: لما وضعت زینب، جاء نی النبی ﷺ فخطبنی، فقلت: ما مثلی تنکح، اما انا فلا ولد فی، وانا غیور ذات عیال! قال: انا اکبر منک، واما الغیرة فیذهبها اللّٰه، واما العیال فالی اللّٰه ورسوله فتزوجها، فجعل یاتیها ویقول: این زناب؟ حتی جاء عمار یوما، فاختلجها، فقال هذه تمنع رسول اللّٰه ﷺ وکانت ترضعها، فجاء الی فقال: این زناب؟ قالت: قریبة، ووافقها عند ما اخذها عمار، فقال النبی ﷺ انا آجیکم اللیلة فبات النبیی ﷺ ثم اصبح، فقال حین اصبح: ان بک علی اهلک کرامة، فان شئت سبعت لک، وان اسبع، اسبع لنسائی﴾

(صحیح مسلم الرضاع باب قدر ما تستحقه البکر والثیب ج ا ص ۴۷۱)

ترجمہ: ”حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے ہاں زینب کی پیدائش ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے آپؐ نے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے عرض کیا مجھ جیسی سے آپ کیا نکاح کریں گے کیونکہ میری عمر زیادہ ہے میں بہت غیور ہوں (مبادا آپ کو میری وجہ سے کوئی ناگواری پیش نہ آئے) اور میں عیالدار ہوں یتیم بچے میرے ساتھ ہیں۔ آپؐ نے (ان تمام اعذار کے بارے میں حضرت اُمّ سلمہ کو) جواب میں فرمایا کہ میرا سن تم سے زیادہ ہے اور رہا غیرت کا معاملہ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کروں گا کہ وہ غیرت (یعنی وہ نازک مزاجی اور شک کا مادہ جس کا تم کو اندیشہ ہے) تم

سے جاتی رہے (چنانچہ آپؐ کی دعاء کی برکت سے ویسا ہی ہوا کذا فی الاصابہ للعسقلانی ج ۴ ص ۴۲۳) اور تمہاری عیال تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی عیال ہے۔ چنانچہ آپؐ کا نکاح ان کے ساتھ ہوا آپؐ اُمّ سلمہ کے پاس جب آتے تو پوچھتے کہ زناب (ام سلمہ کی بیٹی زینب) کہاں ہے؟ ایک دن حضرت عمار بن یاسرؓ (جو کہ حضرت اُمّ سلمہؓ کے ماں شریک یعنی اخیانی بھائی تھے) آئے اور اُمّ سلمہ کے پاس سے زینب جو کہ ابھی دودھ پیتی تھی کو یہ کہہ کر اٹھا کر لے گئے کہ اس بچی کی وجہ سے ہی تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے معذرت کر رہی تھی (اگر ایسا ہی ہے تو میں خود اس کی دیکھ بھال کرتا ہوں تاکہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق زوجیت پورے دلجمعی کے ساتھ نبھا سکو) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ میرے ہاں آئے تو مجھ سے (پھر) پوچھا زناب کہاں ہے میں نے کہا ادھر قریب ہی ہے یہ آپؐ کا پوچھنا اتفاق سے اسی دن ہوا جس دن عمارؓ ہماری بچی کو لے گئے تھے پھر آپؐ نے فرمایا میں رات کو آؤں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات گزار کر دوسرے دن صبح کو مجھ سے فرمایا کہ اے اُمّ سلمہ! (اگر تمہارے ساتھ تین راتیں گزاروں تو) اس میں تمہارے خاندان والوں کے لئے تمہاری طرف سے کوئی ذلت یا حقارت نہیں ہے۔ اگر تم چاہو تو تمہارے پاس سات راتیں گزاروں لیکن اگر آپ کے پاس سات راتیں گزاریں تو دوسری بیویوں کے پاس بھی مجھے سات سات راتیں گزارنی ہونگی۔"

تشریح: حضرت اُمّ سلمہؓ کا اصلی نام ہند تھا پہلے ان کا نکاح اپنے چچازاد بھائی اور حضور کے رضائی بھائی عبداللہ بن عبدالاسد جو ابو سلمہ سے مشہور ہیں سے ہوا تھا اور انہی کے ساتھ مشرف باسلام ہوئیں دونوں میاں بیوی نے ہجرت حبشہ سے واپسی کے بعد دوبارہ مدینہ کی طرف ہجرت کی حضرت اُمّ سلمہؓ کی ہجرت مدینہ کا واقعہ نہایت ایمان افروز اور دردانگیز بھی ہے (دیکھئے سیرۃ مصطفیٰ کاندھلوی ج ۲ ص ۳۹۷) ان کے شوہر

ابو سلمہؓ غزوہ بدر اور احد میں بھی شریک رہے احد کی لڑائی میں سخت زخم آئے جن کے صدمے سے جانبر نہ ہو سکے چنانچہ چار ہجری میں زخم پھٹنے سے انتقال ہو گیا۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک بار میرے شوہر ابو سلمہ گھر میں آئے اور کہا کہ آج میں رسول اللہؐ سے ایک حدیث سن کر آیا ہوں جو میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے وہ یہ کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر یہ دعاء پڑھے اللھم عندک احتسب مصیبتی ھذہ اللھم اخلفنی فیھا بخیر منھا یعنی اے اللہ میں تجھ سے اپنی مصیبت میں اجر کی امید رکھتا ہوں اے اللہ تو مجھ کو اس کا اچھا بدل عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اس سے بہتر بدل عطا فرمائے گا۔ (ترمذی، مسلم شریف)

حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک بار میرے شوہر ابو سلمہ کے انتقال کے بعد یہ حدیث مجھ کو یاد آئی جب دعاء پڑھنے کا ارادہ کیا تو یہ خیال آیا کہ مجھ کو ابو سلمہ سے بہتر کون ملے گا مگر چونکہ رسول اللہؐ کا ارشاد تھا اس لئے پڑھ لیا چنانچہ اس کا یہ ثمرہ ظاہر ہوا کہ میری عدت گزرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کا پیغام دیا جن سے دنیا میں کوئی بھی بہتر نہیں۔ (شرح زرقانی ج ۲ ص ۲۳۹، فتح الباری ج ۲ ص ۳۳۵)

جب آنحضرتؐ نے نکاح کا پیام دیا تو اُمّ سلمہ نے یہ چند عذر پیش کئے:

① میری عمر زیادہ ہے۔ ② میں عیالدار ہوں یتیم بچے میرے ساتھ ہیں۔ ③ میں بہت غیرت مند ہوں۔ آنحضرتؐ نے ان سب چیزوں کو گوارا فرمایا چار ہجری کو شوال کے آخری تاریخوں میں نکاح ہوا۔ آنحضرتؐ نے ان کو دو چکیاں، گھڑا، اور چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی عنایت فرمایا یہی سامان اور ازواج کو بھی دیا گیا تھا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ بہت غیور اور حیاء دار خاتون تھیں ابتداءً جب آنحضرتؐ ان کے حجرے میں تشریف لاتے تو حضرت اُمّ سلمہؓ فرط غیرت سے اپنی بچی زینب کو گود میں بٹھا لیتیں آپؐ یہ دیکھ کر واپس تشریف لے جاتے، حضرت عمار بن یاسرؓ جو حضرت اُمّ

سلمہؓ کے رضاعی بھائی تھے کو معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور اُمّ سلمہ سے بچی کو چھین کر لے گئے۔ (مسند احمد ج ٦ ص ٢٩٥)

آنحضرتؐ کو حضرت اُمّ سلمہ سے بھی بے حد محبّت تھی یہی وجہ ہے کہ ایک موقع پر تمام ازواج مطہرات نے حضرت اُمّ سلمہ ہی کو اپنا سفیر بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت عائشہ کے بارے میں شکایت کرنے بھیجا چونکہ آنحضرتؐ حضرت عائشہ کو زیادہ محبوب رکھتے تھے اس لئے لوگ انہی کی باری میں ہدیہ بھیجتے تھے حضرت اُمّ سلمہ نے آنحضرتؐ سے کہا یارسول اللہ! عائشہ کی طرح ہم سب بھی مال کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو ہدایت کی جائے کہ رسول اللہؐ جس کے مکان میں بھی ہوں لوگوں کو ہدیہ بھیجنا چاہئے آپؐ نے اُمّ سلمہ سے کہا۔ اُمّ سلمہ! عائشہؓ کے معاملہ میں مجھے تکلیف نہ پہنچاؤ چنانچہ اُمّ سلمہ نے عرض کیا: میں آپ کے اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں۔ حضرت اُمّ سلمہ کا انتقال ٦٣ھ میں ہوا حضرت ابوہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنّت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا وعنہن اجمعین۔

(٤١) ﴿عن عائشة، قالت: كنت اغار على اللاتي وهبن انفسهن لرسول الله ﷺ واقول: او تهب المراة نفسها للرجل! فانزل الله تعالىٰ: ترجي من تشاء منهن وتؤوي اليک من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليک (الاحزاب آيت ٥١) قلت: والله، ما ارى ربک إلا يسارع لک في هواک.﴾ (صحیح بخاری التفسیر باب ترجی من تشاء الخ ج ٢ ص ٧٠٦)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں سے غیرت آتی تھی (یعنی ان عورتوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھی) جو اپنے نفسوں کے اختیارات رسول اللہؐ کو سپرد کر دیتی تھیں اور میں کہتی تھی کیا عورت بھی اپنے آپ کو ہبہ کرتی ہے؟ لیکن جب خدا تعالیٰ نے آیت ترجی من تشاء منهن وتووی الیک من تشاء ومن ابتغیت

فمن عزلت فلا جناح علیک نازل فرمائی میں نے آنحضرتؐ سے کہا خدا کی قسم آپ کا رب تو آپ کی خواہش پوری کرنے میں آپ سے سبقت فرماتا ہے۔" (یعنی جلدی پورا کر دیتا ہے)۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز بخشا کہ ازواج مطہرات میں برابری کرنے کے حکم سے مستثنیٰ فرما دیا آپؐ کو اختیار دیا گیا کہ جس بیوی کو چاہیں باری سے مؤخر کر دیں اور جس کو چاہیں اپنے قریب کریں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مخصوص حکم ہے۔ عام امت کے لوگوں کے لئے جب متعدد بیویاں ہوں تو سب میں برابری کرنا ضروری ہے اس کے خلاف کرنا حرام ہے۔ البتہ رسول اللہؐ کو مکمل اختیار دیا گیا لیکن اس اختیار و استثناء کے باوجود آپؐ نے ہمیشہ بیویوں میں برابری کا التزام فرمایا (معارف القران ص۱۹۱) جو عورتیں اپنا نفس آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیتی تھیں ان کو حضرت عائشہؓ اس لئے اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھیں کہ کسی عورت کا اپنے نفس کو غیر مرد کو ہبہ کر دینا گویا عورت کی عزّت و حیاء کے منافی ہے اگرچہ جو عورتیں آنحضرتؐ کو اپنا نفس ہبہ کر دیتی تھیں یہ ہبہ کرنا ان کے لئے باعث عزّت ہوتا تھا جسے وہ اپنی خوش بختی سمجھتی تھیں۔ اپنا نفس آپؐ کو ہبہ کرنے والیوں میں حضرت میمونہ یا حضرت اُمّ شریک یا حضرت زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (مظاہر حق ج ۳ ص ۳۸۰)

(۴۲) ﴿عن ام شریک: انها كانت فيمن وهبت نفسها للنبیﷺ﴾

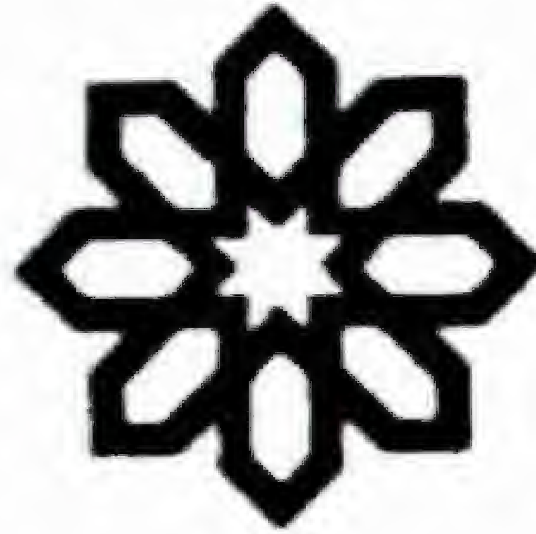
ترجمہ: "حضرت اُمّ شریک کا بیان ہے کہ وہ خود بھی ان عورتوں میں شامل ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے نفس کو ہبہ کر دیا (یعنی بغیر مہر کے آپؐ سے نکاح کیا)۔"

تشریح: یہ حکم بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کہ بلا مہر آپؐ کسی مسلمان عورت سے نکاح کرنا چاہیں تو آپ کے لئے حلال ہے عام لوگوں کے

لئے نکاح میں مہر شرط لازم ہے۔ (معارف القرآن ج ۷ ص ۱۸۹، الاحزاب)

لہٰذا مہر باندھ کر بھی اس کے نہ دینے کی نیت رکھنا سخت گناہ ہے قرآن میں کم از کم چھ مرتبہ تاکید کی گئی کہ عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو۔ مہر کی ادائیگی کا احسن طریقہ یہ ہے کہ نکاح کے وقت فوراً ادا کر دیا جائے اس قسم کے مہر کو معجّل "فوری مہر" کہتے ہیں حضورؐ کے زمانہ میں عام رواج اسی مہر کا تھا چونکہ لوگ مختصر مہر باندھتے تھے تو نکاح کے وقت ہی اس کو ادا بھی کر دیتے تھے چنانچہ حضرت علیؓ سے فاطمہ کا نکاح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو فوری مہر کی ادائیگی (جو چار سو مثقال تھا) کا حکم فرمایا حضرت علی کے پاس ٹوٹی زرہ کے علاوہ کچھ نہ تھا آپؐ نے حکم دیا کہ فی الحال یہی زرہ بطور مہر دے دو۔ حالانکہ لوہے کی زرہ (یعنی لوہے کی قمیص جو جنگ میں مرد استعمال کرتے تھے) عورت کو کسی کام کی نہیں مردوں ہی کی چیز ہے لیکن کچھ مہر کی ادائیگی کے بغیر بیٹی کی رخصتی کو آپؐ نے ناپسند سمجھا۔ بہرحال آپؐ نے فوری مہر کی ادائیگی کا حکم دیا یہی احسن طریقہ اور سنت ہے اس میں مرد و عورت دونوں کا مفاد ہے آج کل لڑکی والے عام طور پر زیادہ مہر باندھنے کی کوشش کرتے ہیں جس میں لڑکی کا مفاد مدنظر ہوتا ہے کہ اس سے مرد طلاق دینے سے ہچکچائے گا لیکن عموماً مرد کی طرف سے اتنی بڑی مقدار مہر ادا کرنے کی ابتداءً نیت ہی نہیں ہوتی ہے لہٰذا اس قسم کا مہر سراسر غلط ہے جس کی ادائیگی کا ارادہ ہی نہ ہو مہر جس قدر بھی ادائیگی کی نیت سے باندھا جائے (بشرطیکہ ۳۱ گرام چاندی سے کم نہ ہو) درست ہے لیکن برکت والا نکاح وہی ہے جس میں کم مہر ہو۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعظم النساء برکۃ ایسرھن صداقاً (مسند احمد ج ۶ ص ۸۲) یعنی سب سے بڑی برکت والی وہ عورت ہے جس کا مہر (ادائیگی میں) سب سے آسان ہو۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کے بقول تمام ازواج مطہرات اور آپؐ کی صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم (یعنی ۱۵۳۰ گرام چاندی) تھا البتہ ام حبیبہؓ کا مہر نجاشی شاہ حبشہ نے حضورؐ کی طرف سے

چار ہزار درہم (یعنی بارہ کلو ۲۴ گرام چاندی) مقرر کیا تھا اور حضرت فاطمہؓ کا مہر ۱۳۱ تولہ چاندی کے بقدر مقرر تھا لہٰذا خواتین اسلام کو بھی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کی اتباع میں اسی قدر مہر مقرر کرنا چاہیے جو آسانی سے میسر ہو سکے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سُنت کی توفیق بخشے آمین۔



سفر کے لئے بیویوں میں قرعہ اندازی

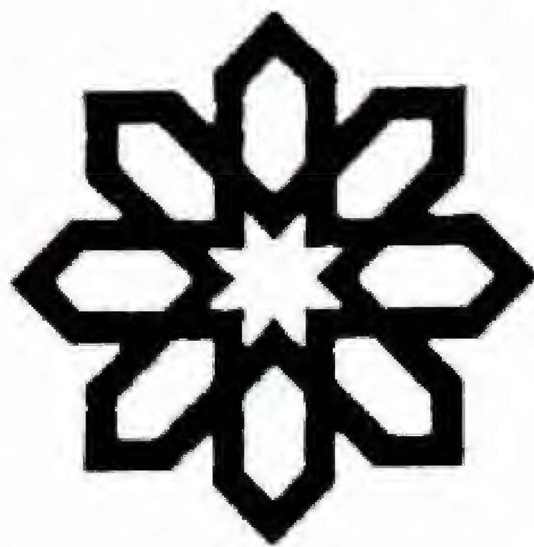
(۴۳) ﴿عن عائشة، قالت: كان رسول اللهﷺ اذا اراد سفرا اقرع بين نسائه، فايتهن خرج سهمها، خرج بها.﴾

(سنن ابو داؤد باب القسم بین النساء ج۱ ص۲۹۸)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی فرماتے جس کے نام قرعہ نکلتا اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے تھے۔“

تشریح: مستحب ہے کہ سفر میں کسی ایک کو ساتھ لے جانے کے انتخاب پر بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے اور جس بیوی کے نام قرعہ نکلے اسی کو سفر میں ساتھ لے جائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن قرعہ اندازی کے بغیر بھی اگر شوہر اپنی طبیعت کے موافق کسی (خدمت گار) بیوی کو ساتھ لے جائے تو بھی جائز ہے کیونکہ سفر میں باری یا برابری عورت کا حق نہیں ہے عورت کا حق برابری صرف نان نفقہ اور شب باشی میں ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۴۴ کا مفہوم بھی اسی طرح ہے۔



واقعہ افک

(٤٥) قالت: عائشه: كان النبىﷺ اذا اراد سفرا اقرع بين ازواجه. فايتهن خرج سهمها، خرج بها رسول اللهﷺ معه. فقالت عائشة: فاقرع بيننا فى غزوة غزاها، فخرج فيها سهمى، فخرجت مع رسول اللهﷺ بعد مانزل الحجاب. فكنت احمل فى هودج. وانزل فيه. فسرنا حتى اذافرغ رسول اللهﷺ من غزوته تلك، وقفل، دنونا من المدينة قافلين، آذن ليلة بالرحيل، فقمت حين آذنوا بالرحيل فمشيت حتى جاوزت الجيش، فلما قضيت شانى، اقبلت الى رحلى، فالتمست صدرى، فاذاعقدلى من جزع ظفار قد انقطع، فرجعت فالتمست عقدى، فحبسنى ابتغاوه، واقبل الرهط الذين كانوا يرحلونى، فاحتملوا هودجى، فرحلوه على بعيرى الذى كنت اركب، وهم يحسبون انى فيه، وكان النساء اذ ذاك خفافا، لم يهبلن، ولم يغشاهن اللحم، انما ياكلن العلقة من الطعام، فلم يستنكر القوم خفة الهودج، حين رفعوه وحملوه، وكنت جارية حديثة السن. فبعثوا الجمل وساروا ووجدت عقدى بعد ما استمر الجيش فجئت منازلهم، وليس بها منهم داع ولا مجيب، فتيممت منزلى الذى كنت به، وظننت انهم سيفقدونى، فيرجعون الى، فبينا انا جالسة فى منزلى، غلبتنى عينى، فنمت، وكان صفوان بن المعطل السلمى ثم الذكوانى من وراء الجيش، فاصبح عند منزلى، فراى سواد انسان، فعرفنى حين رآنى، وكان يرانى قبل الحجاب، فاستيقظت باسترجاعه حين عرفنى، فخمرت وجهى بجلبابى، والله ما تكلمنا كلمة، ولا سممعت منه كلمة غير استرجاعه، وهوى حتى اناخ الراحلة فوطىء

علی یدها، فقمت إلیها فرکبتها، فانطلق یقود بی الراحلة حتی اتینا الجیش موتمرین فی نحر الظهیرة، وهم نزول، فهلک من هلک، وکان الذی تولی کبر الافک عبداللّٰہ بن ابی بن سلول. قال عروة: کانت عائشة تکره ان یسب عندها حسان، وتقول: انه قد قال: فان ابی ووالده وعرضی لعرض محمد منکم وقاء قالت عائشة: فقدمنا المدینة، فاشتکیت حین قدمنا شهرا، والناس یفیضون فی قول اصحاب الافک، لا اشعر بشیء من ذلک، وهو یریبنی فی وجعی انی لا اعرف من رسول اللّٰہ ﷺ اللطف الذی کنت اری منه حین اشتکی، انما یدخل علی رسول اللّٰہ ﷺ ثم یقول: کیف تیکم؟ ثم ینصرف، فذلک یریبنی، ولا اشعر بالشر، حتی خرجت حین نقهت، فخرجت معی ام مسطح علی المناصع، وکانت متبرزنا، وکنا لا نخرج الا لیلا الی لیل، وذلک قبل ان تتخذ الکنف قریبا من بیوتنا، وامرنا امر العرب الاولی، وکنا نتاذی بالکنف ان نتخذها عند بیوتنا، فانطلقت انا وام مسطح قبل بیتی حین فرغنا من شاننا، فعثرت ام مسطح فی مرطها، فقالت: تعس مسطح، فقلت لها: بئس ما قلت! اتسبین رجلا شهد بدرا؟ قالت: ای هنتاه، اولم تسمعی ما قال؟ قلت: وما قال؟ فاخبرتنی بقول اهل الافک، فازددت مرضا علی مرضی، فلما رجعت الی بیتی دخل علی رسول اللّٰہ ﷺ ثم قال: کیف تیکم؟ فقلت له ائذن لی آتی ابوی، وانا ارید ان استیقن الخبر من قبلها، فاذن لی رسول اللّٰہ ﷺ فجئت ابوی، فقلت لامی، ای امتاه، ماذا یتحدث الناس؟ قالت: یا بنیة، هونی علیک، فواللّٰہ لقل ما کانت امراة قط وضیئة، عند رجل یحبها، لها ضرائر، الا کثرن علیها، فقلت: سبحان اللّٰہ! اولقد تحدث الناس بهذا! فبکیت تلک اللیلة حتی اصحبت، لا یرقا لی دمع، ولا اکتحل بنوم، ثم

اصحبت ابکی، فدعا رسول اللّٰہﷺ علی بن ابی طالب، واسامة بن زید حین استلبث الوحی یستشیر هما فی فراق اهله، فاما اسامة فاشار علی رسول اللّٰہﷺ بالذی یعلم من براءة اهله، وبالذی یعلم لهم فی نفسه، فقال اسامة: اهلک، ولا نعلم الا خیرا، واما علی فقال: یا رسول اللّٰہ، لم یضیق اللّٰہ علیک، والنساء سواها کثیر، وسل الجاریة تصدقک، فدعا رسول اللّٰہﷺ بریرة، فقال: ای بریرة، هل رایت من شیء یریبک؟ قالت: والذی بعثک بالحق ما رایت علیها قط امرا اغمصه اکثر من انها جاریة حدیثة السن، تنام عن عجین اهلها، فیاتی الداجن فیاکله، فقام رسول اللّٰہﷺ من نومه فاستعذر من عبداللّٰہ بن ابی بن سلول، وهو علی المنبر، فقال: یا معشر المسلمین، من یعذرنی من رجل قد بلغنی آذاه فی اهلی، واللّٰہ ما علمت علی اهلی الا خیرا، ولقد ذکروا رجلا ما علمت علیه الا خیرا، وما یدخل علی اهلی الا معی فقام سعد بن معاذ، اخو بنی عبد الاشهل، فقال: یا رسول اللّٰہ، انا اعذر منه، فان کان من الاوس ضربت عنقه، وان کان من اخواننا من الخزرج، امرتنا ففعلنا امرک، قالت: وقام رجل من الخزرج، وکانت ام حسان ابنة عمه من فخذه، وهو سعد بن عبادة، وهو سید الخزرج، قالت: وکان قبل ذلک رجلا صالحا، ولکن احتملته الحمیة، فقال لسعد بن معاذ: کذبت، لعمر اللّٰہ، لا تقتله، ولا تقدر علی قتله، فقام اسید بن حضیر، وهو ابن عم سعد بن معاذ، فقال لسعد بن عبادة: کذبت، لعمر اللّٰہ لیقتلنه، فانک منافق تجادل عن المنافقین، فثار حیان: الاوس والخزرج، حتی هموا ان یقتتلوا، ورسول اللّٰہﷺ قائم علی المنبر، فلم یزل یخفضهم حتی سکتوا وسکت، قالت: وبکیت یومی ذلک، لا یرقا لی دمع، ولم اکتحل بنوم، واصبح ابوای عندی، وقد بقیت

لیلتین ویوما، لا اکتحل بنوم، حتی انی لاظن ان البکاء فالق کبدی، فبینا ابوای جالسان عندی، وانا ابکی، استاذنت علی امراۃ من الانصار، فاذنت لھا، فجعلت تبکی معی، فبینما نحن علی ذلک، دخل رسول اللّٰہﷺ فسلم، ثم جلس، ولم یجلس عندی منذ قیل ما قیل قبلھا، ولقد لبث شھرا لا یوحی الیہ فی شانی بشیء فتشھد رسول اللّٰہﷺ حین جلس، ثم قال: اما بعد، یا عائشۃ، فانہ قد بلغنی عنک کذا وکذا، فان کنت بریئۃ، فسیبرئک اللّٰہ، وان کنت الممت بذنب، فاستغفری اللّٰہ، وتوبی الیہ، فان العبد اذا اعترف بذنب، ثم تاب، تاب اللّٰہ علیہ فلما قضی رسول اللّٰہﷺ مقالتہ، قلص دمعی، حتی ما احس منہ قطرۃ، وقلت لابی: اجب رسول اللّٰہﷺ فیما قال، فقال: واللّٰہ ما ادری ما اقول لرسول اللّٰہﷺ فقلت لامی: اجیبی رسول اللّٰہﷺ فیما قال، قالت: واللّٰہ ماأدری ما اقول لرسول اللّٰہﷺ فقلت وانا جاریۃ حدیثۃ السن، لا اقرا من القرآن کثیرا: انی واللّٰہ لقد علمت لقد سمعتم ھذا الحدیث، حتی استقر فی انفسکم، وصدقتم بہ، ولئن قلت لکم: انی بریئۃ، لا تصدقونی، ولئن اعترفت لکم بامر واللّٰہ یعلم اننی منہ بریئۃ لتصدقنی، فواللّٰہ لا اجدلی مثلا ولا لکم، الا ابا یوسف حین قال: فصبر جمیل واللّٰہ المستعان علی ما تصفون ثم تحولت فاضطجعت علی فراشی، واللّٰہ یعلم حینئذ انی بریئۃ، وان اللّٰہ مبرئی ببراءتی، ولکن واللّٰہ ما کنت اظن ان اللّٰہ منزل فی شانی وحی یتلی، لشانی فی نفسی احقر من ان یتکلم اللّٰہ فی بامر، ولکن کنت ارجوا ان یری رسول اللّٰہﷺ فی النوم رویا یبرئنی اللّٰہ بھا، قالت: فواللّٰہ مارام رسول اللّٰہﷺ ولاخرج احد من اھل البیت، حتی انزل علیہ، فاخذہ ما کان یاخذہ من البرحاء، حتی انہ لیتحدر منہ العرق مثل الجمان وھو فی

یوم شات، من ثقل القرآن الذی انزل علیه، قال: فسری عن رسول اللّٰہ ﷺ وھو یضحک، فکان اول کلمة تکلم بھا ان قال: یا عائشة، اما اللّٰہ فقد براک فقالت لی امی: قومی الیه، فقلت: واللّٰہ لا اقوم الیه، وانی لا احمد الا اللّٰہ، قالت: وانزل اللّٰہ: ان الذین جاءوا بالافک عصبة منکم لا تحسبوه شرا لکم بل ھو خیر لکم لکل امریء منھم ما اکتسب من الاثم العشر الایات کلھا، فلما انزل اللّٰہ ھذا فی براءتی قال ابوبکر الصدیق، وکان ینفق علی مسطح، لقرابته وفقره: واللّٰہ لا انفق علی مسطح شیئا ابدا بعد الذی قال لعائشة، فانزل اللّٰہ تعالٰی: ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللّٰہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم واللّٰہ غفور رحیم فقال ابوبکر: بلی، واللّٰہ، انی لاحب ان یغفر اللّٰہ لی، فرجع الی مسطح الذی کان ینفق علیه، وقال: واللّٰہ لا انزعھا منه ابدا، قالت عائشة: وکان رسول اللّٰہ ﷺ سال زینب بنت جحش عن امری، فقال لزینب: ماذا علمت، او رایت؟ قالت عائشة: وھی التی کانت تسامینی من ازواج النبی ﷺ فعصمھا اللّٰہ بالورع، وطفقت اختھا حمنة تحارب لھا، فھلکت فیمن ھلک. قال ابن شھاب: فھذا الذی بلغنی من حدیث ھولاء الرھط. (بخاری المغازی باب حدیث الافک ج۲ ص۵۹۴، طبع ایچ ایم سعید کراچی، صحیح مسلم التوبه باب حدیث الافک ج۲ ص۳۶۴)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کو تشریف لے جانا چاہتے تو بیویوں میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اس کو ساتھ لے جاتے (ایک مرتبہ) ایک جہاد کو تشریف لے گئے اور قرعہ میں میرا نام نکل آیا اس لئے میں حضورؐ کے ساتھ ہی چل دی یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے چنانچہ

میں محمل میں سوار کی جاتی تھی اور جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا میرا محمل اتار لیا جاتا تھا غرض ہم چل دئے جہاد سے فارغ ہو کر جب حضورؐ واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچ کر ہم سب نے قیام کیا پھر رات کو حضورؐ نے کوچ کا اعلان کرایا۔ اعلان سنتے ہی میں بھی اٹھی اور پیدل جا کر لشکر سے نکل کر قضا حاجت سے فارغ ہو کر منزل پر آئی سینہ کو ٹٹول کر دیکھا تو ظفاری پوتھ کا ہار (جو میں پہنے ہوئے تھی) نہ معلوم کہاں ٹوٹ کر گر گیا فوراً میں اس کی تلاش کے لئے مڑی اور تلاش کرنے میں دیر لگ گئی جو گروہ میرا کجاوہ کستا تھا اس نے میری محمل کو اٹھا کر اسی اونٹنی پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوئی تھی کیونکہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ میں محمل کے اندر ہوں اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں فربہ اندام اور بھاری بھرکم نہ ہوتی تھیں کھانا تھوڑا کھایا کرتی تھیں اور میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی اس لئے (اور بھی ہلکی پھلکی بدن کی تھی) جن لوگوں نے محمل اٹھا کر اونٹ پر رکھا ان کو محمل کی گرانی کا امتیاز نہ ہوا۔ اونٹ اٹھا کر وہ لوگ چل دئے اور لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھے ہار مل گیا میں پڑاؤ پر آگئی مگر وہاں پر نہ کوئی کہنے والا تھا اور نہ جواب دینے والا۔ میں اپنے پڑاؤ پر آگئی اور خیال کیا کہ جب میں لوگوں کو نہیں ملوں گی تو یہیں لوٹ کر آئیں گے میں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھوں میں نیند کا جوش آیا اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے آخر شب میں سو گیا تھا پچھلی رات کو چل کر صبح کو میرے پڑاؤ پر پہنچا اور سوتے ہوئے آدمی کا جثہ اس کو نظر آیا پاس آیا تو اس نے مجھے پہچان لیا کیونکہ پردہ ہونے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا تھا۔ دیکھ کر اناللّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور میں اس کی آواز سے بیدار ہو گئی اور اوڑھنی سے منہ چھپا لیا خدا کی قسم اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور سوائے اناللّٰہ وانا الیہ راجعون کے میں نے اس سے اور کوئی بات نہیں سنی غرض اس نے اپنی اونٹنی بٹھا دی (ایک روایت میں ہے کہ صفوان اونٹ سامنے کر کے خود پیچھے ہٹ گئے) اور میں سوار ہو گئی اور وہ اونٹنی کی مہار پکڑے پکڑے چل دیا یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچ گئے لشکر والے

ٹھیک دوپہر میں سخت گرمی کے وقت ایک جگہ اتر پڑے تھے میرے اس واقعہ میں (بدگمانی کر کے) ہلاک ہونے والے ہلاک ہوگئے اور سب سے بڑی افتراء بندی کا ذمہ دار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا مدینہ میں پہنچ کر میں ایک مہینہ تک بیمار رہی لوگ بہتان تراشوں کے قول پر غور و خوض کرتے رہے مگر مجھے اس کا احساس نہ تھا ہاں بیماری کے زمانہ میں اس بات سے شک ضرور ہوتا تھا کہ رسول اللہؐ میری بیماری کے زمانہ میں جو مہربانیاں فرمایا کرتے تھے وہ اس بیماری کے زمانہ میں مجھے نظر نہیں آتی تھیں بس اتنی بات ضرور تھی کہ حضورؐ تشریف لا کر سلام کرنے کے بعد (بس اتنا) فرمایا کرتے تھے "تمہارا کیا حال ہے" اس سے مجھے شک ہوتا تھا مگر کسی برائی کا مجھے شعور بھی نہ تھا بالآخر جب (صحت ہو جانے کے بعد) لاغری اور کمزوری کی ہی حالت میں باہر نکلی اور میرے ساتھ اُمّ مسطح مناصع کی طرف چلی مناصع اس زمانے میں گھر سے دور قضائے حاجت کی جگہ تھی اور ہم راتوں رات وہاں جایا کرتے تھے اس وقت ہماری حالت ابتدائی عربوں کی طرح تھی کہ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہم کو تکلیف ہوتی تھی اُمّ مسطح ابورحم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھی اور اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی اور حضرت ابوبکرؓ کی خالہ تھیں (ام مسطح حضرت صدیق کی خالہ زاد بہن اور مسطح ان کے بھانجے تھے) اُمّ مسطح کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن مطلب تھا غرض ضرورت سے فارغ ہو کر میں اور اُمّ مسطح گھر کو آئے راستے میں اُمّ مسطح اپنی اوڑھنی میں الجھ کر گری تو اپنے بیٹے مسطح کو یوں بددعا دی کہ مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا تو نے برا کہا کیا تو ایسے آدمی کو کوستی ہے جو بدر میں شریک رہا ہے اُمّ مسطح کہنے لگی بھولی عورت کیا تم نے اس کا واقعہ نہیں سنا۔ میں نے کہا اس کا قصّہ کیا ہے۔ اُمّ مسطح نے تہمت تراشوں کا سارا واقعہ بیان کیا یہ سن کر میری بیماری میں اور بھی اضافہ ہو گیا گھر کو واپس آئی رسول اللہ تشریف لائے اور سلام علیک کے بعد فرمایا تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کیا آپ کی اجازت ہے میں اپنے والدین کے ہاں چلی جاؤں۔ اس گزارش کی وجہ یہ تھی کہ میں والدین کی

طرف سے اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتی تھی رسول اللہ نے مجھے اجازت دے دی میں
اپنے والدین کے ہاں چلی گئی اور اماں سے کہا لوگ کیا چہ مگوئیاں کر رہے ہیں۔ اماں
نے کہا بیٹی تو رنج نہ کر۔ کیونکہ خدا کی قسم اگر کوئی چمکیلی عورت ہوتی ہے (یعنی
خوبصورت اور خوب سیرت ہوتی ہے) اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں اور اس کا شوہر
اس کو چاہتا ہے تو سوکنیں (یا حسد کرنے والی عورتیں) اس پر بڑی بڑی باتیں رکھ دیتی ہیں
میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگ اس قدر چہ می گوئیاں کرتے ہیں۔"
الغرض میں اس رات کو روتی رہی صبح ہوئی تب بھی میرا آنسو نہ تھما اور نہ نیند آئی۔
صبح کو رو رہی تھی کہ رسول اللہ نے اسامہ اور علیؓ کو اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں
مشورہ کرنے کے لئے طلب فرمایا۔ کیونکہ وحی میں توقف ہو گیا تھا اسامہؓ نے وہی
مشورہ دیا جو ان کو معلوم تھا کہ رسول اللہؐ کی بیوی پاک دامن ہے اور رسول اللہؐ کو
اپنی بیویوں سے محبت ہے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ آپ کی بیوی ہے ہم کو تو کسی بدی کا
علم نہیں ہے مگر علیؓ نے کہا یا رسول اللہ! خدا نے آپ کے لئے تنگی نہیں رکھی ہے اس
کے علاوہ عورتیں بہت ہیں اگر آپ خادمہ کو بلا کر دریافت کریں گے تو وہ آپ کو سچ بتا
دے گی رسول اللہؐ نے حضرت بریرہ کو بلایا اور فرمایا بریرہ تم کو عائشہ کی طرف سے کوئی
شک کی بات (کبھی) نظر آئی بریرہ نے جواب دیا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو برحق
بنا کر بھیجا ہے میں نے عائشہ کی کوئی بات نکتہ چینی کے قابل کبھی نہیں دیکھی صرف اتنی
بات ہے وہ کم سن لڑکی ہے گھر کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے اور بکری کا بچہ اس کو
آکر کھا جاتا ہے (یعنی وہ تو اس قدر غافل اور بے خبر ہے کہ اسے آٹے اور دال کی خبر
نہیں۔ تو دنیا کی ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے (کذافی روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۹) اس کے
بعد رسول اللہؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی بن سلول سے جواب طلب کیا
اور ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مسلمین ایسے شخص کی طرف سے کون جواب دے سکتا ہے
جسکی جانب سے مجھے اپنے گھر والوں کے متعلق اذیت پہنچی خدا کی قسم مجھے تو اپنی بیوی

میں کوئی بدی نظر نہ آئی لوگوں نے میرے سامنے ایسے آدمی کا نام لیا ہے جس میں میری دانست میں بدی نہیں ہے (یعنی صفوان) وہ تو میرے گھر کے اندر میرے ساتھ جایا کرتا تھا یہ سن کر (سردار اوس) حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ (آپ کی معاونت کے لئے حاضر ہو کر) میں جواب دیتا ہوں اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوگا تو ہم اس کی گردن مار دیں گے۔ اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہوگا تو آپ ہم کو جو حکم دیں ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ سعد بن معاذ کا قول سن کر حضرت سعد بن عبادہ سردار خزرج اٹھے جو کہ تھے تو ایک صالح آدمی لیکن ان کو کچھ جاہلانہ حمیّت آگئی (ان کو خیال ہوا کہ سعد بن معاذ ان پر تعریض یعنی اٹیک کر رہے ہیں کہ تہمت لگانے والا قبیلہ خزرج سے ہیں اس لئے ان کو جوش آگیا چنانچہ وہ) سعد بن معاذ سے کہنے لگے خدا کی قسم تم اس کو قتل نہ کرو گے اور نہ قتل کر سکو گے ادھر سے سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی، اسید بن حضیر نے سعد بن عبادہ کو جواب دیا تم جھوٹ کہتے ہو خدا کی قسم ہم اس کو قتل کر دیں گے تم منافق ہو کہ منافق کی طرف سے لڑتے ہو۔ غرض اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کو جوش آگیا اور باہم لڑائی کی تیاری ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر ہی تشریف فرما تھے حضورؐ نے ان کے جوش کو کم کیا اور بالآخر سب خاموش ہوگئے حضورؐ بھی خاموش ہوگئے میں اس دوران دن بھر روتی رہی آنسو نہ رکا آئندہ رات کو بھی روتی رہی۔ رات بھر آنسو نہ تھما۔ نہ نیند آئی۔ والدین کہنے لگے روتے روتے جگر پھٹ جائے گا۔ میں رو رہی تھی وہ میرے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک انصاری عورت نے آنے کی اجازت چاہی میں نے اجازت دے دی وہ بھی آکر بیٹھ کر رونے لگی ہم سب اسی حالت میں تھے کہ دفعۃً رسول اللہؐ تشریف لائے اور سلام کر کے میرے قریب بیٹھ گئے جب سے یہ بات ہوئی تھی اس وقت سے حضورؐ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک مہینہ ہو گیا تھا۔ مگر میرے واقعے کے متعلق کسی قسم کی وحی بھی نہ آئی تھی الحاصل میرے قریب بیٹھنے کے بعد حضورؐ نے اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی

پھر فرمایا اے عائشہ مجھے تمہارے متعلق ایسی ایسی خبر ملی ہے اب اگر تم اس الزام سے پاک ہو تو خدا تعالیٰ تمہاری پاکی بیان کر دے گا اور گناہ میں (اتفاقاً) مبتلا ہو گئی ہو تو خدا تعالیٰ سے معافی کی درخواست کر جب بندہ اپنے قصور کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے رسول اللہؐ جب اپنا کلام ختم کر چکے تو میرے آنسو خشک ہو گئے پھر ایک قطرہ بھی نکلتا نہ معلوم ہوا۔ اور میں نے اپنے والد سے کہا کہ رسول اللہؐ کو میری طرف سے جواب دیجئے۔ بولے خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کیا جواب دوں۔ میں نے والدہ سے کہا آپ میری طرف سے رسول اللہؐ کو جواب دیجئے۔ والدہ نے بھی کہا خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں۔ میں اس زمانے میں کمسن لڑکی تھی۔ زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا مگر میں نے کہا خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے یہ بات سن لی ہے اور تمہارے دلوں میں جم گئی ہے اور تم اس کو سچا جانتے ہو اب اگر میں کہوں کہ میں اس سے پاک ہوں اور خدا شاہد ہے کہ میں پاک ہوں تو تم مجھے سچا نہ جانو گے اور اگر کسی بات کا اقرار کر لوں تو خدا شاہد ہے کہ میں اس سے بری ہوں تم میری ضرور ہی تصدیق کرو گے اس لئے مجھے اور کوئی صورت نظر نہیں آتی سوائے اس کے جیسا یوسفؑ کے باپ نے کہا تھا فصبر جمیل و اللّٰہ المستعان علی ما تصفون وہی میں کہتی ہوں۔ یہ کہنے کے بعد میں منہ لوٹا کر بستر پر لیٹ گئی خدا کی قسم اس وقت میں بخوبی واقف ہی تھی کہ میں اس الزام سے پاک ہوں اور خدا تعالیٰ مجھے اس سے بری کر دے گا۔

مگر اپنی دانست میں چونکہ میری حالت بہت حقیر تھی اس لئے یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی قرآنی آیتوں کی شکل میں نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی ہاں اتنی تو مجھے امید تھی کہ خدا تعالیٰ رسول اللہؐ کو کوئی خواب دکھلائے گا جس سے میری براءت ثابت ہو جائے گی لیکن بخدا رسول اللہؐ اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے

رسول پر وحی بھیجی اور وحی کے نازل ہونے کے وقت جو سختی ہوتی تھی وہ حضورؐ پر ہوئی۔ وحی کے نازل ہونے کے وقت سخت سردی کے دن بھی وحی کے بارسے عرق مبارک کے قطرے چاندی کے موتیوں کی طرح ٹپک پڑتے تھے جب وحی کی کیفیت دور ہوئی تو حضورؐ مسکراتے ہوئے سب سے پہلی بات پر فرمایا کہ اے عائشہ بشارت ہو خدا نے تمہاری بُریت کر دی۔ والدہ نے کہا عائشہ اٹھ کر حضورؐ کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں اٹھوں گی اور سوائے خدا کے کسی کا شکریہ ادا نہیں کروں گی اسی نے میری براءت کا حکم نازل فرمایا (حضرت عائشہؓ کا شکر نبویؐ سے انکار ناز محبوبی کے مقام سے تھا اور ناز کی حقیقت یہ ہے کہ دل جس سے لبریز ہو زبان سے اس کے خلاف اظہار ہو ظاہر میں ترش روئی و لاپروائی اور دل عشق و محبت سے لبریز ہو یہاں ظاہر میں ایک ناز تھا لیکن صد ہزار نیاز اس میں مستور تھے لہٰذا کسی کو صدیقہ کی اس ادا سے برا نہ ماننا چاہئے کیونکہ خود رسول خدا نے برا نہیں مانا۔ سیرت مصطفیٰ کاندھلوی ص) خدا تعالیٰ نے بریت میں دس آیات نازل فرمائی تھیں ان الذین جاءو ابالافک عصبۃ منکم .....تا..... لاتحسبوہ شرالکم بل ھو خیر لکم۔

حضرت صدیقؓ اپنے خالہ زاد بھائی مسطح کو رشتہ داری اور ناداری کی وجہ سے کھانے پینے کے لئے کچھ وظیفہ دیا کرتے تھے۔ یہ آیات سن کر صدیقؓ بولے خدا کی قسم عائشہ کے متعلّق اس نے یہ بات کہی اب کبھی میں اس کو کچھ وظیفہ (خرچ) نہیں دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی .... سے .... الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم الایة یہ آیات سن کر حضرت صدیقؓ کہنے لگے خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے بخش دے میں اس کا خرچ کبھی بند نہیں کروں گا چنانچہ مسطح کو جو خرچ پہلے دیا کرتے تھے وہ پھر جاری کر دیا۔ رسول اللہؐ نے اپنی بیوی زینب بنت جحش سے میرے واقعہ کے متعلّق دریافت کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا "یارسول اللہؐ میں بن دیکھی اور بن سنی کوئی بات نہیں کہوں گی

خدا کی قسم مجھے کوئی بدی نظر نہ آئی" زینب ہی تمام بیویوں میں میرے ہم پلہ تھیں مگر ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو (تہمت تراشی سے) محفوظ رکھا البتہ ان کی بہن حمنہ بنت جحش ان سے (اس معاملہ میں) لڑی اور دیگر تباہ کاروں کے ساتھ تباہ ہوگئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۴، صحیح مسلم التوبہ باب حدیث الافک ج ۲ ص ۳۶۴)

تشریح: یہ قصہ "حدیث افک" سے مشہور ہے جس میں آپ نے غزوہ مریسعیہ کے سفر میں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے بذریعہ قرعہ حضرت عائشہ کا انتخاب فرمایا واپسی پر حضرت عائشہؓ پڑاؤ کی جگہ پر گمشدہ ہار کی تلاش میں رہنے کی بناء پر قافلہ سے پیچھے رہ گئی حضرت صفوان نہایت احترام کے ساتھ حضرت عائشہ کو ساتھ قافلہ تک لے آئے اس پر منافقین نے تہمت کا بازار گرم کر دیا بالآخر حضرت صدیقہ کی پاکدامنی میں قرآنی آیات نازل ہوئیں اس حدیث کے تحت امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں بے شمار فوائد حدیث بیان کئے ہیں۔

❶ قرعہ اندازی جائز ہے جس پر صحیح احادیث موجود ہیں تین نبیوں حضرت یونس، حضرت زکریاؑ اور رسول اللہؐ نے اس پر عمل کیا۔

❷ سفر میں کسی ایک بیوی کو ساتھ لے جانے کے انتخاب کے لئے بھی قرعہ اندازی کرنا جائز ہے جیسا کہ اسی حدیث کے شروع میں حضرت عائشہ کا بیان ہے۔

❸ عورتوں کو جہاد میں لے جانا جائز ہے۔

❹ حضر کی طرح سفر میں بھی عورتوں کو زیورات پہننا جائز ہے جیسا حضرت عائشہ نے پہنا تھا۔

❺ اجنبی عورت کے ساتھ حسن ادب اور غایت احترام سے پیش آنا چاہئے خاص کر خلوت میں۔ جیسا کہ حضرت صفوان نے کیا۔

❻ سفر میں بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

۷ بیوی اپنے شوہر سے اجازت لے کر ہی والدین کے گھر جائے جیسا کہ حضرت عائشہؓ اس قدر پریشانی کے عالم میں بھی آنحضرتؐ سے اجازت لے کر والدین کے گھر گئیں۔

۸ کوئی بھی اہم مسئلہ پیش آئے تو اپنے خاندان کے ذمہ داروں اور مخلص دوستوں سے مشورہ کرنا چاہئے جیسا کہ آپؐ نے حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت علی و اسامہؓ سے مشورہ کیا۔

۹ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی برقرار رکھنی چاہئے اگرچہ وہ احسان فراموش ہوں جیسا کہ حضرت صدیق کو مسطح کے ساتھ صدقہ خیرات جاری رکھنے کا حکم ہوا۔

۱۰ حضرت صدیقہ کی براءت و پاکدامنی پر خدائی مہر لگ گئی اس لئے اب بھی صدیقہ کی عفت پر کوئی زبان درازی کرے تو وہ خدائی مہر توڑنے والا بد باطن ہے۔

۱۱ حضرت زینب بنت جحش کی فضیلت و بزرگی بھی ثابت ہوئی (شرح مسلم نووی ج ۹ ص ۹۹)

۱۲ عورت کو کم کھا کر اپنے بدن کو ہلکا رکھنا اچھا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم کھانا کم کھانے (ڈائٹنگ) کی بناء پر ہلکی پھلکی بدن کی ہوتی تھیں علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں حدیث افک سے مستنبط ہونے والے فوائد و لطائف کو شرح و بسط سے بیان کیا ہے حضرات اہل علم (فتح الباری ج ۹ ص ۴۲۱، کتاب التفسیر النور حدیث ۴۷۵۰) کی طرف مراجعت فرمائیں۔

البتہ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت صدیقہ کی عفت و نزاہت میں قرآن مجید کی ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد جو شخص اُمّ المؤمنین پر تہمت لگائے وہ باجماع اُمّت کافر و مرتد ہے جس طرح مریم صدیقہ بنت عمران کی عصمت و عفت میں شک کرنا کفر ہے اسی طرح عائشہ صدیقہ بنت اُمّ رومان کی طہارت و نزاہت میں شک کرنا قرآنی آیات براءت کا انکار ہونے کی وجہ سے بلاشبہ کفر ہے اور ایسا شخص واجب القتل ہے جیسا کہ حضرت سعد بن معاذ نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا یارسول اللہ ہم ایسے شخص کے قتل کے لئے دل و جان سے حاضر ہیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۱۴۷)

(٤٦) ﴿عن عائشة، قالت: كان رسول الله ﷺ اذا خرج اقرع بين نسائه، فطارت القرعة على عائشة وحفصة، فخرجتا معه جميعا، وكان رسول الله ﷺ اذا كان بالليل سار مع عائشة، ويتحدث معها، فقالت حفصة لعائشة: الا تركبين الليلة بعيرى، واركب بعيرك، فتنظرين وانظر؟ قالت: بلى، فركبت عائشة على بعير حفصة، وركبت حفصة على بعير عائشة، فجاء رسول الله ﷺ الى جمل عائشة، وعليه حفصة، فسلم عليها، ثم سار معها، حتى نزلوا، وافتقدت عائشة، فغارت، فلما نزلت جعلت تجعل رجليها بين الاخر، وتقول: يا رب، سلط على عقربا، او حية تلدغنى، عن رسولك ﷺ فلا استطيع ان اقول له شيئا.﴾

(صحيح بخاری، النکاح، باب القرعة بین النساء اذا اراد سفرا ج۲ ص۷۸۵)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ جب کہیں باہر تشریف لے جاتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کر لیتے تھے ایک بار حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا نام قرعہ میں نکلا دونوں بیبیاں ساتھ ہولیں (دوران سفر میں) حضور ﷺ رات کو حضرت عائشہ کے ساتھ بات چیت کرتے چلا کرتے تھے حفصہؓ نے عائشہؓ سے کہا آج رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو کر دیکھو اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو کر دیکھوں دونوں بیبیوں کے باہم اونٹ کا تبادلہ ہو گیا رسول اللہؐ (حسب معمول) حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے پاس آئے مگر اس پر حضرت حفصہ سوار تھیں حضور نے سلام کیا اور ان کے ساتھ چل دئے پڑاؤ پر اترے تو حضرت عائشہؓ کو رسول اللہؐ نہیں ملے۔ حضرت صدیقہؓ کو رشک ہوا غرض جب سب لوگ اتر گئے تو حضرت عائشہؓ نے اذخر (گھاس) میں اپنے پاؤں ڈال دئے اور (افسوس کے ساتھ) کہنے لگیں پروردگار کسی بچھو یا سانپ کو بھیج دے جو آکر مجھے ڈس لے وہ تیرے رسول ہیں میں ان سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔“

عورت اپنی کسی سوکن کو اپنی باری ہبہ کر سکتی ہے

(۴۷) ﴿عن عائشة، قالت: وجد رسول اللّٰہ ﷺ علی صفیة، فقالت لی: هل لک الی ان ترضین رسول اللّٰہ ﷺ عنی، واجعل لک یومی؟ قلت: نعم، فاخذت خمارا لها مصبوغا بزعفران، فرششته بالماء، ثم اختمرت به، فدخلت علیه فی یومها، فجلست الی جنبه، فقال: الیک یا عائشة، فلیس هذا بیومک فقلت: فضل اللّٰہ یوتیه من یشاء، ثم اخبرته خبری.﴾

(ابن ماجه النکاح، باب المراة تهب یومها لصاحبتها ج۱ ص۱۴۲)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے صفیہ پر کسی ناراضگی کا اظہار کیا تو صفیہ مجھ سے کہنے لگی: عائشہ! کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے کسی طرح راضی کر سکتی ہے میں اپنی باری تجھے بخش دوں گی۔ میں (حضرت عائشہؓ) نے کہا۔ ہاں۔ (میں راضی کر دوں گی) میں نے زعفران سے رنگی ہوئی ان کی (یا اپنی کذافی روایۃ) چادر لی اور اس پر ہلکے پانی کا چھڑکاؤ کیا اور پھر سر پر اوڑھ لی اور حضرت صفیہ کی باری میں خود رسول اللہؐ کے پاس گئی اور آپؐ کے پہلو میں بیٹھ گئی تو آپؐ فرمانے لگے چلی جاؤ اے عائشہ! آج تمہاری باری کا دن نہیں ہے۔ میں نے کہا (جی ہاں لیکن) یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے اپنا فضل بخش دے۔ پھر میں نے اپنا اور صفیہ کا پورا واقعہ بیان کر دیا۔''

تشریح: فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی کوئی بیوی اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دے دے تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں شوہر کی طرف سے کسی لالچ یا جبر کا دخل نہ ہو۔ نیز اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دینے والی عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ جب چاہے اپنی باری واپس لے لے۔ (مظاہر حق ج ۳ ص ۳۶۶)

(۴۸) ﴿عن عائشة، قالت: ما رایت امراة فی مسلاخها مثل سودة بنت

زمعة، من امراة فیھا حدة، فلما کبرت قالت: یا رسول اللّٰہ، جعلت یومی منک لعائشة فکان رسول اللّٰہ ﷺ یقسم لعائشة یومین: یومھا، ویوم سودة.﴾ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع باب جواز ھبتھا نوبتھا لضرتھا ج ا ص ۴۷۳ باب الرضاع)

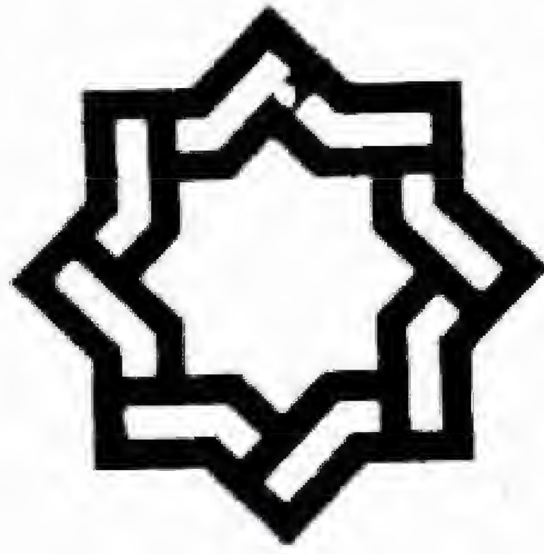
ترجمہ: ”حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سودہ بنت زمعہ سے زیادہ اپنے واسطے عزیز ترین عورت نہیں دیکھی مجھے یہ بات دل سے پسند تھی کہ میں ان کی جلد میں ہوتی (اور وہ میری جلد میں یعنی ہم دونوں ایک دل دو پوست تھے) سودہ بلند حوصلہ عورت تھیں جب عمر زیادہ ہوگئی تو انہوں نے اپنی باری مجھے دے دی اور خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی باری کا دن عائشہؓ کو دے دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ تقسیم کے وقت میرے لئے دو دن مقرر فرماتے تھے ایک میرا اور ایک سودہ کا۔“

(۴۹) ﴿قال: اخبرنی عبیداللّٰہ بن عبداللّٰہ، قال: سالت عائشة عن مرض رسول اللّٰہ ﷺ؟ قالت: اشتکی فَعَلِقَ یَنْفِثُ، فکنا نُشَبِّہُ نَفْثَہُ بِنَفْثِ آکِلِ الزَّبِیْبِ، وکان یدور علی نسائہ، فلما اشتد المرض، استاذنھن ان یمرض عندی، ویدرن علیہ، فاذن لہ، فدخل علی وھو یتکیء علی رجلین، تخط رجلاہ الارض خطا، احدھما العباس. فذکرت ذلک لا بن عباس، فقال: الم تخبرک من الاخر؟ قلت: لا، قال: ھو علی.﴾

(صحیح مسلم الصلاۃ باب استخلاف الامام اذا عرض لہ عذر من مرض ج ا ص ۱۷۸)

ترجمہ: ”حضرت عبیداللہ بن عبداللہ تابعی کہتے ہیں کہ میں نے اماں جان حضرت صدیقہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیماری کے آخری ایام کے متعلق دریافت کیا تو حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ جب آپ ؐ بیمار ہوئے تو آپ ؐ کا سانس پھولنے لگا جیسا کہ انار کے دانے کھانے والے کی آواز ہوتی ہے۔ آپ ؐ باری باری اپنی بیویوں کے پاس چکر

لگاتے تھے جب آپؐ کی تکلیف شدید ہوگئی تو آپؐ نے اپنی (دوسری) بیویوں سے اس بات کی اجازت چاہی کہ آپ کی تیمار داری میرے ہاں (گھر میں) کی جائے۔ ازواج مطہرات نے آپ کو اس کی اجازت دے دی جب آپؐ میرے ہاں تشریف لائے تو آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیکر آئے آپ کے پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین پر گھسٹتے جاتے تھے (جن دو آدمیوں کے سہارے آپؐ آئے) ان میں ایک حضرت ابن عباسؓ تھے اور ایک اور آدمی تھے (عبید اللہ راوی حدیث کہتے ہیں) میں نے یہ حدیث ابن عباسؓ کو سنائی تو وہ بولے کیا تم کو عائشہؓ نے نہیں بتایا کہ وہ دوسرا آدمی کون تھا میں نے عرض کیا نہیں۔ کہنے لگے وہ علیؓ تھے۔"

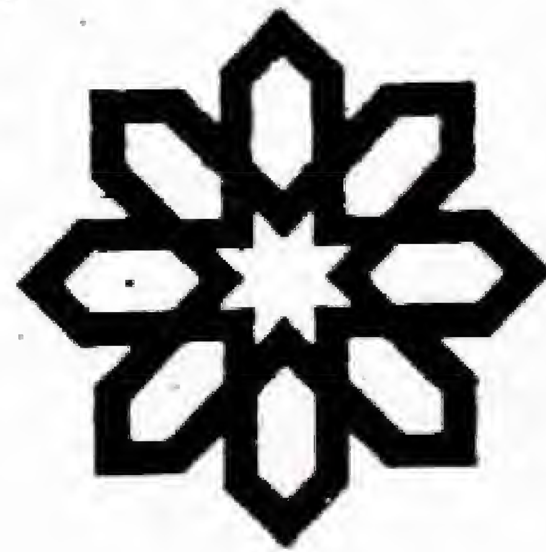


ابواب الملاعبة

بیویوں سے دل لگی اور حسن معاشرت کا بیان

(۵۰) ﴿عن معاذة، عن عائشة، قالت: كان النبی ﷺ يستاذنا فی يوم احدانا، بعد ما نزلت: ترجی من تشاء منهن و تؤوی اليک من تشاء و قالت معاذة: فقلت: ما كنت تقولين للنبی ﷺ اذا استاذنک؟ قالت: كنت اقول: ان كان ذلک الی، لم اوثر علی نفسی أحدا.﴾ (صحيح بخاری باب ترجی من تشاء ج ۲ ص ۷۰۶، مسلم الطلاق باب تخيير امراته لا يكون طلاقا الا بالنيه ج ا ص ۴۷۹)

ترجمہ: ”حضرت معاذہ کی روایت ہے کہ حضرت صدیقہؓ کہتی ہیں آیت کریمہ ترجی من تشاء منھن و توی الیک من تشاء کے نازل ہونے کے بعد اگر کسی عورت کی باری کا دن ہوتا تو حضور ہم سے اجازت طلب کیا کرتے تھے۔ (راوی حدیث) حضرت معاذہ کہتی ہیں میں نے حضرت صدیقہؓ سے پوچھا جب وہ (آپ کی دوسری سوکنیں اپنی باری میں) آپ کو اجازت دیتیں تو آپ حضورؐ سے کیا کہتی تھیں حضرت صدیقہؓ نے فرمایا میں کہتی تھی کہ اگر اس کا اختیار مجھے ہے تو میں اپنے اوپر کسی کو ترجیح نہ دوں گی۔“



اپنی بیوی سے دل لگی کرنا

(۵۱) ﴿عن جابر، قال: تزوجت، فاتیت النبی ﷺ فقال: تزوجت یا جابر؟ قلت: نعم، قال: بکر ام ثیب؟ فقلت: لا بل ثیبا، قال: فھلا بکرا تلاعبھا و تلا عبک!﴾ (صحیح بخاری باب الدعاء للمتزوج ج۲ ص۸۰۸، صحیح مسلم الرضاع باب استحباب نکاح الکبر ج۱ ص۴۷۴)

ترجمہ: ”حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ؐ کے زمانہ میں نکاح کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپؐ نے پوچھا جابر تم نے نکاح کر لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا دوشیزہ سے یا ثیبہ سے؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ فرمایا دوشیزہ سے کیوں نہیں کیا کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔“

تشریح: اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشیزہ یعنی کنواری عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دی جیسا کہ ایک اور جگہ آپؐ نے فرمایا علیکم بالابکار یعنی تمہیں کنواری عورتوں سے نکاح کرنا چاہئے کیونکہ وہ شیرین زبان اور خوش کلام ہوتی ہیں (عموماً بدزبانی فحش گوئی میں مبتلا نہیں ہوتیں) اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں نیز وہ تھوڑے پر بھی راضی رہتی ہیں۔ (مظاہر حق ج ۳ ص۲۵۹) چنانچہ کنواری عورت سے نکاح کرنے میں آپس کی زندگی زیادہ الفت و محبت اور رغبت کے ساتھ گزرتی ہے اور آپس میں بے تکلفی اور چاہت زیادہ ہوتی ہے اس کے برخلاف بیوہ عورت جب کسی دوسرے کی زوجیت میں آتی ہے تو چونکہ اس کا دل پہلے خاوند کی یاد کی کسک محسوس کرتا ہے اس لئے وہ اتنی زیادہ بے تکلف اور خوش مزاج ثابت نہیں ہوتی جتنی ایک کنواری عورت ہوتی ہے۔ بنابریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں حضرت جابر کو

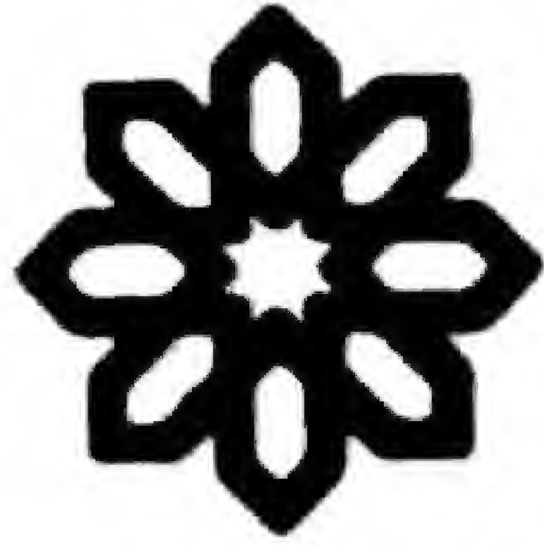
کنواری سے شادی کرنے میں ترغیب دی۔ لیکن اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ کسی بیوہ عورت سے نکاح کرنا ناپسندیدہ ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں میں یہ عیب سمجھا جاتا ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرے اور بعض مسلم قومیں بھی اس کو عیب جانتی ہیں حالانکہ جو کام حضورؐ نے خود کیا ہو وہ کیسے عیب دار ہوگا اس لئے اسلام کی نظر میں یہ عیب نہیں بلکہ مستحسن امر ہے چنانچہ آپؐ نے اس قدر بیوہ عورتوں سے نکاح کیا کہ آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت عائشہؓ کنواری تھیں بقیہ سب بیوہ تھیں۔ چونکہ کنواری سے نکاح کے زیادہ فوائد ہیں اس لئے آپؐ نے امت کو اس کی ترغیب دی۔ دوسری بات آپؐ نے اس حدیث میں بیوی سے ہنسی مزاق، دل لگی کرنے کی ترغیب دی۔

(۵۲) ﴿عن عطاء بن ابی رباح، قال: رایت جابر بن عبداللّٰه، وجابر بن عمیر الانصاریین یرمیان، قال: فاما احدهما فجلس، فقال له صاحبه: أکسلت؟ قال: نعم، فقال احدهما للاٰخر: اما سمعت رسول اللّٰهﷺ یقول: کل شیء لیس من ذکر اللّٰه فهو لعب، لا یکون اربعة: ملاعبة الرجل امراته، وتادیب الرجل فرسه، ومشی الرجل بین الغرضین، وتعلم الرجل السباحة.﴾ (   )

ترجمہ: ”حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر دونوں آپس میں تیر اندازی (کی مشق) کر رہے تھے ان میں سے ایک (تھک کر) جب بیٹھ گیا تو دوسرے ساتھی نے ان سے کہا کیا آپ سُست پڑ گئے (یعنی تھک گئے) ساتھی نے کہا ”جی ہاں“۔ (ترغیب دلانے کے لئے) بیٹھنے والے ساتھی سے کہا کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا آپؐ فرماتے ہیں دنیا کی ہر شئے جس میں ذکر اللہ (نام کی کوئی چیز) نہ ہو وہ (بے سود) کھیل تماشا ہے سوائے چار

چیزوں کے۔ شوہر کا اپنی بیوی سے کھیلنا۔ اپنے گھوڑے کو سدھانا (گھڑ دوڑ بغرض جہاد کرنا) دو نشانوں کے درمیان تیر اندازی کے وقت چلنا۔ تیراکی سیکھنا۔ (یہ چار قسم کے کھیل محض لہو و لعب نہیں بلکہ دین خداوندی کے لئے معاون بھی ہیں از نور)۔"

حدیث نمبر ۵۳، ۵۴ کا بھی یہی مضمون ہے۔

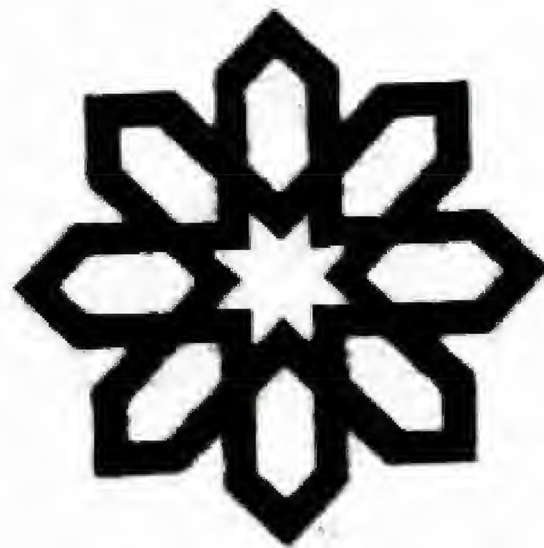


اپنی بیوی سے ہنسی مذاق

(۵۵) ﴿عن جابر بن عبداللہ، قال: کنا نسیر مع رسول اللہ ﷺ فقال لی: اتزوجت بعد ابیک؟ قلت: نعم، قال: اثیبا ام بکرا؟ قلت: ثیبا، قال: فھلا بکرا تضاحکک و تضاحکھا، و تلاعبک و تلاعبھا!﴾

(صحیح مسلم الرضاع باب استحباب نکاح البکر ج ا ص ۴۷۴)

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ؐ کے ہمرکاب تھے حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے کیا اپنے والد (کی وفات) کے بعد نکاح کر لیا؟ میں نے عرض کیا ''جی ہاں'' فرمایا بیوہ سے یا کسی دوشیزہ کنواری سے۔ میں نے عرض کیا ''بیوہ سے'' فرمایا کنواری سے کیوں نہیں نکاح کیا وہ تم سے ہنستی اور تم اس سے ہنستے وہ تم سے دل لگی کرتی اور تم اس سے دل لگی کرتے۔''



اپنی بیوی سے بازی لگانا

(٥٦) ﴿عن عائشة، قالت: سابقني رسول اللهﷺ فسبقته، حتى اذا رهقنا اللحم، سابقني، فسبقني، فقال: هذه بتيك.﴾

(سنن ابن ماجه، النكاح باب حسن معاشرة النسا ص۱۴۲)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ دوڑ میں بازی لگائی تو میں جیت گئی اور آپؐ سے آگے نکل گئی پھر جب میرا بدن گوشت سے بھاری ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوڑ کے مقابلے میں مجھ سے آگے نکل گئے آپؐ نے اس وقت فرمایا اے (عائشہ) یہ اس (پہلی جیت) کا بدلہ ہے۔“

(٥٧) ﴿عن عائشة، قالت: خرجت مع رسول اللهﷺ وانا خفيفة اللحم، فنزلنا منزلا، فقال لاصحابه: تقدموا ثم قال لي: تعالَىٰ حتى اسابقك فسابقني، فسبقته، ثم خرجت معه في سفر آخر، وقد حملت اللحم، فنزلنا منزلا، فقال لاصحابه: تقدموا ثم قال لي: تعالَىٰ اسابقك فسابقني، فسبقني، فضرب بيده كتفي، وقال: هذه بتلك.﴾ ( )

ترجمہ: ”اس دوسری روایت میں حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں نکلی میں (ان دنوں) ہلکے بدن کی تھی جب ایک جگہ ٹھہراؤ کیا تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا (دوڑ کے مقابلہ کے لئے) آگے بڑھو پھر مجھ سے فرمایا اے عائشہ آؤ، تاکہ میں آپ سے دوڑ میں بازی لگاؤں۔ چنانچہ آپؐ نے میرے ساتھ دوڑ لگائی تو میں آگے نکل گئی پھر دوسرے سفر میں نکلی جب کہ میرا بدن بھاری ہو گیا تھا۔ آنحضرتؐ نے ایک جگہ ٹھہراؤ کیا تو صحابہ سے فرمایا۔ آگے بڑھو! پھر مجھ سے فرمایا عائشہ آؤ میں تم سے دوڑ میں بازی لگاؤں۔ آنحضرتؐ نے میرے ساتھ دوڑ لگائی تو آپ جیت

گئے اور آگے نکل گئے۔ آپؐ نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا یہ پہلے کا بدلہ ہے"

تشریح: یہ واقعات و روایات اپنی بیویوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت کی اعلیٰ ترین مثال ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ ایک پر مسرت اور خوشگوار زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی بیویوں کے حق میں انتہائی مہربان اور ہنس مکھ تھے اس میں امت کے لئے بھی یہ سبق ہے کہ اپنی عائلی زندگی میں آنحضرتؐ کے اس حسن معاشرت کی پیروی کی جائے اور اپنی بیویوں کے ساتھ ہنسی خوشی اور باہمی پیار و محبّت کے ساتھ رہا جائے۔ نیز حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوڑ کا مقابلہ کرنا جائز ہے چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ باہمی دوڑ وغیرہ کا مقابلہ چار چیزوں میں جائز ہے اونٹ میں، گھوڑے خچر میں، تیر اندازی میں اور پیادہ چلنے دوڑنے میں۔ نیز یہ مقابلہ اگر کسی مالی شرط کے ساتھ ہو تو وہ ایسی صورت میں جائز ہو گا جب کہ صرف ایک طرف سے شرط ہو مثلاً یوں کہے کہ اگر میں جیت گیا تو میں اتنے روپیہ یا فلاں چیز لے لوں گا اور اگر میرے مقابلہ میں تم جیت گئے تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا یہ صورت شرعاً جائز ہے البتہ اگر دونوں طرف سے انعامی شرط ہو تو یہ حرام ہے کیونکہ جوا ہو جاتا ہے ہاں اگر اس صورت میں یہ دونوں کسی تیسرے شخص کو اپنے درمیان شامل کر لیں مثلاً یہ دونوں یہ شرط کر لیں کہ ہماری باہمی دوڑ یا کسی اور مقابلہ میں ہم دونوں میں جو بھی جیت جائے گا تو اس سے رقم بطور انعام مل جائے گی البتہ تیسرا شخص (جس کو اپنے مقابلہ میں شامل کیا ہے) اگر جیت جائے تو اس سے کچھ نہیں ملے گا گویا انعامی رقم کی شرط صرف پہلے دو کے مابین ہو گی (تیسرے سے نہ رقم لی جائے گی نہ ہی بطور انعام دی جائے گی صرف کھیل میں شریک ہو گا) یہ صورت بھی حدیث کی رو سے جائز ہے اسی طرح دو جماعتوں یا ٹیموں کے لئے کسی تیسرے ادارہ یا فرد کی طرف سے

کوئی انعامی مقابلہ کرا کے انعام کی رقم مقرر کی جائے اور مقابلہ کرنے والی ٹیموں سے کہہ دیا جائے کہ تم میں سے جو بھی جیت جائے گا انعام اسی کو ملے گا فقہاء نے اس کو بھی جائز کہا ہے۔(مظاہر حق ج ۳ ص ۳۸۱)

حدیث نمبر ۵۸، ۵۹ کا بھی یہی مضمون ہے۔



بیوی کو گڑیوں سے کھیلنے کی اجازت دینا

(٦٠) ﴿عن عائشة، قالت: کنت العب بالبنات فی بیت رسول اللهﷺ وکن لی صواحب، یاتیننی، فیلعبن معی، فیتقمعن اذا راین رسول اللهﷺ وکان رسول اللهﷺ یسربهن الی، فیلعبن معی.﴾ (بخاری الادب، باب الانسباط الی الناس ج ۲ ص ۹۰۵، مسلم۔ فضائل الصحابہؓ۔ باب فی فضل عائشة ج ۲ ص ۲۸۵)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر (رخصتی کے بعد) گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی میری سہیلیاں بھی آکر میرے ساتھ کھیلتی تھیں (جو ساتھ کھیلنے کے لئے میرے یہاں بھی آیا جایا کرتی تھیں) لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو آپؐ کو آتے دیکھ کر (آپؐ کے احترام میں کھیل چھوڑ کر) وہ چھپ جاتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری سہیلیوں کو میرے پاس واپس بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ (دوبارہ) کھیلتی۔''

(٦١) ﴿عن عائشة، قالت: کنت العب بالبنات، فربما دخل علی رسول اللهﷺ وصواحباتی عندی، فاذا راین رسول اللهﷺ فررن، فیقول رسول اللهﷺ: کما انت، وکما انتن.﴾ (مسلم فضائل الصحابة باب فضل عائشه ج ۲ ص ۲۸۵)

ترجمہ: ''اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر جب میری سہیلیاں بھاگ کر چھپتیں تو رسول اللہؐ ان سے فرماتے کھیلو جیسا کھیلتے تھے کھیلو جیسا کھیلتے تھے۔''

حدیث نمبر ۶۲، ۶۳ کا بھی یہی مضمون ہے۔

(٦٤) ﴿عن عائشة، قالت: قدم النبیﷺ من غزوة، وقد نصبت علی باب

حجرتی عباءۃ وعلی عُرض بیتھا ستر إرمینی، فدخل البیت، فلما رآہ قال لی: یا عائشۃ، مالی وللدنیا! فھتک العرض، حتی وقع الارض، وفی سھوتھا ستر، فھبت ریح، فکشفت ناحیۃ، عن بنات لعائشۃ لعب، فقال: ما ھذا یا عائشۃ؟ قالت: بناتی، ورای بین ظھرانیھن فرس لہ جناحان، قال: فرس لہ جناحان! قالت: اوما سمعت ان لسلیمان خیلا لھا اجنحۃ! فضحک حتی رایت نواجذہ.

(ابو داؤد شریف کتاب الادب باب فی اللعب بالبنات، مشکوۃ شریف صـ۲۸۲)

ترجمہ: ''حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ (یعنی تبوک یا حنین کذا فی المشکوٰۃ صـ۲۸۲) سے واپس تشریف لائے (اس وقت) میرے کمرے کے (بیرونی) دروازہ پر پردہ پڑا ہوا تھا اور کمرے کی (اندرونی) دیوار کی ایک جانب (طاقچہ) پر بھی ارمنی پردہ ڈالا ہوا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر جب تشریف لائے تو دیکھ کر فرمایا اے عائشہ (یہ سب تزین و آرائش کیا ہے؟) میرا اس دنیا (کی زیبائش) سے کیا تعلّق؟ آپؐ نے پردہ کو چاک کیا اور زمین پر ڈال دیا۔ دیوار کے طاقچہ پر (جو) پردہ پڑا ہوا تھا جب ہوا چلی تو اس پردہ کا ایک کنارہ کھل گیا اور حضرت صدیقہؓ کی کھیلنے کی گڑیاں نظر آنے لگیں آپؐ نے پوچھا اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ کہا یا رسول اللہ یہ میری گڑیاں ہیں آپؐ نے ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس کے (کپڑے یا کاغذ کے بنے ہوئے) دو پر تھے آپؐ نے پوچھا (اے عائشہ ان گڑیوں کے درمیان یہ کیا چیز دیکھ رہا ہوں عائشہؓ نے کہا یہ گھوڑا ہے آپؐ نے پوچھا) گھوڑے کے پر؟ (یعنی کیا گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہیں؟) حضرت عائشہ نے کہا کیا آپؐ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کے پر تھے۔ (یہ جواب سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس قدر کھل کھلا کر) ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی کچلیاں دیکھیں۔''

تشریح: "حدیث ساٹھ سے چونسٹھ تک" ازواج مطہرات میں حضرت صدیقہؓ وہ واحد خاتون ہیں جن سے کم عمری میں ہی آپؐ نے عقد نکاح کیا چنانچہ علامہ قسطلانی کی مواھب اللدنیہ میں ہے کہ ہجرت سے قبل شوال دس نبوی میں سات سال کی عمر میں حضرت عائشہؓ نبی کریمؐ کی زوجیت میں آئیں۔ نو سال کی عمر میں رخصت ہو کر حرم خانۂ نبوت میں لائی گئیں اور نو سال کی رفاقت کے بعد جب کہ صدیقہؓ کی عمر صرف اٹھارہ سال کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ ۶۶ سال کی عمر میں ۵۷ ھ میں مدینہ میں وفات پائی وصیت کے مطابق دیگر ازواج مطہرات کے پہلو میں رات کے وقت جنّت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۲۲۹)

نو سال کی عمر بچپن کی معصومیت کی عمر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لائیں تو ان کے ساتھ وہ کھلونے بھی تھے جن سے وہ اپنے گھر کھیلا کرتی تھیں اور اس سے دلچسپی بھی تھی صحیح مسلم کی ایک حدیث میں خود حضرت عائشہؓ صدیقہ کا اپنے متعلّق یہ بیان ہے: **وزفت الیہ وھی بنت تسع ولعبھا معھا** (مسلم ج ۲ ص ۲۸۵) یعنی جب ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں اور ان کے کھیلنے کی گڑیاں ان کے ساتھ تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس کھیل اور تفریحی مشغلہ سے نہ صرف یہ کہ منع نہیں فرماتے تھے بلکہ اس بارے میں ان کی اس حد تک دلداری و دلجوئی فرماتے تھے کہ جب آپؐ کے تشریف لانے پر حضرت صدیقہ کے ساتھ کھیلنے والی دوسری بچیاں کھیل چھوڑ کر بھاگتیں تو آپؐ خود ان کو کھیل جاری رکھنے کے لئے فرمادیتے۔ یقیناً بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کا یہ اعلیٰ ترین نمونہ ہے یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ جب ذی روح کی تصویر سازی اور اس کا گھر میں رکھنا جائز ہی نہیں بلکہ حرام ہے جس پر صحیح حدیثوں میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں تو پھر رسول اللہؐ نے خود حضرت

صدیقہؓ کو گڑیوں سے کھیلنے اور گھر میں رکھنے کی اجازت کیوں دی؟ اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ حضرت صدیقہؓ کی یہ گڑیاں تصویر کے حکم میں داخل نہیں تھیں بلکہ یہ گڑیاں کپڑوں اور چیتھڑوں کو لپیٹ کر بغیر کسی خاص شکل وصورت کے یونہی بنائی گئی تھی اس لئے حضرت صدیقہ کی ان گڑیوں کے بارے میں تصویر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح کی گڑیاں بنانا یا گھر میں رکھنا مباح ہے اور بچیوں کو ایسی گڑیوں سے کھیلنا مباح ہے کیونکہ گڑیوں سے کھیلنا دراصل بچیوں کے لئے ایک تربیتی سبق ہے جس سے وہ اولاد کی پرورش، سینا پرونا اور گھر کی اصلاح و انتظام کی تربیت حاصل کرتی ہیں (معارف الحدیث ج۶ ص۸۴، مظاہر حق ج۳ ص۲۷۸) البتہ اگر باضابطہ تصویر والی گڑیاں ہوں جیسا کہ آج کل پلاسٹک کی فحش قسم کی گڑیاں بنائی جاتی ہیں ان کا بنانا، گھروں میں رکھنا یا ان سے کھیلنا سب حرام ہے۔ چنانچہ جمہور علماء اُمّت کے نزدیک کسی بھی جاندار کی تصویر کشی اور تصویر سازی حرام ہے اور اس کی حرمت پر صریح مرفوع احادیث مروی ہیں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ:

﴿ان اشد الناس عذابا یوم القیمة المصورون﴾

(بخاری مع فتح الباری کتاب اللباس ج۱۰ ص۳۱۴ مشکوۃ ص۳۸۵)

"سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے روز تصویر بنانے والے ہوں گے۔"

فتح الباری مع بخاری میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص دنیا میں کوئی تصویر جاندار کی بنائے گا تو قیامت میں اس کو مکلف کیا جائے گا کہ اس میں روح بھی ڈالے اور وہ ہرگز نہیں ڈال سکے گا (تو اس پر شدید عذاب ہوگا)۔

(مشکوۃ ص۳۸۶)

تصویر حرام اس لئے ہے کہ تصویر اور تخلیق اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات ہیں جن

میں کوئی غیر اللہ کو شریک ہونا جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں المصور بھی ہے قرآن میں ہے هو الله الخالق البارئ المصورى (پارہ ۲۸) پس بالاتفاق یہ دونوں صفتیں اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہوئیں اس میں کسی کی شرکت حرام ہے اس لئے تصویر کشی اور تصویر سازی بھی حرام ہے یاد رہے تصویر کا اطلاق یہاں صرف جاندار ذی روح پر ہوگا کیونکہ بالاجماع غیر ذی روح اور سرکٹی ہوئی ذی روح کی تصویر (کذافی المشکوۃ ص۳۸۶) اور بچیوں کے لئے معمولی قسم کی گڑیاں جائز ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی نافرمانی سے بچائے آمین۔



اپنی بیوی کو کھیل تماشہ (پردہ میں) دکھانا

(٦٥) ﴿عن عائشة: زوج النبی ﷺ قالت: دخل الحبشة المسجد یلعبون، فقال لی: یا حمیراء، اتحبین ان تنظری الیهم؟ فقلت: نعم، فقام بالباب، وجئته، فوضعت ذقنی علی عاتقه، فاسندت وجهی الی خده، قالت: ومن قولهم یومئذ: ابا القاسم طیبا، فقال رسول اللّٰه ﷺ: حسبک فقلت: یا رسول اللّٰه، لا تعجل، فقام لی، ثم قال: حسبک فقلت: لا تعجل یا رسول اللّٰه، قالت: ومالی حب النظر الیهم، ولکنی احببت ان یبلغ النساء مقامه لی، ومکانی منه﴾ (نسائی ص)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ فرماتی ہیں کہ چند حبشی نوجوان مسجد میں کھیل تماشا (یعنی حربی مظاہرہ) کررہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ کیا تم ان حبشی کھلاڑیوں کا کھیل تماشہ دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ دروازہ پر خود کھڑے ہوگئے اور میں آکر آپ کے پیچھے کھڑی ہوگئی اور (حضورؐ کے پیچھے) دوش مبارک اور گوش اقدس کے درمیان سر کر کے کھڑی تماشا دیکھتی رہی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس دن لوگوں کا یہ جملہ مجھے یاد آیا کہ ابوالقاسم بہت عمدہ اخلاق کے ہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اے عائشہ اب کافی ہے: میں نے کہا یارسول اللہ جلدی نہ کیجئے حضورؐ میرے لئے کھڑے رہے پھر (کچھ دیر کے بعد) فرمایا ”اب کافی ہے آپ کو“ میں نے کہا یارسول اللہ جلدی نہ کیجئے۔ صدیقہ فرماتی ہیں مجھے ان حبشیوں کے محض کھیل تماشا دیکھنے کی کوئی زیادہ چاہت نہیں تھی البتہ میری چاہت یہ تھی کہ دوسری عورتوں (بیویوں) کو یہ پتہ چل جائے کہ حضورؐ کے ہاں میرا کیا مقام ہے اور آپؐ کی محبت میرے لئے کس قدر ہے۔“

(٦٦) ﴿قالت عائشة: رایت رسول اللهﷺ یسترنی بردائه، وانا انظر الی الحبشة، وهم یلعبون وانا جاریة فی المسجد فاقدروا قدر الجاریة الحدیثة السن.﴾ (صحیح بخاری ج ا ص ۶۵، باب اصحاب الحراب فی المسجد)

ترجمہ: ”حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ؐ نے مجھے اپنی چادر میں چھپالیا میں حبشیوں کا کھیل تماشا دیکھ رہی تھی یہ حبشی مسجد (کے باہر صحن) میں (چھوٹے نیزوں سے) کھیل رہے تھے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ اندازہ کرلو (مجھ جیسی) ایک جوان کم سن اور کھیل تماشا کی دیوانی لڑکی کتنی دیر کھڑی رہ سکتی ہے۔“

(٦٧) ﴿ان عائشة قالت: والله، لقد رایت النبیﷺ یقوم علی باب حجرتی، والحبشة یلعبون بحراب فی المسجد، یسترنی بردائه، لکی انظر الی لعبهم، ثم اقوم، من اجلی، حتی اکون انا التی امل، فاقدروا بقدر الجاریة الحدیثة السن، الحریصة علی اللهو.﴾

(مسلم صلاۃ العیدین - باب الرخصه فی اللعب الذی لا معصیة فیه ایام العید ج ا ص ۲۹۲)

ترجمہ: ”حضرت صدیقہؓ سے روایت ہے بیان کرتی ہیں: خدا کی قسم! میں نے یہ منظر دیکھا ہے کہ (ایک روز) حبشی لوگ مسجد میں نیزہ ماری کا کھیل کھیل رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان کا کھیل دکھانے کے لئے میرے لئے اپنی چادر کا پردہ کر کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوگئے (جو مسجد ہی میں کھلتا تھا) میں آپ کے کاندھے اور کان کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھتی رہی آپ ؐ میری وجہ سے مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ (میرا جی بھر گیا اور) میں خود ہی لوٹ آئی (حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس واقعہ سے) اندازہ کرو کہ ایک نوعمر اور کھیل تماشا سے دلچسپی رکھنے والی لڑکی کا کیا مقام تھا۔“

حدیث نمبر ۶۸، ۶۹، ۷۰ کا بھی یہی مضمون ہے۔

(۷۱) ﴿عن عائشة، قالت: كان رسول اللهﷺ جالسا، فسمعنا لغطا، وصوت الصبيان، فقام رسول اللهﷺ فاذا حبشية تزفن، والصبيان حولها، فقال: يا عائشة، تعالَىْ، فانظرى فجئت، فوضعت ذقنى على منكب رسول اللهﷺ فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى راسه، فقال لى: اما شبعت؟ فجعلت اقول: لا، لانظر منزلتى عنده، اذ طلع عمر، فارفض الناس عنها، فقال رسول اللهﷺ: انى لانظر الى شياطين الجن والانس قدفروا من عمر قالت: فرجعت.﴾

(ترمذی، فی مناقب عمرؓ بحواله تحفه الاحوذی ج ۱۰ ص ۱۷۱)

ترجمہ: ''حضرت صدیقہ بیان فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے ساتھ) بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے (باہر سے) ایک شور اور بچوں کی آواز سنی رسول اللہؐ کھڑے ہوئے تو دیکھا ایک حبشی عورت کھیل دکھا رہی ہے اور بچے اس کے گرد جمع ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا اے عائشہؓ آؤ تم بھی تماشہ دیکھو۔ میں بھی اٹھ کر آئی اور تماشہ دیکھنے کے لئے (آپؐ کے پیچھے کھڑی ہو کر) اپنا جبڑہ رسول اللہؐ کے کاندھے مبارک پر رکھ کر آپؐ کے کندھے اور سر کے درمیان سے اس عورت کا تماشہ دیکھنا شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ عائشہ کیا سیر نہیں ہوئی؟ میں کہتی رہی ''نہیں'' تاکہ میں آپ کے نزدیک اپنا مقام اور قدر و محبّت دیکھوں (کہ کس قدر ہے) اچانک حضرت عمرؓ نکل آئے تو لوگ کھیل تماشہ چھوڑ کر بھاگنے لگے (یہ دیکھ کر) رسول اللہؐ فرمانے لگے میں دیکھ رہا ہوں کہ جن و انس کے شیاطین عمر سے بھاگ رہے ہیں حضرت صدیقہ کہتی ہیں کہ پھر میں بھی لوٹ آئی۔''

اگلی روایت کے آخر میں یہ الفاظ زائد ہیں: خذن بنات ارفدة اے ارفد کی اولاد تم اپنا کام کئے جاؤ۔ (باقی مضمون یکساں ہے)۔

تشریح: ان تمام احادیث میں بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت عائشہؓ کو حبشیوں کے حربی مظاہرے اور کھیل تماشہ دکھانے کا اہتمام کیا جو بیویوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن معاشرت اور دلجوئی کی بہترین مثال ہے اور اس میں امت کے لئے بڑا سبق ہے۔ علاوہ ازیں ان احادیث میں حبشیوں کے جس کھیل کا اور حضرت عائشہؓ کے اس کھیل کو دیکھنے کا جو ذکر ہے اس کے متعلق یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ یہ عید کا دن تھا جیسا کہ اگلے باب میں صحیحین کی حدیث ۳۷ میں آئے گا فانھا ایام عید لہٰذا عید میں اس طرح کی معمولی تفریحات اور حدود میں رہ کہ کھیل و تماشے کی کسی حد تک گنجائش ہے۔ البتہ ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ یہ حبشی لوگ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے یقیناً غیر محرم اور اجنبی تھے پھر انہوں نے ان کا کھیل کیوں دیکھا اور رسول اللہؐ نے کیوں دکھایا؟ حالانکہ صحیح قول کے مطابق یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں بروایت ابن حبان تصریح کی ہے کہ یہ واقعہ ۷ھ کا ہے اسی لئے جس وقت حضرت عائشہ یہ کھیل دیکھ رہی تھیں رسول اللہؐ نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک کا پردہ کر دیا تھا۔ سو حکم حجاب کے بعد اجنبیوں کو دیکھنا کیسے درست تھا؟ اس کے جواب میں کہا گیا کہ چونکہ اسکا قطعاً کوئی خطرہ نہیں تھا کہ ان حبشیوں کا کھیل دیکھنے کی وجہ سے حضرت صدیقہؓ کے دل میں کوئی برا خیال اور وسوسہ پیدا ہو اس لئے ان کے لئے یہ دیکھنا جائز تھا اور جب بھی کسی عورت کے لئے ایسی صورت ہو کہ وہ فتنہ اور فساد سے یقیناً مامون و محفوظ ہو تو اس کے لئے اجنبی کو دیکھنا جائز ہو گا امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب النکاح میں اسی حدیث پر باب النظر الی الحبش ونحوھم من غیر ریبة کا ترجمة الباب قائم کر کے اسی جواب کی طرف اشارہ کیا ہے بلاشبہ یہی جواب زیادہ تشفی بخش ہے۔

(معارف الحدیث ج ۶ ص ۸۹)

اپنی بیوی کو نغمہ سننے اور دف بجانے دینا

(۷۳) ﴿عن عائشة: ان ابا بکر دخل علیها ایام منی، وعندها جاریتان تغنیان وتضربان بدفین، ورسول اللهﷺ مُسَجّی علی وجهه الثوب، لا یامرهن، ولا ینهاهن، فنهرهن ابوبکر، فقال رسول اللهﷺ: دعهن یا ابابکر، فانها ایام عید.﴾

(سنن الکبری للنسائی رقم الحدیث ۱۶۵۱۴، سنن البیهقی الاداب ج ۷ ص ۲۱۵)

ترجمہ: ”ام المؤمنین حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایام منی میں (یعنی جن دنوں میں حاجی حضرات منی میں قیام کرتے ہیں انہیں میں سے بقر عید کے دن) حضرت ابوبکر صدیقؓ میرے پاس تشریف لائے جب کہ اس وقت میرے پاس (انصار کی لڑکیوں میں سے) دو چھوکریاں بیٹھی ہوئی نغمہ گا رہی اور دف بجا رہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) منہ پر کپڑا اوڑھے ہوئے (لیٹے) تھے آپؐ نے نہ ہی ان کو اس کا حکم دیا تھا اور نہ ہی اس سے منع فرمایا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان بچیوں کو ڈانٹ کر بھگا دینا چاہا آنحضرتؐ نے اپنا منہ کھولا اور فرمایا اے ابوبکر! ان بچیوں کو چھوڑ دو (کچھ نہ کہو) کیونکہ یہ عید کے ایام ہیں۔“

(۷۴) ﴿عن السائب بن یزید: ان امراة جاءت الی رسول اللهﷺ فقال: یا عائشة، تعرفین هذه؟ قالت: لا، یانبی الله، قال: هذه قینة بنی فلان، تحبین ان تُغَنّیک؟ فغنتها.﴾

(سنن الکبری النسائی رقم الحدیث ۱۶۵۱۴، سنن البیهقی الاداب ج ۷ ص ۲۱۵)

ترجمہ: ”حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ اس کو جانتی ہو، حضرت صدیقہ

نے کہا نہیں یا نبی اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا یہ فلاں قبیلہ کی کنیز ہے وہ چاہتی ہے تمہیں نغمہ سنائے (کیا تم سننا پسند کرتی ہو) چنانچہ اس کنیز نے حضرت صدیقہ کو اپنا نغمہ سنایا۔"

تشریح: گزشتہ باب کی احادیث میں حبشیوں کے جس کھیل تماشہ کا ذکر تھا وہ بھی عید کے دن تھا اور یہاں بھی پہلی حدیث میں عید کے دن ہی انصاری دو چھوکریوں کے متعلق ذکر ہے کہ وہ دف بجائے نغمہ گا رہی تھیں قریب ہی رسول اللہؐ منہ پر چادر ڈالے آرام فرما رہے تھے حضرت صدیقؓ نے ان بچیوں کو ڈانٹ کر منع کرنا چاہا تو رسول اللہؐ نے فرمایا **دعھما یا ابا بکر فانھا ایام عید** یعنی ابوبکر! یہ جو کر رہی ہیں کرنے دو۔ یہ عید کا دن ہے صحیح بخاری و مسلم میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عمر نے ان حبشی کھلاڑیوں کو (جو صحن میں اپنا کھیل دکھا رہے تھے) مسجد سے بھگا دینا چاہا لیکن رسول اللہؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا **دعھم عمر** انہیں کھیلنے دو بخاری و مسلم کی اسی مضمون کی بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کھلاڑیوں کو دونکم یابنی ارفدہ (اے ارفدہ کی اولاد اپنا کھیل جاری رکھو) اَمْنًا یابنی ارفدہ (تم بے خوف و مطمئن ہو کر کھیلو) کہہ کر ایک طرح کی داد بھی دیتے اور ان کی ہمت افزائی بھی فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب العیدین)

ان جملہ روایات کی بناء پر جمہور فقہاء نے کسی خوشی کے موقع پر مثلاً عید یا عقد نکاح، ولیمہ پر اپنی شرعی حدود کے اندر اور بغیر آلات موسیقی کے معمولی سے غنا اور کھیل تماشہ کی اجازت دی ہے اس کے علاوہ کسی بھی قسم کا ناچ گانا رقص و سرور اور آلات موسیقی مثلاً ڈھولک، سارنگی، باجہ، ستار، ہارمونیم، ڈسکو وغیر سب حرام ہیں جس کی حرمت پر قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل اور خوفناک وعیدیں ہیں یہ مرض معاشرہ کے تمام ہی طبقات بالخصوص خواتین میں سرایت کر چکا ہے ذیل کی احادیث پڑھ کر اپنا محاسبہ کیجئے۔ قرآن میں ہے کہ لھوالحدیث یعنی بے ہودہ باتیں (گانے وغیرہ کی

کیسٹیں) خریدنے والوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے (سورہ لقمان آیت ۶، پارہ ۲۱)
سورہ اسراء آیت ۶۳ پارہ ۱۵ میں اس گانے بجانے کی آواز کو شیطانی آواز کہا گیا۔

(دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۰)

حضورؐ نے فرمایا میری امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور راگ باجوں کو حلال قرار دیں گے۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۳ کتاب الاشربۃ)

ایک اور حدیث میں فرمایا میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام بدل کر، نیزان کی مجلس راگ باجوں اور گانے والی عورتوں سے گرم ہوں گی اللہ تعالیٰ انہیں زلزلوں سے زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر و خنزیر بنا دے گا۔ (ابوداؤد ابن ماجہ بحوالہ احکام القرآن مفتی شفیع ج ۳ ص ۲۰۶)

ایک حدیث میں فرمایا کہ اس امت پر گاہ بگاہ یہ آفتیں آئیں گی زمین میں دھنسنا، شکلوں کا مسخ ہونا، اور پتھروں کی بارش، ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کب ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا: جب گانے والی عورتیں اور راگ باجوں کا دور دورہ ہو گا اور سر عام شراب نوشی ہو گی۔ (جامع ترمذی)

آپؐ نے فرمایا: گانا بجانا دل میں نفاق اگاتا ہے جیسا کہ پانی سبزے کو اگاتا ہے۔

(ابوداؤد شریف)

آپؐ نے فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور راگ باجوں کی کثرت ہو گی تو سرخ آندھیوں، زلزلے اور زمین میں دھنسائے جانے کا انتظار کرو۔

(ترمذی شریف، از احکام القرآن مفتی شفیع ج ۳ ص ۲۰۸)

گانوں کی حرمت و شناعت پر بے شمار صحیح احادیث ہیں اختصاراً چند پر ہم نے اکتفا کیا۔ عورتوں نے شادی بیاہ اور دیگر خوشی کی محفلوں کو بھی عریانیت اور غیر شرعی زیب زینت کے ذریعہ گناہ کی محفل بنا دیا ہے نماز نہیں پڑھتی جو سب سے زیادہ اہم فرض ہے لیکن شادی کی رسموں کو فرض واجب سے بڑھ کر انجام دیتی ہیں شادیوں میں گانے

بجانے رنڈیاں نچوانے اور ڈھولک کی تھاپ پر ڈومنیوں سے گوانے کا کس قدر اہتمام ہوتا ہے حالانکہ حضورؐ نے فرمایا:

﴿امرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر والا وثان والصلب وامر الجاهلية﴾

"مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں گانے بجانے کے سامان مٹا دوں اور بتوں اور (عیسائیوں کی) صلیب (یعنی سولی) کو اور جاہلیت کی چیزوں کو مٹا دوں۔"

حضورؐ کی بعثت ہی جن چیزوں کے ختم کرنے کے لئے ہوئی افسوس کہ اسلام کے دعویدار آج ان ہی چیزوں سے اپنی شادیوں کو سجاتے ہیں مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ مسجدوں میں نمازیں ہوتی رہتی ہیں اور ادھر مائیک سے گانے نشر ہوتے رہتے ہیں سارے محلہ میں گانوں کی ایک مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے خدارا اپنے ان غیر شرعی اعمال سے خدائی عذاب کو دعوت نہ دیں۔ اے خواتین اسلام: جس دین نے تمہیں عزّت و احترام بخشا ہے اس دین کی دشمن کیوں بن رہی ہو اور جو تمہارے عزّت و ناموس کے دشمن ہیں ان کو اپنا ہمدرد کیوں سمجھ رہی ہو ۔

کراؤں پردہ عورت سے تو میں بیدرد اور ظالم
دکھائے تھیٹر اور سینما تو تو ہمدرد نسوانی
سکھائے لڑکیوں کو فن موسیقی تو تو عاقل
میں دوں تعلیم دین ان کو تو ٹھہرے جہل و نادانی

(خواجہ مجذوب)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔

آداب اتباع النساء

آداب مباشرت کا بیان

شوہر کی اطاعت

(۷۵) ﴿عن ابی هريرة، قال: سئل رسول اللّٰہﷺ عن خير النساء؟ قال: التی تطيع اذا امر، وتسر اذا نظر، وتحفظه فی نفسها وماله.﴾

(سنن نسائی، النکاح ای النساء خیر ج۲ ص۷۱)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ سے بہترین عورت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: (بہترین عورت) وہ ہے کہ شوہر حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔ اور اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کردے۔ اپنے نفس و مال میں شوہر کی چاہت کے خلاف تصرف نہ کرے۔" (یعنی شوہر کے مال اور اپنے ناموس کی حفاظت کرے)۔

تشریح: میاں بیوی کے تعلّق میں یہ ضروری تھا کہ کسی ایک کو سربراہی کا درجہ دیا جائے اور اسی حساب سے اس پر ذمّہ داریاں بھی ڈالی جائیں اور ظاہر ہے کہ اپنی فطری برتری کے لحاظ سے اس کے لئے شوہر ہی زیادہ موزوں ہو سکتا تھا چنانچہ شریعت محمدیؐ میں گھر کا سربراہ مرد ہی کو قرار دیا گیا ہے اور بڑی ذمّہ داریاں اسی پر ڈالی گئی ہیں فرمایا گیا ہے الرجال قوامون علی النساء (مرد عورتوں کے سربراہ اور ذمّہ دار ہیں) اسی کے ساتھ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ: وہ گھر کے سربراہ و ذمّہ دار اور اپنے سرتاج کی حیثیت سے شوہر کی بات مانیں اور بیوی ہونے کی حیثیت سے ان کی جو مخصوص خانگی ذمّہ داریاں ہیں ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں چنانچہ ان کے لئے فرمایا گیا فالصلحت قنتت حفظت للغیب (النساء) نیک بیویاں شوہروں کی فرمانبردار ہوتی ہیں اور شوہر کے پیچھے بھی (اس کی ابرو اور ہر امانت کی) حفاظت کرتی ہیں۔ مستدرک حاکم کی حدیث میں حضرت عائشہؓ سے آنحضرت کا یہ ارشاد منقول ہے فرمایا عورت پر سب سے بڑا حق اس

کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا ہے اگر عورت شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کے بجائے نافرمانی و سرکشی اور خیانت کا رویہ اپنائے تو ظاہر ہے کہ اس کے نتیجہ میں پہلے کشمکش اور پھر خانہ جنگی ہو کر خانہ بربادی ہوگی جو دونوں کی دینی دنیوی بربادی کا باعث ہوگی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری اور رضاجوئی کی تاکید بھی فرمائی اور اس کا عظیم اجر و ثواب بیان فرما کر ترغیب بھی دی ہے چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرم و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبردار رہے تو پھر (اسے حق ہے کہ) جنّت کے جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو۔ (معارف الحدیث ج۶ ص۷۵)

اس حدیث میں اہم بات یہ ہے کہ اس میں بیوی کے لئے شوہر کی اطاعت کو نماز، روزہ وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے یہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ شریعت کی نگاہ میں شوہر کی اطاعت کی بھی ایسی ہی اہمیت ہے جیسی کہ ان ارکان و فرائض کی۔

چنانچہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت کے دن عورتوں سے سب سے پہلے نماز کے متعلّق سوال کیا جائے گا پھر شوہر کے متعلّق سوال ہوگا کہ اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا تھا۔ (کنزالعمال ج۱۶ ص۱۶۶) ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا تین قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی (۱) بھگوڑے غلام کی جب تک واپس نہ آئے۔ (۲) مست شرابی کی جب تک شراب کا اثر ختم نہ ہو جائے۔ (۳) اس عورت کی نماز جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ (مشکوٰۃ)

شوہر کی جائز اطاعت پر خدائی انعام کا اندازہ اس حدیث سے لگایئے جو مجمع الزوائد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص گھر سے باہر (اپنے کام پر) جاتے ہوئے اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ گھر سے نہ نکلنا۔ اس کے والد گھر کے نچلے حصے میں رہتے تھے اور وہ گھر کے اوپر رہا کرتی تھی والد بیمار ہوئے تو اس نے حضورؐ کی خدمت میں اطلاع بھیج کر

دریافت کرایا کہ شوہر کے بلا اجازت والد کی عیادت پر جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا اپنے شوہر کی بات مانو۔ چنانچہ اس مرض میں اس کے والد کا انتقال ہوگیا عورت نے پھر حضورؐ کے پاس آدمی بھیج کر معلوم کرایا آپؐ نے فرمایا شوہر کی اطاعت کرو (عورت نے شوہر کی اطاعت کی اور والد کے نہ ہی عیادت اور نہ ہی جنازہ میں گئی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شوہر کی اطاعت کی وجہ سے تمہارے والد کی مغفرت کردی۔ (مجمع الزوائد ہیثمی ج ۴ ص ۳۱۶)

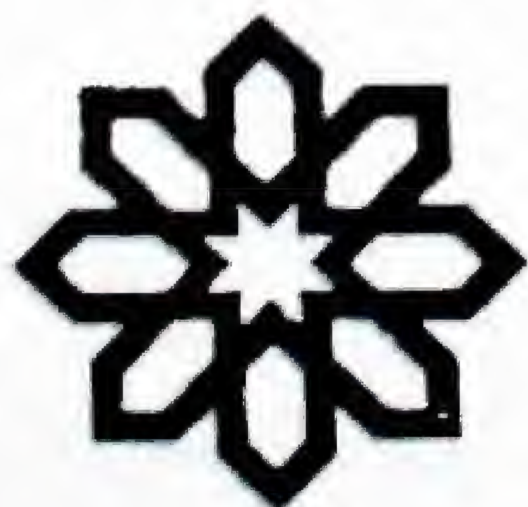
جب اللہ پاک نے شوہر کی اطاعت کی برکت سے عورت کے والد کی مغفرت کر دی تو خود عورت بھی تو جنتی بن گئی یقیناً جو عورتیں جائز باتوں میں اپنے شوہروں کی اطاعت کرتی ہیں وہ دنیا ہی سے آخرت کی جنتی خاتون بن جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی جنّت میں اپنا دیدار نصیب فرمائے آمین۔

(۷۶) ﴿ان عبداللّٰہ بن محصن اخبره، عن عمة له: انها دخلت على رسول اللّٰہﷺ فقام رسول اللّٰہﷺ لبعض الحاجة، فقضى حاجتها، فقال لها رسول اللّٰہﷺ: أذا زوج انت؟ قالت: نعم، قال: كيف انت له؟ قالت: ما آلو الا ما عجزت عنه، فقال رسول اللّٰہﷺ انظری این انت منه، فانه جنتک ونارک.﴾ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۴۱، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۸۹)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن محصن کی پھوپھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اپنی کسی ضرورت کے لئے) حاضر ہوئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر ان کی ضرورت پوری فرمائی۔ پھر رسول اللہؐ نے ان سے کہا کیا تم شوہر والی ہو۔ عورت نے کہا جی ہاں آپؐ نے پوچھا۔ اپنے شوہر کے ساتھ کیسی ہو؟ عورت نے کہا: یارسول اللہ میں اس پر کوئی الزام نہیں لگاتی البتہ میں اس سے عاجز ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شوہر کے ساتھ اپنے تعلّقات کی کوتاہی پر غور کرو (جہاں کوتاہی ہے اصلاح کی فکر کرو) کیونکہ وہی شوہر تمہارے لئے (باعث) جنّت اور دوزخ ہے۔“

فائدہ : (حدیث ۷۷ سے حدیث ۸۳ تک اگلی تمام روایات مختلف سندوں کے ساتھ ایک جیسی مضمون کی ہیں آخری حدیث میں یہ لفظ ہے) فاحسنی فانه جنتک ونارک اپنے شوہروں کے ساتھ حسن سلوک رکھو، ہی تمہاری جنّت اور دوزخ ہے۔

تشریح : اللہ تعالیٰ نے جیسے والدین کا بہت بڑا مرتبہ رکھا ہے کہ تھوڑی سی کوتاہی پر سخت گرفت ہے اور کہا گیا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنّت ہے شادی کے بعد لڑکی کے لئے یہی درجہ اس کے شوہر کے لئے ہوجاتا ہے کہ شوہر کی رضا و خوشنودی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث ہے اور شوہر کی (معقول) ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے حدیث میں ہے جب کوئی عورت اپنے (مسلمان) شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو حور عین (جنت کی بڑی آنکھوں والی حور) میں سے جو اس کی بیوی ہے وہ کہتی ہے (اری دنیا والی عورت) اس سے تکلیف نہ دے خدا تیرے برا کرے یہ تو تیرے پاس چند روزہ مقیم ہے (تجھے چھوڑ کر) عنقریب ہمارے پاس پہنچے گا (ہم اس کی قدر کریں گے کیونکہ عموماً جو مرد نماز روزہ اور احکام اسلام کے پابند ہوتے ہیں ایسے مردوں کو ان کی بیویاں زیادہ ستاتی ہیں اسی لئے ان کی ایذاء رسانی سے متأثر ہو کر حوران جنت ان دنیوی بیویوں کو بددعائیں دیتی ہیں لہٰذا عورتوں پر لازم ہے کہ جنّتی حوروں کی اس بددعاء سے بچیں اور خود بھی جنتی حور بن جائیں حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پاگئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنّت میں داخل ہوگی (مشکوۃ شریف) اسی طرح اس حدیث باب میں بھی آپؐ نے فرمایا کہ عورت کا شوہر ہی اس کے لئے جنّت بھی ہے اور دوزخ بھی ہے۔



شوہر سے علیحدہ ناراض ہوکر رات گزارنا

(۸۴) ﴿عن ابی هريرة: ان رسول اللهﷺ قال: اذا باتت المراة هاجرة لفراش زوجها لعنتها الملائكة حتى ترجع.﴾

(صحیح بخاری ج۲ ص۷۸۲ و مسلم ج۱ ص۴۶۴)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے شوہر کے (ناراضگی کی بناء پر اس کے) فراش سے رات بھر علیحدہ رہے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک واپس فراش پر نہ آئے (بعض روایات میں ہے صبح تک لعنت کرتے ہیں)۔"

تشریح: یہ وعید اس صورت میں ہے جب کہ بیوی کو کوئی شرعی عذر مثلاً حیض نفاس یا کوئی مہلک مرض نہ ہو۔ اس کے باوجود شوہر کے بستر پر آنے سے انکار کر دے اگر عورت حالت حیض ونفاس میں ہو تو مرد پر لازم ہے کہ مخصوص کام سے پرہیز کرے اور عورت بھی مرد کو اس حالت میں موقع نہ دے ورنہ دونوں گنہگار ہوں گے اگرچہ جمہور علماء کے نزدیک شوہر کو اس صورت میں بھی کپڑوں کے اوپر سے جنسی لطف حاصل کرنا جائز ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اور جب جنسی جذبات کی تسکین کے بارہ میں خاوند کی ناراضگی کی یہ اہمیت ہے تو اندازہ لگائیے کہ کسی دینی معاملہ میں خاوند کی ناراضگی کی کتنی اہمیت ہوگی۔

(مظاہر حق ج۳ ص۳۷۵)

(۸۵) ﴿قال: سمعت نبی اللهﷺ يقول: اذا الرجل دعى زوجته لحاجته، فلتأته، وان كانت على التنور.﴾

(ترمذی الرضاع، باب حق الزوج على المراة ج۱ ص۲۱۹)

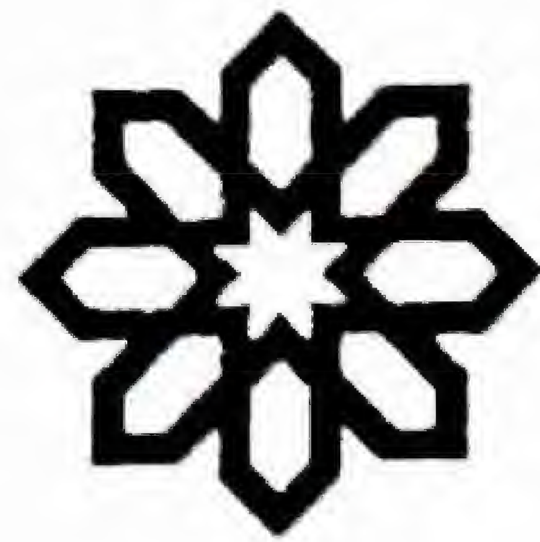
ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب شوہر اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے (بستر پر) بلائے تو عورت کو چاہئے کہ وہ ضرور آجائے اگرچہ عورت تنور پر ہو (یا چولہے کے پاس روٹی پکار ہی ہو)۔''

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر بیوی کسی ضروری کام میں مشغول ہو اور ایسے وقت شوہر کے بلانے میں کسی چیز کے نقصان کا احتمال بھی ہو تب بھی شوہر کی اطاعت کی جائے اور اس کے بلانے پر فوراً اس کے پاس پہنچ جانا چاہئے مثلاً بیوی چولہے کے پاس ہو اور روٹی توے پر ڈال رکھی ہو اور اسی حالت میں شوہر حاجت کے لئے بلائے تو اس کی پرواہ کئے بغیر کہ آٹے روٹی کا نقصان ہو جائے گا شوہر کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچ جائے۔ (مظاہر حق ج ۳ صـ ۳۸۳) یاد رکھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے باہمی حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں اس طرح کی جو ہدایات دی ہیں ان کا خاص مقصد یہی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ازدواجی رشتہ زیادہ سے زیادہ خوشگوار اور مسرت و راحت کا باعث ہو اور آپس میں دل جڑے رہیں لہٰذا بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے لئے سب سے بالاتر سمجھے، اس کی وفادار اور فرمانبردار رہے اس کی خیر خواہی اور رضا جوئی میں کمی نہ کرے، اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے وابستہ سمجھے اور شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت سمجھے اس کی قدر اور اس سے محبّت کرے، اگر اس سے غلطی ہو جائے تو چشم پوشی کرے صبر و تحمل اور دانش مندی سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے اپنی استطاعت کی حد تک اس کی ضروریات اچھی طرح پوری کرے غرض ان جیسی احادیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس میں عورتوں پر ہر وقت سوار رہنے کی جنسی تعلیم ہے قطعاً نہیں بلکہ اصل مقصد عورتوں کو شوہروں کی خوشنودی اور رضا جوئی کا خیال رکھنے کی تاکیدات ہیں جیسے صحابیات اپنے شوہروں کی رضامندی و خوشنودی کا نہایت خیال

رکھتی تھیں اسد الغابہ فی تذکرۃ الصحابہ میں حضرت خولہؓ کے متعلق ہے کہ حضرت خولہؓ عطر فروش تھیں ایک بار حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میں ہر رات کو خوشبو لگاتی ہوں۔ بناؤ سنگار کر کے دلہن بن جاتی ہوں اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جاکر سو رہتی ہوں لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوتے اور منہ پھیر لیتے ہیں پھر ان کو متوجہ کرتی ہوں اور وہ اعراض کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو۔

(اسد الغابہ تذکرہ حضرت خولہ)

ایک روز آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے تو فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے بولیں میں نے اس کو اس لئے بنایا ہے کہ آپ کے لئے بناؤ سنگار کروں (ابو داؤد شریف، الزکاۃ باب الکنز ماھو) ایک صحابیہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھ میں سونے کی کنگن تھے آپؐ نے ان کو پہننے سے منع فرمایا، بولیں اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگار نہ کرے گی تو اس کی نگاہ سے گر جائے گی (نسائی، کتاب الزینہ) اس کے علاوہ بھی سیرت کی کتابوں میں صحابیات کی اپنے شوہروں سے محبّت کے بے شمار واقعات موجود ہیں یہاں بے جا طوالت مقصود نہیں۔ بہر حال عورت کے لئے مضبوط ازدواجی زندگی کی بنیاد شوہر کی محبّت بھری اطاعت و فرمانبرداری ہی ہے۔ حضورؐ کی مذکورہ بالا ہدایت کا مقصود بھی یہی ہے۔ (فتامل)۔



اپنے شوہر کی ستر کو دیکھنا

(۸٦) ﴿قال: بهزبن حكيم: حدثني ابي، عن جدي، قال: قلت: يا رسول الله، عوراتنا ما ناتي منها و ما نذر؟ قال: احفظ عورتك، الا من زوجتك، او ما ملكت يمينك قال: قلت: يا رسول الله، فاذا كان القوم بعضهم في بعض؟ قال: ان استطعت ان لا يرى احدٌ عورتك فافعل قلت: فاذا كان احدنا خاليا؟ فقال: فالله احق ان يستحيا من الناس.﴾

(صحيح بخاری كتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده فی الخلوة ج۱ ص۴۲)

ترجمہ: ''حضرت بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت حکیم نے اپنے والد (یعنی میرے دادا) حضرت معاویہ سے روایت نقل کی چنانچہ حضرت معاویہ کہتے ہیں میں نے پوچھا یارسول اللہ ہم اپنی ستر میں سے کیا ظاہر کرسکتے ہیں اور کیا چھوڑ سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اپنی شرمگاہ کی حفاظت (اور پردہ پوشی) کرو سوائے اپنی بیوی یا باندی سے۔ حضرت معاویہ نے کہا یارسول اللہ جب ہم ایک دوسرے کے درمیان (یعنی لوگوں کے سامنے) ہوں (تو کیا کیا جائے) آپؐ نے فرمایا اگر تم سے ہوسکے کہ تمہاری شرمگاہ کوئی نہ دیکھے تو ایسا ہی کیا کرو (کہ کوئی نہ دیکھ سکے) حضرت معاویہ نے کہا یارسول اللہ جب ہم میں سے کوئی تنہائی میں ہو (تو کیا کرے)؟ آپؐ نے فرمایا۔ پھر تو لائق ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کیا جائے (خلوت میں بھی برہنہ ہونے سے احتراز کیا جائے)۔''

تشریح: مرد و عورت کے جسم کے جن حصوں اور اعضاء کا چھپانا شرعی عقلی طبعی طور پر فرض ہے وہ عربی میں ''عورت'' اور اردو فارسی میں ''ستر'' کہلاتے ہیں ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض جس پر عمل ضروری ہے وہ ستر عورت یعنی اعضاء مستورہ کا چھپانا ہے یہ فریضہ تو ابتداءً ہی آدم سے خاتم الانبیاء تک تمام انبیاء کی شریعتوں میں فرض رہا

ہے اگرچہ اعضاء مستورہ کی تعیین و تحدید میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اصل فرضیت ستر عورت میں کوئی اختلاف نہیں رہا ہے۔ اور یہ ہر مرد و عورت پر فی نفسہ فرض ہے خواہ کوئی دوسرا دیکھنے والا ہو یا نہ ہو چنانچہ اندھیری رات میں کوئی شخص ستر چھپانے کا کپڑا پاس موجود ہونے کے باوجود ننگا نماز پڑھے تو بالاتفاق نماز ناجائز ہے اسی طرح دوران نماز اگر ستر کھل جائے اگرچہ کسی نے نہ دیکھا تو بھی نماز فاسد ہے جیسا کہ حدیث مذکور میں حضرت معاویہ بن حیدہ نے تنہائی میں کشف عورت کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ لائق ہیں کہ ان سے (خلوت میں) حیا کی جائے "جس طرح جلوت میں لوگوں سے حیا کرتے ہیں پس خلوت و جلوت دونوں میں ستر عورت فرض ہے (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۱۱ بتغیر یسیر)

حدیث میں آپؐ نے فرمایا "کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔ (مسلم)

فقہی طور پر مرد و عورت کے مستور اعضاء کی تفصیلات یوں ہیں:

❶ **مرد کا ستر**، اس کے جسم کا وہ حصّہ ہے جو زیر ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک ہوتا ہے اس کے جسم کے اس حصّہ کو بلا ضرورت دیکھنا نہ کسی مرد کے لئے جائز ہے اور نہ کسی عورت کے لئے ہاں اس مرد کی بیوی یا لونڈی دیکھ سکتی ہے، مرد کے جسم کے اس حصّہ کے علاوہ بقیہ حصوں کو دیکھنا مرد کے لئے بھی جائز ہے اور عورت کے لئے بھی بشرطیکہ عورت جنسی ہیجان اور فتنہ سے محفوظ و مامون ہو۔ اگر عورت کو جنسی ہیجان اور فتنہ کا خطرہ ہو تو پھر وہ غیر مرد کے جسم کے کسی بھی حصے کو مطلقاً نہ دیکھے۔

❷ **عورت کا ستر**، عورت کے حق میں اس کے جسم کا زیر ناف سے زانوں تک کا حصّہ ہے لہٰذا عورت کے جسم کے اس حصّہ کو بلا ضرورت دیکھنا عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔

❸ عورت کا ستر اجنبی مرد کے حق میں اس کا پورا جسم ہے یعنی مرد کے لئے کسی اجنبی عورت کے جسم کے کسی بھی حصّہ پر نظر ڈالنا جائز نہیں حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے المراۃ عورۃ (عورت ستر ہے یعنی پردہ میں رہنے کی چیز ہے) ہاں ایک اور روایت کے مطابق عورت کا چہرہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر اس کے ستر میں داخل نہیں۔ یہ تینوں اعضاء ستر عورت سے مستثنیٰ ہیں اسی لئے نماز میں چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوں تو نماز بالاتفاق و باجماع جائز ہے (معارف القرآن مفتی شفیع ج۶ ص۴۰۲) البتہ اجنبی مردوں سے مصافحہ کرنا کسی حال میں جائز نہیں تمام فقہاء کا اس کے عدم جواز پر اتفاق ہے۔ حجاب اس سے علیحدہ مسئلہ ہے چنانچہ بروایت ابن عباسؓ حجاب کی صورت یوں منقول ہے کہ عورت سر سے پاؤں تک چادر میں لپٹی ہوئی ہو اور چہرہ اور ناک بھی اس سے چھپا ہو راستہ دیکھنے کے لئے صرف آنکھ کھلی ہو پس حجاب میں چہرہ اور ہتھیلی کا اجنبی مردوں سے چھپانا بھی ضروری ہے خواہ فتنہ کا اندیشہ ہو یا نہ ہو۔ یہی ائمہ اربعہ کا متفقہ فیصلہ ہے (معارف القرآن ج۷ ص۲۱) ہم نے یہ تفصیل اس لئے ذکر کر دی ہے کہ بعض اہل علم بھی حجاب و ستر میں خلط ملط کر دیتے ہیں جس سے احکام قرآن کے سمجھنے میں الجھن ہوتی ہے۔

❹ مرد کو اپنی بیوی کے جسم کا ہر حصّہ دیکھنا جائز ہے اسی طرح اپنی اس باندی کا پورا جسم بھی دیکھنا جائز ہے جس سے جماع حلال ہو۔

❺ عورت کا ستر اس کے محرم رشتہ دار (یعنی وہ مرد رشتہ دار جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو جیسے بیٹا بھائی اور داماد وغیرہ اگرچہ یہ رشتہ محرمیت دودھ کے رشتہ ہی کی وجہ سے کیوں نہ ہو) کے حق میں عورت کی پیٹھ پیٹ اور زیر ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک کا حصّہ ہے لہٰذا کسی عورت کے جسم کے ان حصوں اور اعضاء کا دیکھنا اور چھونا اس کے محرم کے لئے بھی جائز نہیں ہے اگرچہ وہ جنسی ہیجان سے مامون و محفوظ ہی کیوں نہ ہو! چونکہ عورت کا چہرہ، سر، پنڈلی، بازو اور سینہ اس کے محرم کے حق میں

ستر نہیں ہے اس لئے ان اعضاء کو محرم دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ کسی قسم کے فتنہ و جنسی ہیجان کا خطرہ نہ ہو۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، مظاہر حق ج ۳ ص ۲۶۳) چونکہ اس حدیث میں حضرت معاویہ نے بار بار ستر عورت کے متعلق پوچھا اور آج بھی مرد و خواتین کو اکثر اہل علم سے پوچھنے کی نوبت آتی ہے اس لئے ایک جگہ ہی قدرے تفصیل کر دی گئی اللہ تعالیٰ ہمیں پاکیزگی نفس کے ساتھ آنکھوں کی عفت بھی نصیب فرمائے آمین۔

خواتین کے لئے یہ سمجھنا بھی بہت اہم ہے کہ نماز کے لئے چہرہ اور ہتھیلی اور قدموں کے علاوہ سارا بدن ڈھانکنا بہت ضروری ہے سر، سینہ، گردن، بازو، مونڈے پنڈلیاں وغیرہ سب ڈھکے رہنا فرض ہے بعض خواتین نماز کے دوران بازو اور حلق، حلق کے نیچے کا حصہ کھلا رکھ کر نماز پڑھتی ہیں اس طرح نماز بالکل نہیں ہوتی۔ لہٰذا نماز کے وقت خوب موٹی چوڑی لمبی چادر اوڑھ لیا جائے جس سے پورا بدن ڈھک جائے اور سر کے بال یا گردن یا پنڈلیاں نظر نہ آئیں۔ ہاں چہرہ ہتھیلی کھلی رہے تو نماز درست ہے لیکن غیر محرموں کے سامنے چہرہ چھپانا بھی فرض ہے چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے:

﴿وتمنع المراة من كشف الوجه بين رجال لالا نه عورة بل لخوف الفتنه﴾ (شامی ج ا ص ۲۸۴)

"جوان عورت کو (نامحرم) مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکا جائے گا (اور یہ روکنا) اس وجہ سے نہیں کہ چہرہ (نماز کے) ستر میں داخل ہے بلکہ اس لئے کہ نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔"

اسی طرح کتب فتاویٰ میں مذکور ہے کہ: صحیح مذہب کے موافق کانوں کے اوپر (یعنی بال اور سر) کے کھل جانے سے نماز فاسد ہوگی۔ (ایضاً) اس لئے خواتین کو نماز میں بدن کے خوب ڈھانکنے کا اہتمام کرنا چاہئے باریک کپڑا پہننا جس سے بدن کے بال کھال نظر آجائیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ نماز درست نہیں اور ایسی عورتوں کیلئے سخت وعید ہے۔

جائز و ناجائز طریقۂ مباشرت

(۸۷) ﴿عن جابر بن عبداللّٰہ: ان رسول اللّٰہﷺ قیل له: ان الیهود تقول: اذا جاء الرجل امراته مجباة، جاء الولد احول؟ فقال: کذبت یهود فنزلت: نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم.﴾ (مسلم کتاب النکاح ج۱ ص۴۶۳)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب یہ تذکرہ کیا گیا کہ یہود کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کے پیچھے کی طرف سے اس کے اگلے حصے (یعنی شرمگاہ) میں جماع کرتا ہے تو بھینگا بچہ اس کے ہاں پیدا ہوتا ہے آپؐ نے جواباً فرمایا کہ یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نساء کم حرث لکم فاتو احرثکم انی شئتم (البقرہ ۲۲۳) یعنی تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں لہٰذا تمہیں اختیار ہے کہ ان کے پاس جس طرح چاہو آؤ۔“

حدیث نمبر ۸۸، ۸۹، ۹۰ کا مضمون بھی قریباً یہی ہے۔

(۹۱) ﴿عن ابن عباس، قال: جاء عمر بن الخطاب الی رسول اللّٰہﷺ فقال: یا رسول اللّٰہ، هلکت! قال: وما الذی اهلک؟ قال: حولت رحلی اللیلة، فلم یرد علیه شیئا، فاوحی الی رسول اللّٰہﷺ هذه الایة: نساو کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم یقول: اقبل، وادبر، واتقی: الدبر، والحیضة.﴾ (ترمذی شریف، التفسیر باب سورۃ البقرہ ج۲ ص۱۲۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہؐ! میں ہلاک ہو گیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا بات ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا گذشتہ رات میں نے اپنی سواری کا رخ بدل دیا یعنی پیچھے کی جانب سے (اگلے حصہ

میں) مباشرت کرلی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر حضرت عمر کو جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی نساء کم حرث لکم الایۃ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ (آگے کے مقام میں مباشرت کے لئے خواہ) سامنے سے آؤ یا پیچھے سے آؤ (دونوں جائز ہیں)۔ البتہ حیض کی حالت میں اور عورت کے پیچھے کے مقام میں آنے سے پرہیز کرو۔"

(۹۲) ﴿عن ابن عمر: انه افتی بان یوتی النساء فی ادبارھا؟! قال نافع: لقد کذبوا علی! ولکنی ساخبرک کیف کان الامر: ان ابن عمر عرض المصحف یوما، وانا عنده، حتی بلغ: نسائکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم قال: یا نافع، ھل تعلم ما امر ھذه الایة؟ انا کنا معشر قریش نجیء النساء، فلما دخلنا المدینة، ونکحنا نساء الانصار، اردنا منھم مثل ما کنا نرید من نسائنا، فاذا ھن قد کرھن ذلک، واعظمنه، وکانت نساء الانصار انما یوتین علی جنوبھن، فانزل اللّٰہ تعالٰی: نساو کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم.﴾ (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۳۹۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت نافع سے ابوالنضر نے کہا کہ آپ کے متعلق کثرت سے یہ بات کہی جارہی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کا یہ فتویٰ آپ بیان کرتے ہیں کہ مرد اپنی بیوی کے پیچھے سے بھی (جماع کے لئے) آسکتا ہے؟ حضرت نافع نے جواباً کہا کہ یہ مجھ پر جھوٹ کہا گیا ہے البتہ میں آپ کو بتادوں کہ اصل معاملہ کیا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ ایک دن مصحف شریف (قرآن مجید) لئے بیٹھے (پڑھ رہے) تھے میں بھی آپ کے قریب ہی تھا آپ جب اس آیت نساء کم حرث لکم الایۃ پر پہنچے تو فرمایا: نافع تمہیں معلوم ہے اس آیت کا معاملہ (شان نزول) کیا ہے؟ ہم قریشی لوگ عورتوں کے پاس پیچھے کی جانب سے (اگلے مقام جماع میں) آتے تھے جب ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے اور ہم نے یہاں انصاری عورتوں سے شادیاں کیں تو ہم نے

انصاری عورتوں سے بھی اسی طرح مباشرت کرنی چاہی جس طرح ہم قریشی عوتوں سے کرتے تھے لیکن انصاری عورتوں نے اس کو سخت ناپسند کیا۔ کیونکہ انصاری مرد اپنی بیویوں کے پاس آگے سے آتے تھے (ہم مہاجرین کو اس سے سخت تشویش ہوئی) چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی نساء کم حرث لکم الایة یعنی تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں (یعنی اگلے مقام میں جماع کے لئے) جس طرح چاہو آؤ (کھڑے لیٹے، پیچھے سے یا آگے سے ہو کر آسکتے ہو بشرطیکہ آگے کی شرمگاہ ہی میں جماع ہو)۔"

حدیث نمبر ۹۳، ۹۴ کا مضمون بھی یہی ہے۔

(۹۵) ﴿عن عبداللّٰہ بن عمر: ان رجلا اتی امراته فی دبرھا، فی عھد رسول اللّٰہ ﷺ فوجد من ذلک وجدا شدیدا، فانزل اللّٰہ تعالٰی: نساو کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم. خالفه ھشام بن سعد، فرواہ عن زید بن اسلم، عن عطاء بن یسار.﴾ (نسائی سنن الکبری)

ترجمہ: "حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص اپنی بیوی کے پاس پیچھے کی جانب سے (اگلے مقام میں) جماع کے لئے آیا (اس کو گناہ سمجھ کر) وہ شخص بہت زیادہ رنجیدہ ہوا اللہ تعالیٰ نے اس پر (اس کی غلط فہمی کے ازالہ کے لئے) یہ آیت نازل فرمائی نساء کم حرث لکم عورتیں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی ہیں لہٰذا اپنی کھیتی کی جگہ جہاں سے بھی آؤ۔"

(۹۶) ﴿عن عمارۃ بن خزیمة بن ثابت، عن ابیه، عن النبی ﷺ قال: ان اللّٰہ لا یستحی من الحق، لا تاتوا النساء فی ادبارھن.﴾

(ابن ماجه النکاح، باب النھی عن اتیان النساء ادبارھن)

ترجمہ: "حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتے۔ لہٰذا

تم عورتوں کے پیچھے (پائخانہ) کے مقام میں (مباشرت کے لئے) نہ آؤ۔"

فائدہ ① : آگے امام نسائی نے اسی مضمونِ حدیث کو حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ سے مختلف سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے، چنانچہ حدیث نمبر، ۹۷ سے حدیث ۱۰۹ تک یہی مضمون ہے۔

فائدہ ② : یہی مضمون حدیث مختلف صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ۔ (حدیث ۱۱۰، سے ۱۱۴ تک) حضرت ابن عباسؓ (۱۱۰ سے ۱۲۱ تک) حضرت عمر بن الخطاب (حدیث نمبر ۱۲۲ سے ۱۲۴ تک) حضرت ابوہریرہؓ (حدیث نمبر ۱۲۵ سے ۱۳۶ تک) اور حضرت علی بن طلق سے (حدیث نمبر ۱۳۷ سے ۱۴۰ تک) مختلف سندوں کے ساتھ نقل کیا گیا ہے معمولی سے لفظی اختلاف کے ساتھ مضمون حدیث چونکہ سب کا یکساں ہے اس لئے ہم ہر صحابی کی صرف ایک ایک حدیث نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱۱۳) ﴿عن عبداللہ بن عمرو، قال: اتیان النساء فی ادبارھن: اللوطیة الصغری.﴾ (سنن بیھقی ج ۷ ص ۱۹۸)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے پیچھے مقام میں جماع کرنے والا چھوٹا لوطی ہے۔"

(۱۱۵) ﴿عن ابن عباس، قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا ینظر اللہ الی رجل اتی رجلا او امراۃ فی دبر.﴾

(سنن ترمذی، الرضاع باب ماجاء فی کراھیة اتیان النساء فی ادبارھن)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مرد یا عورت کے ساتھ غیر فطری حرکت کرے اللہ تعالیٰ اس کی طرف (آخرت میں) نظر رحمت بھی نہیں فرمائے گا۔"

(۱۲۸) ﴿قال عمر: قال رسول اللّٰہﷺ: استحیوا من اللّٰہ، فان اللّٰہ لا یستحیی من الحق، لا تاتوا النساء فی ادبارھن.﴾

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۶۴ بحوالہ سنن الکبری للنسائی)

ترجمہ: ”حضرت عمرؓ فاروق سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا لہٰذا عورتوں کے ساتھ غیر فطری حرکت نہ کرو۔“

(۱۲۹) ﴿عن ابی ھریرة، قال: قال رسول اللّٰہﷺ: ملعون من اتی امراتہ فی دبرھا.﴾ (سنن ابی داؤد باب فی جامع النکاح)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بیوی کے ساتھ غیر فطری حرکت (یعنی لواطت) کرے وہ ملعون ہے۔“

(۱۳۱) ﴿عن ابی ھریرة، عن النبیﷺ قال: من أتی امرأة حائضًا، أو امرأةً فی دبرھا، أو کاھنًا، فقد کفر بما أنزل علی محمدﷺ.﴾

(ترمذی باب کراھیة اتیان الحائض)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد حیض کی حالت میں بیوی کے ساتھ جمع کرتا ہے، یا غیر فطری طریقہ سے بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے یا کسی کاہن کے پاس جاتا ہے اور غیب سے متعلّق اس کی خبر کی تصدیق کرتا ہے، تو ایسے لوگ اس دین کے (گویا) منکر ہو گئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔“

(۱۳۷ تا ۱۴۰) ﴿عن علی بن طلق: ان اعرابیا اتی النبیﷺ فقال: انا نکون بھذہ البادیة، وانہ تکون من احدنا الرویحة، وفی الماء قلة؟ فقال النبیﷺ: اذا فسا احدکم فلیتوضا، ولا تاتوا النساء فی ادبارھن، فان اللّٰہ

لا یستحی من الحق. ﷺ

(ترمذی شریف الرضاع باب کراھۃ اتیان النساء فی ادبارھن ج۱ ص۲۲۰)

ترجمہ: "حضرت طلق بن علیؓ فرماتے ہیں ایک دیہاتی آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا یا رسول اللہ ہم اس جنگل میں ہوتے ہیں بسا اوقات ہم میں سے کسی کی معمولی سی ہوا خارج ہوتی ہے (تو کیا ہمیں وضو کرنا ہوگا؟) آپؐ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا جب تم میں کوئی پھسکی (پاد) مارے تو اس کو چاہئے (نماز وغیرہ کے لئے) وضو کرے اور عورتوں کے ساتھ غیر فطری فعل مت کرو۔"

تشریح: (۸۷ سے ۱۳۷ تک) ان تمام احادیث میں غیر شرعی اور غیر فطری طریقہ مباشرت کی ممانعت کر دی گئی اور جائز طریقہ مباشرت میں بھی ایک باطل خیال کی تردید کر دی گئی چنانچہ یہودیوں نے طریقہ مباشرت کے سلسلہ میں کسی آسمانی حکم (یعنی خدائی وحی) کے بغیر ہی خواہ مخواہ کی تنگی پیدا کر لی تھی حتیٰ کہ انصار مدینہ میں بھی ان کا یہ غلط خیال عملاً رائج ہو چکا تھا کہ کوئی شخص عورت کے پیچھے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اس کے اگلے حصے میں مباشرت کرے تو اس کی وجہ سے بھینگا بچہ پیدا ہوگا چنانچہ اس غلط خیال کی تردید کے لئے یہ قرآنی آیت نازل ہوئی نساء کم حرث لکم الایۃ کہ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں اس لئے تم اپنی کھیتی میں آنے میں آزاد ہو کہ جس طرح چاہے آؤ۔ خواہ پیچھے ہو کر خواہ آگے ہو کر۔ ہر طرح سے وظیفہ زوجیت ادا کر سکتے ہو لیکن شرط یہ ہے کہ مباشرت بہرصورت اگلے مقام ہی میں ہو۔

② نیز ان صحیح مرفوع احادیث میں جہاں یہود کے باطل خیال کی تردید کر دی گئی وہاں یہ بھی واضح کیا گیا کہ بیوی کے ساتھ غیر فطری فعل یعنی لواطت اللہ ورسول کی سخت ترین ناراضگی کا باعث ہے اس لئے باجماع امت یہ فعل قطعی حرام ہے بلکہ صرف اسلام ہی نہیں ہر دین میں حرام ہے بے چارے حیوانات جو عقل و تمیز سے بھی محروم ہیں وہ

شہوت کا تقاضا خلاف فطرت طریقے سے پورا نہیں کرتے پس جو انسان ایسا کرتے ہیں وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں اور بمطابق حدیث اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم ہیں یہ آخرت ہی میں معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے محروم ہو جانا کتنی بڑی بدبختی ہے اللھم اعاذنا منه۔

پاکیزہ معاشرتی زندگی کے لئے آداب کو بڑی اہمیت حاصل ہے چنانچہ اللہ و رسولؐ نے ایک مسلمان میاں بیوی کو بھی ایسے تمام آداب کی تعلیم فرمائی جن سے ازدواجی تعلقات میں طہارت اور نظافت پیدا ہو جائے ہم یہاں مختصرًا ان کو عرض کئے دیتے ہیں۔

❶ ہمبستری کا مقصود حصل لذت ہی نہیں بلکہ حصول اولاد ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وابتغوا ما کتب اللّٰہ لکم (طلب کرو اس (اولاد) کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے)۔

❷ کسی بھی عبادت میں مشغولیت کے دوران ہمبستری یا اس کے تذکرہ سے احتراز کرے ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد (اپنی عورتوں سے ہمبستری مت کرو حالیکہ مسجدوں میں تم اعتکاف میں بیٹھے ہو)۔

❸ ناپاکی کی حالت اور ناپاک جگہ میں ہمبستری حرام ہے بچنا چاہئے۔

❹ ولا تقربوھن حتی یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللّٰہ (ایام حیض میں عورتوں کے قریب نہ جاؤ (بلکہ کنارہ کش رہو) یہاں تک کہ پاک ہو جائیں پس جب پاک ہو جائیں تو جس طریقے سے خدا نے حکم دیا ہے ان کے پاس آؤ)

❺ دعاء — حضرت ابن عباس کی روایت میں آپؐ کا ارشاد ہے کہ جب ہم بستری کے لئے بیوی کے پاس آؤ تو یہ دعا پڑھو بسم اللّٰہ اللھم جنبنا الشیطن و جنب الشیطان ممارزقتنا۔

❻ پردہ — آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جب کوئی اپنی اہلیہ کے پاس آئے تو

پردہ برقرار رکھے اور جانوروں کی طرح بالکل برہنہ نہ ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

❼ رازداری — حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں آنحضرتؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگوں میں سب سے برا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے وہ مرد ہو گا جو اپنی عورت کے راز کو دوسروں تک پھیلاتا ہے (مسلم شریف) ایک حدیث میں فرمایا کہ ایسے مرد یا عورت کی مثال جو اپنے "مخصوص کام" دوسروں سے بیان کریں شیطان اور شیطانہ جیسی ہے کہ دونوں آپس میں چلتی گلی میں ملے اور اپنی حاجت پوری کی حالیکہ لوگ ان کو دیکھ رہے ہوں۔ (مسند احمد، بحوالہ اخبار النساء ص ۱۸۸)

❽ اگر چند بیویاں ہوں تو شب باشی میں "برابری" قائم رکھے کسی کی حق تلفی کرنا حرام ہے۔

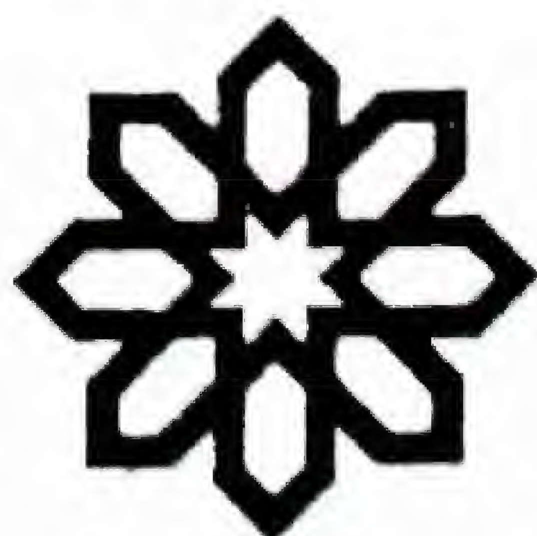
❾ کسی اجنبیہ کو دیکھ کر دل میں داعیہ ہو تو فوراً اپنی بیوی کے پاس آنا مستحب ہے۔ (مسلم)

❿ دوران ہم بستری گفتگو مکروہ ہے فقیہ ابو اللیث سمرقندی کا قول ہے کہ پانچ جگہ پر گفتگو مکروہ ہے۔ ① جنازہ کے پیچھے چلتے وقت۔ ② تلاوت قرآن کے دوران۔ ③ خطبہ کے دوران۔ ④ بیت الخلاء میں بیٹھ کر۔ ⑤ ہمبستری کے دوران۔

(بستان العارفین)

⓫ ایک رات میں چند بار ہمبستری کرے یا شروع رات میں فارغ ہو جائے تو مستحب ہے وضو کر کے سو جائے جیسا کہ حضورؐ بھی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ و طہارت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔



وظیفۂ زوجیت پر ثواب ملنے کا بیان

(١٤١) ﴿قال: قال ابو ذر: قال كانه يعني النبیﷺ: ان على كل نفس كل يوم طلعت فيه الشمس صدقة منه على نفسه قلت: يا رسول الله، من اين اتصدق، وليس لنا اموال؟ قال: اوليس من ابواب الصدقة: التكبير، والحمد لله، وسبحان الله، وتستغفر الله، وتامر بالمعروف، وتنهى عن المنكر، وتعزل الشوكة عن طريق المسلمين والعظم والحجر، وتهدى الاعمى، وتدل المستدل على حاجة الله، قد علمت مكانها، وترفع بشدة ذراعيك مع الضعيف، كل ذلك من ابواب الصدقة منك على نفسك، ولك في جماعك زوجتك اجر قلت: كيف يكون لى الاجر فى شهوتى؟! قال رسول اللهﷺ: ارايت لو كان لك ولد، فادرك، ورجوت خيره، ثم مات، اكنت تحتسبه؟ قال: نعم، قال: فانت خلقته؟ قال: بل الله خلقه، قال: فانت هديته؟ قال: بل الله هداه، قال: فانت كنت ترزقه؟ قال: بل الله رزقه، قال: كذلك فضعه فى حلاله، وَجَنِّبْهُ حرامه، فان شاء الله احياه، وان شاء اماته، ولك اجر.﴾

(مسند احمد ج۵ ص۱۶۸، سنن بیهقی، الآداب ص۹۲)

ترجمہ: "حضرت ابوذر غفاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا: ہر نفس پر ہر طلوع ہونے والے دن اپنی طرف سے اپنی جان کا صدقہ دینا لازم ہے۔ حضرت ابوذرؓ غفاری کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ: میں کیسے صدقہ کروں؟ ہمارے پاس کوئی مال نہیں؟ آپؐ نے فرمایا (صرف مال خرچ کرنا ہی صدقہ نہیں) اللہ اکبر کہنا، الحمد للہ، سبحان اللہ استغفر اللہ کہتے رہنا بھی

جان کی طرف سے صدقہ ہے اور نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا اور مسلمانوں کے راستہ سے (تکلیف دہ چیز) کانٹا، ہڈی، پتھر، وغیرہ ہٹا دینا بھی صدقہ ہے اندھے کو راستہ دکھانا، راستہ گم پانے والے اس شخص کی رہبری کرنا جو اللہ کے واسطے کسی کام پر نکلا ہو اگر آپ کو اس کی مطلوبہ جگہ کا علم ہو۔ کسی کمزور شخص کے بوجھ کو سہارا دینا، یہ سب کام تیری طرف سے تیری جان کا صدقہ ہیں اور اپنی بیوی سے جماع کرنے میں بھی تجھے ثواب ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ مجھے کیونکر اپنی نفسانی خواہش (شہوت) پورا کرنے میں ثواب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا: بتلاؤ اگر آپ کا لڑکا ہو پھر وہ شعور کو پہنچے اور تم اس سے خیر و بھلائی کی امیدیں رکھو پھر وہ انتقال کر جائے تو کیا اس پر تم ثواب کی امید رکھو گے؟ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں میں نے کہا، جی ہاں آپؐ نے پوچھا کیا آپ نے اس کو پیدا کیا تھا؟ میں نے کہا: اللہ نے اس کو جنا تھا، پوچھا آپ نے اس کو ہدایت دی تھی؟ میں نے کہا، نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت دی تھی پوچھا کیا آپ اس کو رزق دیتے تھے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اس کو رزق دیتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جب یہ سب باتیں ہیں تو تم اپنے نطفہ کو حلال جگہ میں استعمال کرو اور حرام جگہ میں استعمال کرنے سے بچو پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے اس کو زندہ رکھے گا اور اگر چاہے تو اس کو موت دے گا۔ تجھے (بہر حال) ثواب ملے گا۔"

(۱۴۲) ﴿وعنه عن النبی ﷺ قال: يُصبح على سُلاَمَى ابن آدم كلَّ يوم صدقة ثم قال: إمَاطَتُكَ الاذىٰ عن الطريق صدقة، وتسليمک على الناس صدقةٌ، وأمرک بالمعروف صدقة، ونهيک عن المنكر صدقة، ومُباضعتُک أهلَک صدقة قلنا: يا رسول اللّٰه، أيقضى الرجلُ شهوته، وتكون له صدقة؟ قال: نعم، أرأيتَ لو جعل تلك الشهوة ممّا حرم اللّٰه عليه، الم يكن عليه وزرًا؟ قلنا: بلى، قال: فإنه إذا جعلها فيما أحل اللّٰه له فهي صدقة قال: وذكر أشياءَ صدقة، ثم قال: يُجزئُ من ذلک كلِّه ركعتا

الضحی. ﷺ (صحیح مسلم صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب استحباب صلاۃ الضحی ج۱ ص۲۴۸)

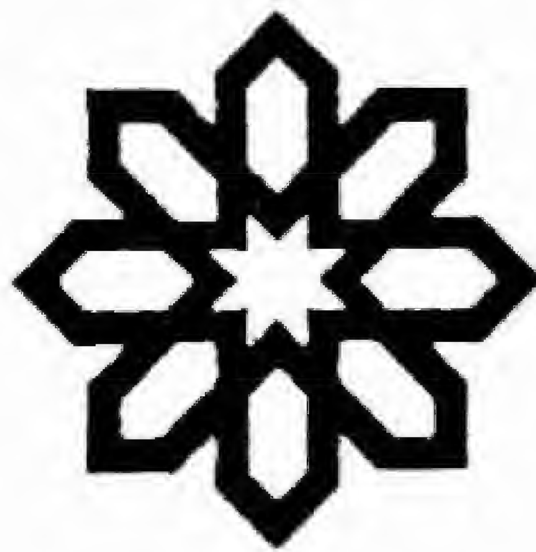
ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہوتا ہے پھر آپؐ نے فرمایا راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے لوگوں کو سلام کرنا بھی صدقہ ہے بھلائی کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا بھی صدقہ ہوتا ہے اور اپنی بیوی سے جماع کرنا بھی صدقہ ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ کیا مرد اپنی شہوت پوری کرے تو اس پر اس کو ثواب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا جی ہاں۔ آپ ہی بتلاؤ اگر مرد اپنی اسی شہوت کو حرام محل میں پورا کرے تو کیا یہ اس پر گناہ اور بوجھ نہ ہوگا؟ ہم نے عرض کیا، جی ہاں؟ کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر جب اسی شہوت کو حلال محل میں پورا کرتا ہے تو یہ صدقہ (اور باعث ثواب) ہے۔ راوی کا بیان ہے آپ نے دیگر بہت سی اشیاء کو بطور صدقہ کافی ہونا بیان فرمایا پھر آخر میں فرمایا کہ ان سب اشیاء کی بجائے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنی کافی ہیں۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے بالمقابل دین اسلام کو یہ خصوصیت بخشی کہ یہاں عمل مختصر ثواب بہت زیادہ جیسا کہ اوپر کی حدیث میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ بدن انسانی کے تین سو ساٹھ جوڑ میں سے ہر جوڑ کے بدلہ روزانہ صدقہ لازم ہے۔ کہاں کوئی مالدار بھی اس کی سکت رکھے گا لیکن آنحضورؐ نے اس کا ایک آسان طریقہ یہ فرمایا کہ ① ہر نیکی اس صدقہ کا بدلہ ہے، ② اس سے بھی آسان نسخہ یہ بیان فرمایا کہ طلوع آفتاب کے بعد روزانہ دو رکعت اشراق کی نیت سے یا چاشت کی نیت سے پڑھے تو تمام جوڑوں کا صدقہ ادا ہو جائے گا۔ سبحان اللہ کس قدر آسان عمل ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

بوقت مباشرت برہنہ ہونے کی ممانعت

(١٤٣) ﴿عن عبداللّٰہ بن سَرْجِس: أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: إذا أتی أحدکم أهله، فليلقى على عَجُزِه وعَجُزِها شيئًا، ولا يتجردا تجرد العَيرين. قال أبو عَبْدالرحمن: هذا حديث منكر، وصدقة بن عبداللّٰه ضعيف، وإنما أخرجته لئلا يُجعل عَمْرَو، عن زُهَيْرٍ.﴾

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے مباشرت کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ اپنے اور اس کے بدن پر کوئی چادر ڈال دے اور دونوں جنگلی گدھے کی طرح برہنہ نہ ہوں۔''



بیوی سے مباشرت کے وقت کی دعاء

(١٤٤) ﴿عن ابن عباس، يَبْلُغُ به النبي ﷺ قال: لو أن أحدَهم قال حين يو اقع أهلَه: بسم اللّٰه، اللهم جَنِّبْنِي الشيطان. وَجَنِّبِ الشيطان مما رزقتنا. فقُضي بينهما ولد، لم يضره الشيطان.﴾

(صحیح مسلم النکاح، باب مایستحب ان یقوله عند الجماع ج ا ص۴۶۳)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول پاک ؐ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص بیوی سے ہم بستری کے وقت یہ دعا بسم اللّٰہ اللھم جنبنی الشیطان و جنب الشیطان مارزقتنا پڑھا کرے تو اگر اس صحبت میں کوئی اولاد اس کے مقدر میں ہوگی تو شیطان اس کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔“

(١٤٥) ﴿عن ابن عباس، قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: لو ان احدكم اذا اتى اهله قال: بسم اللّٰه، اللهم جنبني الشيطان، وجنب الشيطان مارزقنا، ثم قضى بينهما ولد، لم يضره الشيطان. قال ابو عبدالرحمن: هذا حديث منكر.﴾

(وقال الالبانی فی ارواء الغلیل: رجاله کلهم ثقات ولم یظهر لی وجه النکارة ج ۷ ص۷۵)

اس حدیث کا ترجمہ بھی اوپر جیسا ہی ہے۔

فائدہ: شادی کے بعد دولہا کو مبارک باد دیتے وقت یوں دعاء دینی چاہئے: بارک اللّٰہ لک وبارک علیکما وجمع اللّٰہ بینکما۔ (ترمذی) اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں میں خوب الفت و محبت پیدا کرے آمین۔

تشریح: اوپر کی حدیث میں آنحضرت ؐ نے تعلیم فرمائی کہ میاں بیوی ملتے وقت یہ دعاء

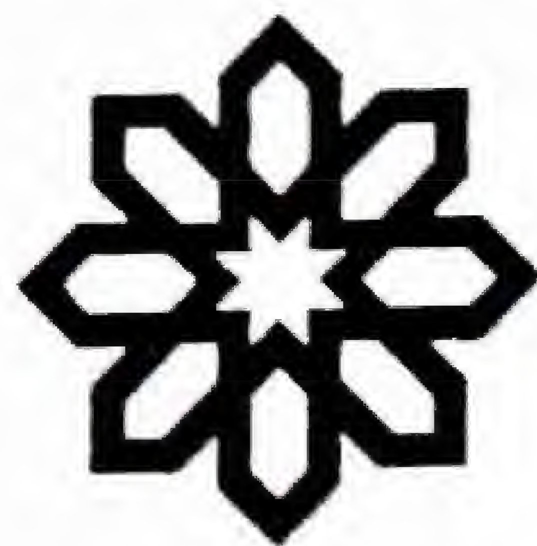
پڑھیں اگرچہ ایسے وقت میں دونوں اپنے طبعی جذبات میں گم ہوتے ہیں شیطان انہی مواقع سے فائدہ اٹھاکر اپنی قسم کے مطابق اللہ کے بندوں کو اللہ سے دور کر کے اپنا حصہ تصرف اس پر ڈالتا ہے اس لئے آنحضرتؐ نے خاص حکم فرمایا کہ یہ دعاء پڑھی جائے اس کی برکت سے اس ملاپ کے نتیجے میں ہونے والی اولاد انشاء اللہ شیطانی تسلط سے محفوظ رہے گی۔ حدیث میں ہے پیدائش کے وقت شیطان ہر بچے کے پیٹ پر (ماسوائے چند مخصوص اللہ کے بندوں کے) اپنا ہاتھ مارتا ہے جس سے ولادت کے وقت بچہ روتا ہے لیکن دعاء کی برکت سے شیطان میاں بیوی کے اس "مخصوص فعل" میں شریک نہیں ہوتا جس سے اولاد کی صالحیت پر اچھے اثرات پڑتے ہیں حدیث میں ہے:

﴿ان الذی یجامع ولا یسمی یلتفت الشیطان علی احلیله فیجامع معه﴾ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۸۵)

"جو شخص بیوی سے مباشرت کے وقت دعاء یا بسم اللہ نہیں پڑھتا شیطان ایسے مرد کے عضو مخصوص کے ساتھ شامل ہو کر جماع کرتا ہے۔"

بعض احادیث میں یوں دعاء منقول ہے بسم اللّٰہ اللھم بارک لنا فیما رزقتنا ولا تجعل للشیطان نصیبا فیما رزقتنا۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۲۸۵)

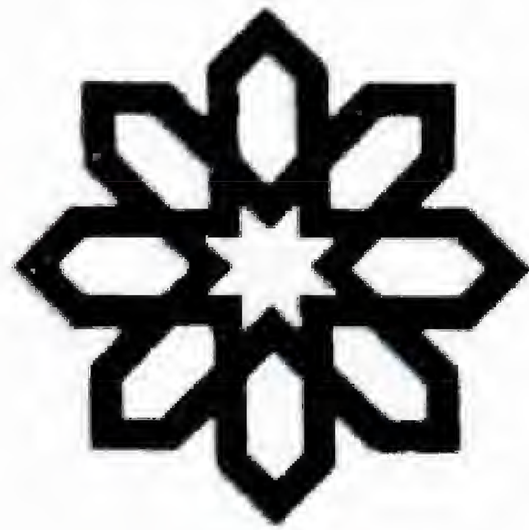
اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک صالح اولاد عطا فرمائے اور ہماری اولاد کو ہمارے لئے دین دنیا آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بنائے آمین۔



ایک رات میں چند بیویوں سے ہمبستر ہونا

(١٤٦) ﴿عن ابی هریرة، عن النبی ﷺ قال: قال سلیمان بن داود: اطوف اللیلة علی مائة امراة، فتاتی کل امراة برجل یضرب بالسیف، ولم یقل: ان شاء اللّٰه، فطاف علیهن، فجاءت واحدة بنصف ولد، ولو قال سلیمان: ان شاء اللّٰه، لکان ما قال.﴾ (نسائی، التفسیر الکهف رقم ۳۲۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سلیمان نے ارادہ کیا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس جاؤں گا تاکہ ہر بیوی حمل سے رہ کر لڑکا جنے پھر سب کو جہاد میں لڑنے کے لئے بھیج دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان نے اپنے اس رادہ پر انشاء اللہ نہیں کہا جب تمام بیویوں سے فارغ ہوئے تو سو میں سے صرف ایک بیوی نے بچہ جنا وہ بھی ناقص الخلقت۔ حضور فرماتے ہیں کہ اگر حضرت سلیمان انشاء اللہ کہہ دیتے تو اسی طرح ہوتا جیسا ارادہ کیا تھا۔“



چند بیویوں سے ہمبستری کے دوران غسل

(۱۴۹) ﴿عن ابی رافع: ان رسول اللّٰہ ﷺ طاف علی نسائہ ذات یوم، فجعل یغتسل عند ھذہ، وعند ھذہ، قلت: یا رسول اللّٰہ، لو جعلتہ غسلا واحدا؟ قال: ھذا ازکی، واطیب، واطھر.﴾

(ابو داؤد، الطھارۃ، باب الوضوء لمن اراہ یعود رقم ۲۱۹)

ترجمہ: "حضرت ابورافع کا بیان ہے کہ رسول اللہ ایک رات متعدد عورتوں کے پاس جاتے تھے اور ہر بیوی کے پاس فراغت کے بعد غسل فرماتے تھے ابورافع کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا ایک ہی غسل آخر میں کافی نہیں ہوتا؟ آپؐ نے فرمایا اس میں زیادہ پاکیزگی اور طہارت ہے۔"

(۱۵۰) ﴿عن انس: ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یطوف علی نسائہ فی غسل واحد.﴾ (ترمذی، الطھارۃ، باب فی الرجل یطوف علی نسائی بغسل واحد)

ترجمہ: "حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات متعدد بیویوں سے فراغت پاکر آخر میں ایک غسل فرمایا کرتے تھے۔"

حدیث نمبر ۱۵۱ سے حدیث نمبر ۱۵۴ تک مضمون حدیث یکساں ہے۔

تشریح: جمہور آئمہ کے نزدیک جنابت لاحق ہونے کے ساتھ ہی فوراً غسل کرنا فرض نہیں بلکہ نماز وغیرہ کے قریب کر سکتا ہے چنانچہ بلاغسل بھی حالت جنابت میں سو جائے تو جائز ہے ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ ینام وھو جنب ولا یمس ماءً (تحفہ الاحوذی ج ۱ ص ۳۹۷) حضورؐ حالت جنابت میں ہی کبھی بلاغسل آرام فرماتے تھے لیکن اکثر آپؐ غسل فرما کر ہی آرام کرتے اور جب ایک رات چند بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تو ہر بار غسل فرماتے یہ انتہائی نظافت کے طور پر تھا ورنہ آخر میں ایک غسل

ہی کافی ہوگا البتہ اگر کوئی شخص ابتداء رات ہی میں وظیفہ زوجیت سے فارغ ہو جائے اور غسل کرنے کی طبیعت نہ ہو تو مستحب ہے کہ عضو مخصوص کی نجاست دھو کر وضو کر کے سو جائے حضورؐ کا بھی ایسا ہی عمل ہے۔(ترمذی بحوالہ تحفہ الاحوذی ج ا ص ۱۳۹) اس سے ناپاکی میں تخفیف ہوتی ہے البتہ صبح غسل کرنا لازم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سُنّت اپنانے کی توفیق بخشے آمین۔



حالت جنابت میں کھانا پینا یا سونا

(۱۵۵) ﴿عن عائشة، قالت: كان رسول اللهﷺ اذا اراد ان ينام وهو جنب، توضا وضوءه للصلاة.﴾

(مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب و استحباب الوضوله ج۱ ص۱۴۴)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب سونے کا ارادہ فرماتے اگر جنابت کی حالت ہوتی تو نماز کی طرح وضو کر کے آرام فرماتے (پھر آخری شب غسل فرماتے)۔''

حدیث نمبر ۱۵۶ سے ۱۵۸ تک اسی مضمون کی روایات حضرت عائشہؓ سے مروی ہیں۔

(۱۵۹) ﴿ان عائشة قالت: كان رسول اللهﷺ اذا اراد ان ينام وهو جنب، توضا وضوءه للصلاة، واذا اراد ان ياكل، او يشرب، قالت: غسل يديه، ثم ياكل ويشرب.﴾ (ابو داؤد، باب الجنب ياكل)

ترجمہ: ''ایک اور حدیث میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں جب سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کی طرح وضو کر کے سو جاتے۔ اور (اسی حالت میں) جب کھانے پینے کا ارادہ فرماتے تو ہاتھ دھو لیتے اور پھر کھانا شروع فرماتے۔''

حدیث نمبر ۱۶۰ سے ۱۶۸ تک یکساں مضمون ہے۔

(۱۶۵) ﴿عن ابراهيم، قال: لا باس بان يشرب، وان لم يتوضا. خالفهم ابو اسحاق.﴾ ( )

ترجمہ: ''ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ بہتر ہے جنبی جب سونے یا کھانے پینے کا ارادہ

کرے تو نماز کی طرح کا وضو کرے لیکن اگر وضو نہ کر سکے تو بھی بلا وضو کھانے پینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔"

تشریح: ان تمام احادیث سے دو باتیں بتانا مقصود ہے اول یہ کہ جنابت ایسی کوئی ناپاکی نہیں ہے کہ جنبی (ناپاک) شخص کے لئے ملنا جلنا کھانا پینا ممنوع ہو جائے۔ بلکہ جنابت کی حالت میں تمام کام درست ہیں البتہ عبادات، نماز، تلاوت یا مسجد میں قیام، طواف وغیرہ ممنوع ہیں روزہ اس حالت میں درست لیکن مکروہ ہے۔ دوم یہ کہ جنابت کے بعد فوراً ہی غسل کرنا لازم نہیں ہے۔ چنانچہ رات کو حالت جنابت میں وضو کر کے بھی سو جائے تو درست ہے اسی طرح ایک رات میں چند بیویوں سے فراغت کے دوران غسل نہ کرے بلکہ آخر میں ایک ہی بار غسل کرے تو بھی کافی ہے اگرچہ ہر بیوی سے جماع کے بعد غسل کرنا مستحب اور اس میں زیادہ نظافت ہے جیسا کہ حضورؐ نے کیا۔ بہرحال فوری غسل کرنا لازم نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں حضور سے عملاً ثابت ہیں چنانچہ امر اول کے متعلق بخاری میں ہے حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مدینہ کے کسی راستے میں ملے اس وقت ابوہریرہؓ جنبی تھے اس لئے (ملاقات کے بعد) آپؐ کے پاس سے ہٹ گئے غسل کر کے واپس آئے پوچھا ابوہریرہ تم کہاں چلے گئے تھے عرض کیا حضورؐ مجھے نہانے کی حاجت تھی۔ مناسب نہیں سمجھا کہ ایسی حالت میں آپ کے ساتھ رہوں آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس مومن کبھی نجس نہیں ہوتا۔ (فضل الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۴۵۴)

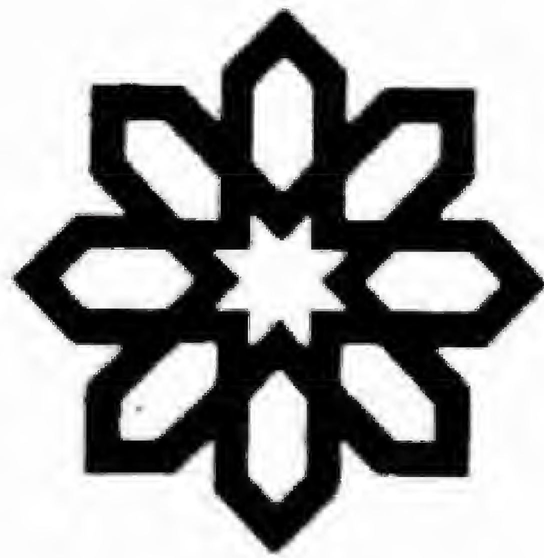
بخاری ہی میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ آپؐ کبھی ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواج کے پاس ہو آتے تھے ازواج مطہرات کے مکان مسجد نبوی کے چاروں طرف واقع تھے ایک مکان سے دوسرے مکان تشریف لے جاتے، اگر جنابت کے بعد فوراً غسل کرنا واجب ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بغیر دوسرے مکان میں

تشریف نہ لے جاتے۔ (ایضاً ج ۲ ص ۴۵۶) البتہ غسل میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے
حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر یا جنبی ہو وہاں رحمت کے فرشتے
داخل نہیں ہوتے۔ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۵۷۲)

لیکن بقول علامہ بدرالدین عینی کے گھر میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کی یہ وعید اس جنبی کے بارے میں ہے جو غسل حاجت کے معاملہ میں لاپرواہی کا عادی ہو۔

(عمدہ القاری)

لہٰذا اول تو غسل حاجت پیش آجانے کے بعد بلا تاخیر غسل کر لینا چاہیے تاکہ فرشتوں کی آمد بند نہ ہو اور اگر فوری غسل نہ کر سکے تو وضو کرے اس سے بھی ناپاکی میں تخفیف ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ کو آنحضرتؐ نے جواب دیا۔ لیکن بعد میں غسل کرنا لازم ہو گا مستورات میں اس سلسلہ میں کافی تساہل ہے اللہ ہم سب کو حضورؐ کی پاکیزہ سیرت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

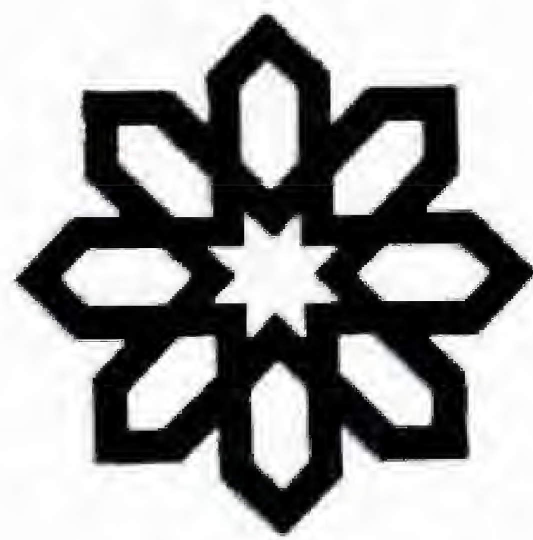


حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرویات

(۱۶۹) ﴿عن ابن عمر، عن عمر: انه سال النبیﷺ اینام احدنا وھو جنب؟ قال: اغسل ذکرک، ثم توضاء ونم.﴾ (بخاری الغسل باب الجنب یتوضاثم ینام، مسلم الحیض، باب جواز نوم الجنب و استحباب الوضوء له وغسل الفرج ج ا ص ۱۴۴)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمرؓ اپنے والد حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اینام احدنا وھو جنب کیا ناپاکی کی حالت میں ہم سو سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا (اگر سونے سے قبل غسل کرنے کی طبیعت نہ ہو تو) شرمگاہ کو دھولو پھر وضو کرلو اور سو جاؤ۔''

آگے تمام مرویات ابن عمر اسی ایک مضمون کی مختلف سندوں سے مذکور ہیں ۱۷۰ سے ۱۸۶ تک یکساں مضمون ہے۔



لڑکا یا لڑکی جننے کا راز

(۱۸۷) ﴿عن ابن عباس، قال: اقبلت یهود الی النبی ﷺ فقالوا: یا ابا القاسم، نسالک عن اشیاء، فان اجبتنا فیها اتبعناک، وصدقناک، و آمنا بک، قال: فاخذ علیهم ما اخذ اسرائیل علی بنیه، اذ قالوا: اللّٰہ علی ما نقول وکیل. قال: اخبرنا عن علامة النبی ﷺ؟ قال: تنام عیناه، ولا ینام قلبه قالوا: واخبرنا کیف تونث المراة، وکیف یذکر الرجل، قال: یلتقی الماآن، فاذا علا ماء المراة ماء الرجل انثت، واذا علا ماء الرجل ماء المراة اذکرت قالوا: صدقت! قالوا فاخبرنا عن الرعد ما هو؟ قال: ملک من الملائکة، موکل بالسحاب، معه مخاریق من نار، یسوق بها السحاب، حیث شاء اللّٰہ. قالوا: فما هذا الصوت الذی یسمع؟ قال: زجره بالسحاب، اذا زجره، حتی ینتهی الی حیث امر قالوا: صدقت! قالوا: اخبرنا ما حرم اسرائیل علی نفسه؟ قال: کان یسکن البدو، فاشتکی عرق النسا، فلم یجد شیئا یلاومه الا لحوم الابل والبانها، فلذلک حرمها قالوا: صدقت! قالوا: اخبرنا من الذی یاتیک من الملائکة، فانه لیس من نبی الا یاتیه ملک من الملائکة، من عند ربه، بالرسالة، وبالوحی، فمن صاحبک، فانه انما بقیت هذه، حتی نتابعک؟ قال: هو جبریل قالوا: ذلک الذی ینزل بالحرب وبالقتل، ذاک عدونا من الملائکة، لو قلت: میکائیل، الذی ینزل بالقطر، والرحمة، تابعناک! فانزل اللّٰہ تعالٰی: من کان عدوا لجبریل: الی آخر الایة: فان اللّٰہ عدو للکافرین.﴾

(ترمذی، التفسیر باب ومن سورۃ الرعد ج ۲ ص ۱۴۴)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ چند یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے ابوالقاسم: ہم چند باتوں کے متعلق آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں اگر آپ ہمیں ان کا جواب دیں گے تو ہم آپ کے پیغام رسالت کی تصدیق کریں گے۔ آپ پر ایمان لاکر آپ کی اتباع کریں گے اس پر آپؐ نے ان سے اسی طرح وعدہ لیا جس طرح حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے (بنیامن کو ساتھ لے جانے کے مطالبہ پر) حفاظت کا وعدہ لیا تھا اور اس پر وعدہ کر کے بیٹوں نے واللہ علی مانقول وکیل کہا۔ یہود نے پوچھا: نبی کی علامت نبوت کے متعلق بتایئے کیا ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا: نبی کی آنکھیں سوتی ہیں نبی کا دل نہیں سوتا (یعنی نیند میں بھی نبی غافل نہیں ہوتا)۔“

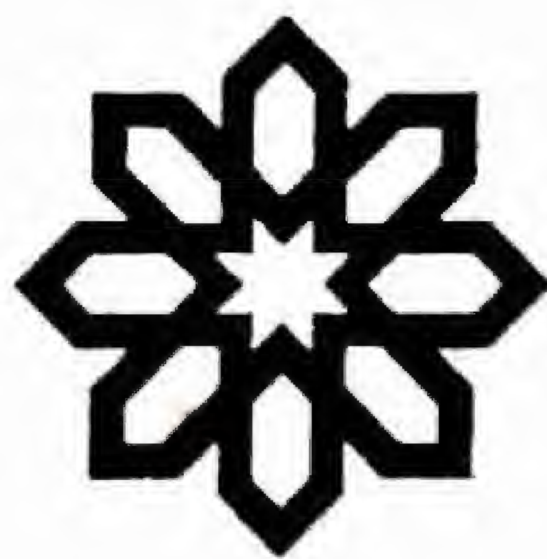
یہود نے پوچھا: (اس میں کیا راز ہے کہ) عورت کبھی لڑکا جنتی ہے اور کبھی لڑکی آپؐ نے فرمایا: (مباشرت کے وقت میاں بیوی کے) دونوں پانی (رحم میں) جمع ہوتے ہیں پس جب عورت کا پانی (یعنی منی) مرد کے پانی پر غالب آئے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ یہود نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ رعد کے متعلق ہمیں بتلائے وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”رعد“ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مامور ہے اس کے ساتھ آگ کا چابک ہے جس سے بادلوں کو چلاتا (ہنکالتا) ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو۔

یہود نے پوچھا: یہ آواز کیا ہے جو (بادلوں میں سے) سنائی دیتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ ان بادلوں کو زجر یعنی ڈانٹنے کی آواز ہے جب رعد نامی فرشتہ بادلوں کو ڈانٹتا ہے یہاں تک کہ وہ بادل وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں ان بادلوں کو پہنچنے کا حکم دیا گیا ہوتا ہے۔

یہود نے کہا: آپ نے سچ فرمایا: پھر پوچھا کہ وہ کیا چیز تھی جو حضرت یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام کی تھی؟ آپؐ نے فرمایا: حضرت یعقوب ایک بستی میں رہ رہے تھے وہاں ان کو عرق النساء کی شکایت ہوگئی تھی (”نساء“ ٹانگ میں ایک مخصوص رگ کا نام ہے وہ

بیمار ہو گئی تھی) انہوں نے دودھ اور اونٹوں کے گوشت کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں پائی جو زیادہ ان کو مرغوب ہو پس ان دونوں کو اپنے اوپر حرام کیا۔ یہود نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ (ترمذی تفسیر سورہ الرعد)

پھر پوچھا کہ ابوالقاسم: فرشتوں میں سے آپ کے پاس کونسا فرشتہ آتا ہے کیونکہ جو بھی نبی ہوتا ہے اس کے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی فرشتہ پیغام رسالت اور وحی لے کر ضرور آتا ہے۔ سو آپ کے پاس آنے والا فرشتہ کون ہے بس یہی ایک سوال باقی رہ گیا اس کے بعد ہم آپ کی اتباع کریں گے (یعنی تصدیق رسالت کے ساتھ ایمان لائیں گے) آپ ؐ نے فرمایا: میرے پاس وحی لانے والا فرشتہ "جبرئیل" ہے یہود نے کہا: وہی۔ جو (ہمارے بارے میں) جنگ اور قتل قتال کے فیصلے لے کر آتے ہیں فرشتوں میں سے یہی ہمارا دشمن ہے اگر آپ (اس کی جگہ) میکائیل کا نام لیتے جو بارش اور رحمت کے فیصلے لے کر اترتا ہے تو ہم آپ کی ضرور اتباع کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی من کان عدوا الجبریل......الی قولہ تعالیٰ......فان اللّٰہ عدوا للکافرین۔ (البقرہ ۹۸)

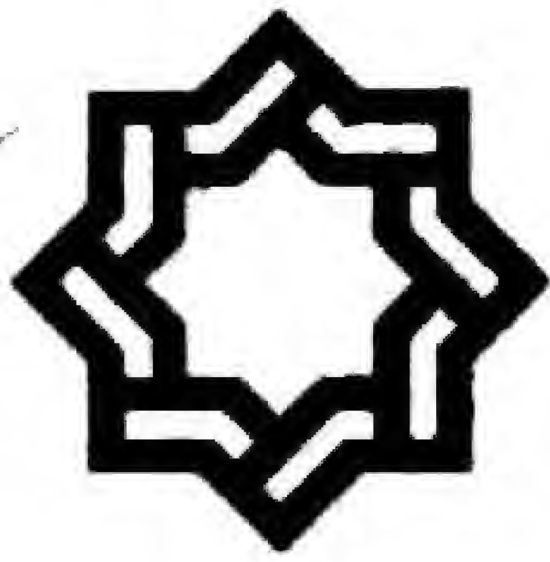


حضورؐ سے یہودی کے چند سوالات

(۱۸۸) ﴿عن ثوبان، قال: کنت قاعدا عند رسول اللّٰہﷺ فاتی حبر من احبار الیھود، فقال: السلام علیک یا محمد، قال: فدفعته حتی صرعته، فقال: لم دفعتنی؟ قلت: الا تقول: یا رسول اللّٰہ! فقال الیھودی: انا اسمیه بالاسم الذی سماہ به اھله، فقال رسول اللّٰہﷺ: اجل، اھلی سمونی محمدا قال: جئت لاسال، قال: فینفعک ان اخبر تک؟ فقال: اسمع باذنی، فقال رسول اللّٰہﷺ سل عما بدالک فقال الیھودی: ارایت اذا بدلت السماوات غیر السماوات، والارض غیر الارض، این یکون الناس؟ قال: فی الظلمة دون الجسر قال: فمن اول الناس اجازہ اللّٰہ؟ قال: فقراء المھاجرین قال: فایش یتحف بھا اھل الجنة؟ قال: زائدة کبد نون قال: فما غذاؤھم علی اثر ذلک؟ قال: ینحر لھم ثور الجنة، الذی کان یاکل من اطرافھا قال: فما شرابھم؟ قال: من عین تسمی سلسبیل قال: صدقت! قال الیھودی: اسالک عن واحدة لا یعلمھا الا نبی، او رجل، او رجلان! قال ھل ینفعک ان اخبر تک؟ قال: اسمع باذنی، قال: سل عما بدالک قال: من این یکون شبه الولد؟ قال رسول اللّٰہﷺ: ان ماء الرجل غلیظ ابیض، وماء المراۃ اصفر رقیق، فان علا ماء الرجل ماء المراۃ، اذکر باذن اللّٰہ، وان علا ماء المراۃ ماء الرجل، انث باذن اللّٰہ قال: صدقت، وانت نبی، ثم ذھب، فقال نبی اللّٰہﷺ: لقد سالنی حین سالنی وما عندی علم، حتی انبانی اللّٰہ به.﴾ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفة منی الرجل والمرأۃ وان الولد مخلوق من مائھما ج۱ ص۱۴۶)

ترجمہ: ''حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک یہودی عالم نے آکر ''السلام علیک یا محمد'' کہا میں نے اس یہودی کو اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ گرنے کے قریب ہو گیا کہنے لگا تو نے کیوں دھکا دیا؟ میں نے کہا تو (نام لینے کے بجائے) یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا۔ کہنے لگا ہم ان کا وہی نام لیتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا واقعی میرے گھر والوں نے میرا نام محمد رکھا تھا۔ یہودی کہنے لگا میں آپ سے کچھ دریافت کرنے آیا ہوں۔ فرمایا اگر میں بیان کروں تو تمہارے لئے کچھ مفید بھی ہو گا؟ یہودی کہنے لگا اپنے کانوں سے تو میں سنوں گا۔ یہ سن کر حضرت والا کچھ دیر تک زمین کریدتے رہے پھر فرمایا دریافت کرو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ یہودی کہنے لگا کہ جب روز قیامت زمین و آسمان بدل دئے جائیں گے تو آدمی کہاں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: پل صراط کے پاس تاریکی میں۔ یہودی کہنے لگا (پل صراط پر) سب سے پہلے کون گزرے گا؟ آپؐ نے فرمایا: فقراء مہاجرین۔ یہودی کہنے لگا: جب جنّت میں جنتی داخل ہوں گے تو ان کے سامنے (کھانے کے لئے) کیا تحفہ پیش کیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: مچھلی کے جگر کی نوک (سے جنتیوں کی پہلی تواضع کی جائے گی۔ یہودی بولا: اس کے بعد ان کی کیا غذا ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا: ان کے لئے جنّت کا بیل ذبح ہو گا جو جنّت کے اطراف میں چرتا ہے یہودی نے پوچھا: کھانے کے بعد پینے کو کیا ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ایک چشمہ کا پانی جس کا نام سلسبیل ہے۔ یہودی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا پھر کہنے لگا میں کچھ اور بھی دریافت کرنے آیا تھا جس سے سوائے نبی یا اور ایک دو آدمیوں کے روئے زمین پر کوئی اور واقف نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں بیان کروں گا تو تمہارے واسطے کچھ سود بخش بھی ہو گا؟ یہودی نے کہا: کانوں سے تو سنوں گا میں بچے کے متعلّق دریافت کرنے آیا تھا کہ (بچہ والد یا والدہ کا مشابہ کیوں ہوتا ہے) آپؐ نے فرمایا: مرد کا پانی (منی) سفید گاڑھا اور عورت کا پانی پتلا زرد ہوتا ہے اگر مرد کا پانی عورت پر غالب آجاتا ہے تو

دونوں پانی مل کر نرینہ شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اگر عورت کا پانی مرد پر غالب آجاتا ہے تو دونوں مل کر مونث کی صورت پکڑ لیتے ہیں اور یہ سب کچھ حکم الٰہی سے ہوتا ہے۔
یہودی بولا۔ آپ نے سچ فرمایا اور آپ بلاشبہ نبی ہیں۔ اس کے بعد یہودی واپس چلا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے جو کچھ مجھ سے دریافت کیا مجھے بالکل معلوم نہ تھا یہاں تک کہ خدا نے مجھے اس کا علم عطا فرمایا۔"



عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام

(۱۸۹) ﴿قال: انس: ان عبداللّٰه بن سلام بلغه مقدم النبی ﷺ المدینة، فاتاه، فساله عن اشیاء، فقال: انی سائلک عن ثلاث، لا یعلمهن الا نبی!: ما اول اشراط الساعة، وما اول طعام یاکله اهل الجنة، وما بال الولد ینزع الی امه والی ابیه؟ قال: اخبرنی بهن جبریل آنفا فقال عبداللّٰه بن سلام: ذاک عدو الیهود من الملائکة! فقال: اما اول اشراط الساعة فنار تخرج من المشرق الی المغرب، واول طعام یاکله اهل الجنة فزائدة کبد حوت، واما الولد فاذا سبق ماء الرجل نزع الیه، واذا سبق ماء المراة نزعت الشبه قال: اشهد ان لا اله الا اللّٰه، واشهد انک رسول اللّٰه، قال: یا رسول اللّٰه، ان الیهود قوم بهت، فسلهم عنی قبل ان یعلموا اسلامی، فجاءت الیهود، فقال: ای رجل عبداللّٰه بن سلام فیکم؟ قالوا: خیرنا، وابن خیرنا، وابن افضلنا، فقال النبی ﷺ: ارایتم ان اسلم عبداللّٰه بن سلام؟ قالوا: اعاذه اللّٰه من ذلک! فاعادها، فقالوا مثل ذلک، فخرج علیهم عبداللّٰه بن سلام، فقال: اشهد ان لا اله الا اللّٰه، وان محمدا رسول اللّٰه، فقالوا: شرنا، وابن شرنا، وتنقصوه، فقال، هذا کنت اخاف یا رسول اللّٰه.﴾

(صحیح بخاری مناقب الانصار)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام (جو ابھی یہودی مذہب پر ہی تھے اور یہود کے حبر، تورات کے عالم تھے) کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آمد کی خبر ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلام آپ کی خدمت میں چند سوالات پوچھنے آئے کہنے لگے: (یا محمد) میں آپ سے تین باتوں کے متعلّق جن کا علم

صرف نبی ہی کو ہو سکتا ہے پوچھنا چاہتا ہوں۔ علامات قیامت میں سے پہلی نشانی کیا ہے۔ جنتیوں کی پہلی غذا کیا ہوگی۔ اور کیا وجہ ہے کہ بچہ کبھی ماں (یعنی ننھیال) کے مشابہ اور کبھی باپ (دادیہال) کے مشابہہ ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ابھی جبرئیل نے ان کے متعلّق مجھے خبر دی۔ عبداللہ بن سلام نے کہا: اسی کو یہود فرشتوں میں سے اپنا دشمن کہتے ہیں۔ پھر آپؐ نے (تینوں سوال کے جواب میں) فرمایا: علامات قیامت میں سے پہلی نشانی وہ "آگ" ہے جو مشرق سے مغرب کی طرف نکلے گی۔ جنتیوں کو کھانے کے لئے سب سے پہلے جو چیز پیش کی جائے گی وہ مچھلی کے جگر کی نوک ہے۔ بہرحال بچے کا والد یا والدہ کے مشابہ ہونا۔ سو جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو مرد کے مشابہ اور جب عورت کا پانی غالب آجائے تو عورت کے مشابہ (عموماً) ہوتا ہے (تینوں باتوں کا جواب پا کر) حضرت عبداللہ بن سلام کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ، یقیناً یہ یہودی قوم سخت بہتان تراش ہے میرے مسلمان ہونے کی خبر ہونے سے پہلے آپؐ ان سے میرے متعلّق پوچھیں (حضرت عبداللہ پردے کے پیچھے چھپ گئے) سرداران یہود کی ایک جماعت آپؐ کی خدمت میں آئی آپؐ نے پوچھا عبداللہ بن سلام آپ لوگوں کی نظر میں کیسا آدمی ہے سرداران یہود نے کہا: ہم سب میں بہتر اور بہتر باپ کے بیٹے اور ہم سب میں وہ افضل ہیں اور افضل ترین باپ کے بیٹے۔ حضورؐ نے پوچھا اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو تم لوگ کیا کہو گے۔ یہود کہنے لگے: اللہ تعالیٰ ان کو اس سے پناہ میں رکھے۔ حضورؐ نے پھر یہی جملہ دھرایا تو یہود نے وہی جواب دیا۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام پردے سے باہر نکل آئے اور ان سب کے سامنے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و ان محمداً رسول اللّٰہ پڑھا۔ یہود کہنے لگے یہ تو ہم میں سب سے برا آدمی ہے اور بدترین باپ کے بیٹے ہیں۔ اس طرح خوب تنقیص بیان کرنے لگے حضرت عبداللہ کہنے لگے یا رسول اللہ اسی کا مجھے اندیشہ تھا۔"

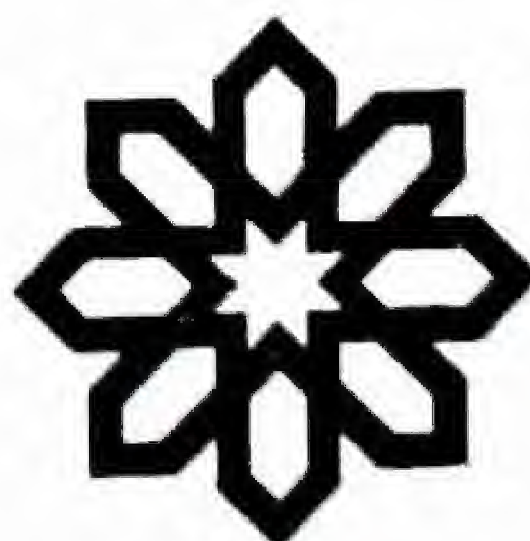
حضرت عبداللہ بن سلامؓ: توریت کے بڑے زبردست عالم تھے آپ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد میں سے تھے آپ کا اصل نام حصین بن سلام تھا اسلام لانے کے بعد رسول اللہؐ نے عبداللہ بن سلام نام رکھا۔ اسلام لانے سے قبل جب بھی توریت کی تلاوت کرتے تو ان آیات پر آکر رک جاتے جن میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی گئی تھی اور یہ دعا کرتے الٰہی! میری عمر دراز فرما تاکہ میں نبی منتظر کو بچشم خود دیکھ سکوں۔ چنانچہ آپ کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ اوپر حدیث میں بیان ہوا۔ مسلمان ہونے کے بعد پہلا کلام جو آپ نے آنحضورؐ کی زبانی سنا یہ تھا:

﴿یا ایها الناس اطعموا الطعام وافشوا السلام وصَلُوْا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنة بسلام﴾

(ترمذی ج۲ ص۷)

"اے لوگو (بھوکے) آدمیوں کو کھانا کھلایا کرو اور آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں اٹھ کر نماز پڑھو جب کہ لوگ خدا سے غافل ہوکر سو رہے ہوں تم جنّت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوگے۔"

اسلام لانے کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام آنحضرت کے ساتھ سائے کی طرح رہنے لگے دین کے حصول کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں اپنی مبارک زبان سے جنّت کی خوشخبری سنائی۔



مرد و عورت کے پانی کی کیفیت

(۱۹۰) ﴿عن عبداللّٰہ بن مسعود، قال: مریھودی برسول اللّٰہ ﷺ، وھو یحدث اصحابه، قال: قالت قریش: یا یھودی، ان ھذا یزعم انه نبی! فقال: لا سالنه عن شیء لا یعلمه الا نبی، فجاء حتی جلس، فقال: یا محمد، مم یخلق الانسان؟ قال: یا یھودی، من کل یخلق: من نطفة الرجل، ومن نطفة المراۃ، فاما نطفة الرجل فنطفة غلیظة، فمنھا العظم والعصب، واما نطفة المراۃ فنطفة رقیقة، فمنھا اللحم والدم فقام الیھودی. اللفظ لاحمد.﴾ (مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے گفتگو کر رہے تھے اس دوران ایک یہودی آپؐ کے سامنے سے گزرا، قریش نے یہودی سے کہا اے یہودی: یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہودی نے کہا میں ان سے ایسی بات پوچھوں گا جس کو صرف نبی ہی جان سکتا ہے چنانچہ وہ یہودی آیا آپؐ کی مجلس میں بیٹھا کہنے لگا یا محمد: انسان (مرد و عورت کے) کس نطفے سے پیدا کیا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے یہودی: انسان مرد و عورت دونوں کے نطفہ سے تخلیق کیا جاتا ہے مرد کا نطفہ تو غلیظ یعنی گاڑھا ہوتا ہے اس سے بچے کی ہڈیاں اور پٹھے بنتے ہیں اور عورت کا نطفہ پتلا ہوتا ہے اس سے گوشت پوست اور خون بنتا ہے۔ یہودی نے سنا تو اٹھ کر چلا گیا۔“

(۱۹۱) ﴿ان انس بن مالک حدثھم: ان ام سلیم سألت النبی ﷺ عن المراۃ تری فی منامھا ما یری الرجل؟ فقال النبی ﷺ: اذا رات الماء فلتغتسل قالت ام سلمة واستحیت من ذلک: وھل یکون ذلک یا رسول اللّٰہ؟!

قال: نعم، ان ماء الرجل غليظ ابیض، وماء المراۃ رقیق اصفر، فمن ایھما علا، او: سبق، کان منه الشبه.

(صحیح مسلم کتاب الحیض باب وجوب الغسل علی المراۃ بخروج المنی منھا ج۱ ص۱۴۵)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضرت اُمِّ سلیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! اگر عورت بھی مثل مرد کے خواب (میں احتلام ہوتا ہوا) دیکھے؟ (تو کیا غسل لازم ہوگا؟) فرمایا غسل کر لینا چاہئے حضرت اُمِّ سلمہؓ کو اس بات سے شرم آگئی اور کہنے لگیں کیا ایسا بھی ہوتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (ایسا ہوتا ہے) ورنہ (بچہ ماں کے) مشابہ کہاں سے ہوتا؟ مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد پتلا ہوتا ہے جس کا پانی غالب آجاتا ہے بچہ اسی کے مشابہ ہوتا ہے۔“

حدیث نمبر ۱۹۲ میں بھی یہی مضمون ہے۔

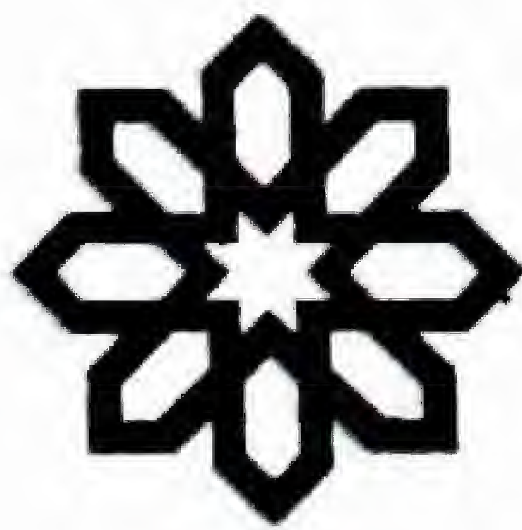
(۲۴۰) عن عائشه: زوج النبی ﷺ: ان رجلا سال رسول اللّٰہ ﷺ عن الرجل یجامع اھله، ثم یکسل، ھل علیه من غسل؟ وعائشة جالسة، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: انی لافعل ذلک، انا وھذہ، ثم نغتسل.

(صحیح مسلم الحیض باب نسخ الماء من الماء ج۱ ص۱۵۵)

نوٹ: (یہ حدیث باب کی مناسبت کی غرض سے دانستہ طور یہاں نقل کی گئی ہے نور)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے پھر (فارغ ہو کر) علیحدہ ہو جائے کیا اس پر غسل فرض ہے؟ حضرت صدیقہ بیٹھی ہوئی تھیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم دونوں (یعنی میں اور عائشہ) بھی ایسا کرتے ہیں پھر ہم غسل کرتے ہیں۔“

تشریح: قرآن وحدیث کا صریح حکم ہے کہ جب میاں بیوی آپس میں مخصوص کام کریں تو غسل فرض ہو جاتا ہے اس طرح احتلام یعنی بے خوابی ہو جائے تو غسل فرض ہے قرآن میں ہے وان کنتم جنبا فاطھروا (المائدہ آیت ٦) اگر جنابت لگ جائے تو غسل کرو۔ عورت پر بھی چار وجہ سے غسل فرض ہو جاتا ہے، ① ماہواری خون ختم ہونے، ② ولادت کے بعد آنے والا خون "نفاس" ختم ہونے، ③ خواب لگنے، اور ④ اپنے مرد سے ہم بستری کرنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے، یہی جمہور اہل اسلام کا متفقہ مسلک ہے البتہ فوری غسل ضروری نہیں ہے نماز کے قریبی وقت پر کر سکتی ہے لیکن سستی سے بے غسل ناپاکی میں گھر پڑے رہنا باعث بے برکتی ہے حدیث میں ہے ایسے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر یا ناپاک آدمی ہو۔ عورت کے لئے بھی غسل کا وہی طریقہ ہے جو مردوں کے لئے ہے کہ پورا بدن تک پانی پہنچانا لازم ہے البتہ عورتوں کے لئے اس قدر آسانی ہے کہ سر کے بالوں کے جڑ تک پانی پہنچائے تو کافی ہے لٹکنے والے بالوں کا دھونا معاف ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ بالوں کے جڑ تک پانی پہنچانا فرض ہے، اگر بالوں کی مینڈھیاں بندھی ہوئی ہوں اس کی وجہ سے پانی جڑ تک نہ پہنچ پاتا ہو تو مینڈھیاں کھول کر پانی بالوں کے جڑ تک پہنچانا ضروری ہے خواتین اس میں بہت غفلت برتی ہیں۔ اس لئے غسل فرض میں بالوں کے جڑ تک پانی پہنچانے کا خوب اہتمام کرنا چاہئے کہ نمازیں ضائع نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔



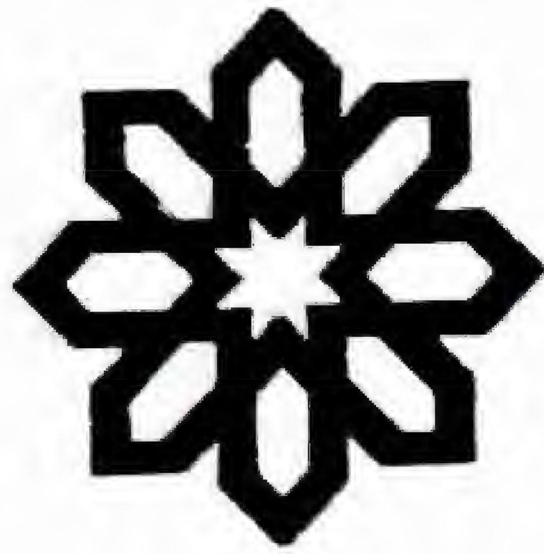
عزل کرنا

(۱۹۳) ﴿ان جابر بن عبداللّٰہ قال: کانت لنا جواری، وکنا نعزل عنھن، فقال الیھود: ان تلک المَوْؤدَۃ الصغری! سُئل رسول اللّٰہ ﷺ عن ذلک؟ فقال: کذبت یھود، لو اراد اللّٰہ خلقہ، لم تستطع ردہ.﴾

(ترمذی، النکاح باب ماجاء فی العزل ج۱ ص۲۱۵)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہماری کچھ باندیاں تھیں اور ہم ان سے عزل کرتے تھے (یعنی انزال کے وقت علیحدہ ہوتے تھے) یہود کہنے لگے کہ یہ (عزل کرنا) واد صغریٰ ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا (کیا یہ واد صغریٰ ہے؟) تو آپؐ نے فرمایا یہود جھوٹ بولتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی روح کو پیدا کرنا چاہیں تو کوئی چیز اس سے نہیں روک سکتی۔"

دیگر روایات کا مضمون بھی بعض الفاظ کی ترمیم کے ساتھ اسی طرح ہے۔ ۱۹۴ سے ۱۹۹ تک مضمون یکساں ہے۔ اس کی شرح آئے گی انشاء اللہ۔



عزل کے متعلّق ابوسعید خدریؓ کی مرویات

(۲۰۰) ﴿عن ابی سعید الخدری، قال: سئل رسول اللہﷺ عن العزل؟ فقال: لا علیکم ان لا تفعلوہ، فانہ ما من نسمۃ تقضی ان تکون، الا وھی کائنۃ. خالفہ معمر.﴾ (مسلم النکاح باب حکم العزل ج۱ ص۴۶۴)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلّق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا اگر ایسا نہ کرو گے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جس روح کا پیدا ہونا قیامت تک خدا نے مقرر کر دیا ہے وہ تو ضرور پیدا ہوگی۔“

حدیث نمبر ۲۰۲ تک روایات کا مضمون یکساں ہے۔

(۲۰۳) ﴿عن ابی سعید الخدری، قال: اصبنا سبیا، فکنا نعزل، ثم سالنا رسول اللہﷺ عن ذلک؟ فقال لنا: انکم لتفعلون، وانکم لتفعلون؟ ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیامۃ، الا ھی کائنۃ.﴾ (مسلم باب حکم العزل ج۱ ص۴۶۴)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں ہمارے ہاتھ جنگ میں کچھ عورتیں (باندیاں) لگیں ہم ان سے عزل کرتے تھے کچھ دنوں کے بعد ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو ارشاد فرمایا تم ضرور ایسا کرتے ہو تم ضرور ایسا کرتے ہو مگر جو روح قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ تو ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔“

حدیث نمبر ۲۰۴ کا ترجمہ یکساں ہے۔

(۲۰۵) ﴿عن ابی سعید، قال: ذکر العزل عند رسول اللہﷺ فقال: لم یفعل احدکم ذلک؟! ولم یقل: فلا یفعل احدکم ذلک فلیست نفس مخلوقۃ، الا اللہ خالقھا.﴾ (مسلم النکاح باب حکم العزل ج۱ ص۴۶۴)

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عزل کا ذکر آیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی ایسا کیوں کرتا ہے؟ جو جان پیدا ہونے والی ہے اس کا تو خدا تعالیٰ ہی خالق ہے (اس فعل عزل سے کیا ہوتا ہے) راوی کا بیان ہے کہ حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ ایسا کوئی نہ کرے۔"

۲۰۸ تک دوسری روایات میں بھی یہی مضمون ہے۔

(۲۰۹) ﴿عن ابی سعید الخدری، قال: ذکر ذلک (ای العزل) عند رسول اللّٰہ ﷺ فقال: وما ذلکم؟ قالوا: الرجل تکون له المراة، فترضع له، فیصیب منها، ویکره ان تحمل منه، وتکون له الجاریة، فیصیب منها، ویکره ان تحمل منه؟ قال: فقال: فلا علیکم ان لا تفعلوا ذاکم، فانما هو القدر.﴾

(صحیح مسلم النکاح باب حکم العزل ج ۱ ص ۴۶۵)

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدریؓ ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عزل کا تذکرہ آیا آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ کیوں ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اگر کسی شخص کی بیوی بچہ کو دودھ پلاتی ہوتی ہے اور وہ اس سے قربت کرتا ہے مگر استقرار حمل کو بھی (ایسی حالت میں) پسند نہیں کرتا یا کسی کے پاس باندی ہوتی ہے اور وہ اس سے قربت کرتا ہے مگر استقرار حمل کو بھی پسند نہیں کرتا (تو ایسی صورت میں عزل کرتا ہے) فرمایا ایسا نہ کرو گے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ تو محض تقدیر ہے۔"

(۲۱۱) ﴿عن جابر بن عبداللّٰہ، قال: جاء رجل الی النبی ﷺ فقال: ان لی جاریة، وانا اعزل عنها، فقال: اما ان ذاک لا یمنع شیئا اراد اللّٰہ ثم اتی النبی ﷺ فقال: أَشَعَرْتَ ان تلک الجاریة قد حملت! فقال: انا عبداللّٰہ ورسوله.﴾ (صحیح مسلم باب حکم العزل ج ۱ ص ۴۶۵)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خدمت گرامی میں

حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ میری ایک باندی ہے میں اس سے عزل کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا یہ فعل مشیت الٰہی کو تو روک نہیں سکتا۔ کچھ مدت کے بعد اس شخص نے پھر حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ جس باندی کا میں نے آپؐ سے تذکرہ کیا تھا وہ حاملہ ہو گئی آپؐ نے فرمایا (میں نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو اس کے مقدر میں ہے وہ اس کو ملے گا) میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

تشریح: (۲۰۰ سے ۲۱۱ تک) موجودہ زمانہ کی طرح پہلے زمانوں میں بھی کم اولاد ہونے کا جذبہ رہا ہے چنانچہ اسلام سے پہلے لوگ اس کے لئے "عزل" کا طریقہ اختیار کرتے تھے "عزل" یہ ہے کہ بیوی سے ہمبستری کے دوران جب انزال کا وقت آئے تو شوہر اپنے کو بیوی سے الگ کر لے تاکہ پانی باہر ضائع ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بعض لوگ ایسا کرتے تھے اس کے بارے میں حضورؐ سے پوچھا گیا تو آپ نے وہ جواب دیا جس کا ذکر اوپر کی جملہ احادیث میں گزر چکا امت کے اکثر فقہاء و محدثین نے ان جملہ احادیث سے یہی سمجھا کہ بوقت مصلحت و ضرورت، جدید یا قدیم طریقہ عزل ممنوع اور ناجائز تو نہیں لیکن (بلا ضرورت کے) اچھا بھی نہیں ہے چنانچہ مسئلہ یہی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے خاص حالات کی وجہ سے (مثلاً حمل ٹھہر جانے کی وجہ سے شیر خوار بچے کو دودھ سے محروم ہو جانے کا اندیشہ ہو یا حمل ٹھہر جانے میں عورت کی صحت کو معمول سے زیادہ خطرہ لاحق ہو تو) جدید یا قدیم طریقہ عزل اختیار کرے تو گنجائش ہے گناہ نہیں ہے لیکن محض تنگی معاش کے پیش نظر اولاد سے بچنا مقصود ہو تو کوئی بھی جدید و قدیم طریقہ عزل مکروہ تحریمی ہے اسی طرح استقرار حمل کو روکنے والی دواؤں یا چھلے کا استعمال بھی عام حالات میں ناجائز ہے البتہ ضرورت شدیدہ کے وقت اس کا استعمال گناہ نہیں۔ اگر حمل میں روح کے آثار ظاہر ہو چکے ہوں تو حمل ضائع کرانا حرام اور قتل نفس کے برابر ہے حدیث میں اس کو بھی وأد صغریٰ (زندہ درگور کرنا) کہا گیا

ہے ہاں اگر ضرورت شدیدہ ہو مثلاً شیر خوار بچے کی صحت کو خطرہ ہو یا عورت کو خطرہ ہو تو چار ماہ سے قبل ضائع کرایا جا سکتا ہے لیکن ۴ ماہ کے بعد جان پڑ جانے کی بناء پر ضائع کرانا حرام ہے۔ یاد رہے ایسا کوئی آپریشن کرانا جس سے ہمیشہ کے لئے مرد یا عورت میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے ایسی نس بندی قطعی حرام ہے۔ آنحضرتؐ نے ایک صحابی کو خصی ہونے سے سختی سے منع فرمایا۔ نیز ان احادیث میں دوسری بات جو واضح کی گئی وہ یہ ہے کہ کسی کا یہ خیال کرنا صحیح نہیں ہے کہ عزل کیا جائے تو بچہ نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوگی تو بچہ بہر حال پیدا ہو کر رہے گا چنانچہ عزل کے متعلق پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا ماعلیکم ان لا تفعلوہ الخ اگر تم عزل نہ بھی کرو تو اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو پیدا ہو کر رہے گی۔

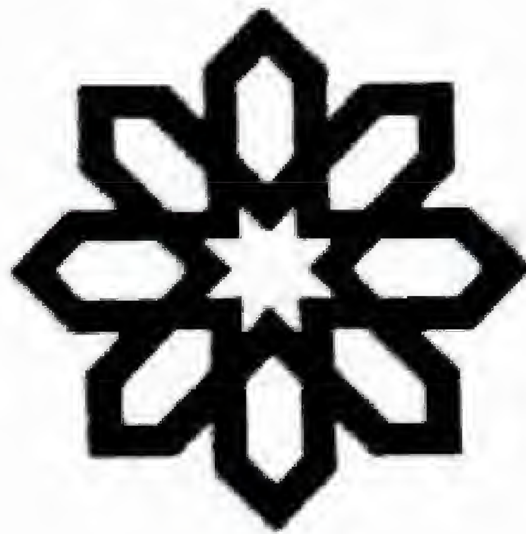
(مشکوٰۃ شریف)

یعنی ضبط تولید اور عزل کے لاکھ طریقے آزمالو "کسی روح کی تخلیق کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو جائے تو پھر انسانی تدبیر (خدائی ارادے کو اور اس کے نتیجہ میں) آنے والی روح کو روک نہیں سکتی) (صحیح مسلم شریف) وہ روح آکر رہے گی اور اگر اس کا پیدا ہونا مقدر نہیں تو پھر عزل نہ کرو تو بھی تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ یہی مضمون اس دوسری حدیث سے اور زیادہ واضح ہوگا کہ ایک شخص نے اپنی باندی سے اولاد نہ ہونے کی خواہش پر آنحضرتؐ سے عزل کی اجازت چاہی آپؐ نے فرمایا اگر چاہو تو عزل کرو لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس باندی کے لئے جو مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور ہوگا کچھ دنوں کے بعد وہی شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے عزل کے باوجود اس باندی کے تو حمل قرار پا گیا آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو بتایا تھا کہ جو اس کے لئے مقدر ہو چکا وہ ہو کے رہے گا (صحیح مسلم شریف) یقیناً مشیت خداوندی کچھ اور ہو تو انسانی تدابیر فیل ہوں گی اور ارادۂ الٰہیہ پورا ہو کے رہے گا۔ اللہ ہم سب کو حلاوت ایمان نصیب کرے آمین۔

دوران حیض عورت سے کنارہ کشی

(۲۱۲) ﴿عن انس، قال: کانت الیھود اذا حاضت المراة منھم، لم یواکلوھا، ولم یشاربوھا، ولم یجامعوھا فی البیوت، فانزل اللّٰہ تعالیٰ: یسالونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن فقال رسول اللّٰہﷺ: افعلوا کل شیء الا الجماع.﴾ (صحیح مسلم، الحیض باب جواز غسل الحائض راس زوجھا ج۱ص۱۴۲)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں یہود کی عورتوں میں کسی کو جب حیض آتا تو یہودی نہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے نہ گھروں میں ان کو ساتھ رکھتے تھے۔ صحابہؓ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت یسئلونک عن المحیض الخ نازل فرمائی آنحضرتؐ نے فرمایا (حائضہ عورت کے ساتھ) سوائے مباشرت کے اور سب کچھ کرو۔“



دوران حیض مباشرت پر کفارہ

(۲۱۳) ﴿عن ابن عباس، عن النبی ﷺ: فی الذی یاتی امراته وھی حائض؟ قال: یتصدق بدینار، او بنصف دینار.﴾

(ابو داؤد النکاح باب فی کفارۃ مَنْ اَتٰی حائِضًا ج ۱ ص ۳۰۱ طبع امدادیہ ملتان)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حیض کے دوران بیوی سے مباشرت کرنے والے شخص کے متعلق آپ ؐ نے فرمایا کہ ایک دینار (یعنی ۴½ ساڑھے چار گرام تقریباً سونے کی رقم) یا نصف دینار (بطور کفارہ) صدقہ کرے۔“

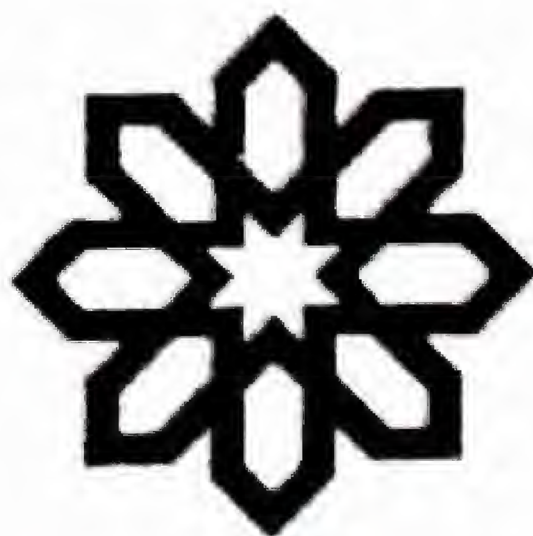
۲۱۴ تا ۲۲۰ تک دیگر روایات کا مضمون بھی ایسا ہی ہے۔

(۲۲۱) ﴿عن ابن عباس، عن النبی ﷺ: فی الذی یاتی امراته، وھی حائض؟ ان کان الدم عبیطا فدینار، وان کان فیه صفرة فنصف دینار.﴾

(ترمذی، الطھارۃ باب ماجاء فی الکفارۃ فی ذلک ج ۱ ص ۳۵ طبع ایچ ایم سعید)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسے ہی شخص کے بارے میں ایک اور روایت میں نقل کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا اگر تازہ سرخ خون (یعنی ابتدائی ایام حیض) کے دوران جماع کیا تو ایک دینار صدقہ کرے اور زرد رنگ (جو عموماً حیض کے آخری ایام میں آتا ہے) کے خون کے دوران مباشرت کی تو آدھا دینار صدقہ کرے۔“

۲۲۳ تک دیگر روایات باب میں بھی یہی مضمون ہے۔



حائضہ کے ساتھ کھانا پینا اور اس کا جھوٹا استعمال کرنا

(۲۳۴) ﴿إن عائشه تقول: كنت اشرب، وانا حائض، ثم ياخذ النبى ﷺ فيضع فمه على المكان الذى شربت، وكنت اتعرق، فياخذه النبى ﷺ فيضع فمه على ذلك المكان.﴾

(صحیح مسلم الحیض باب جواز غسل الحائض راس زوجها ج ا ص ۱۴۲)

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں ماہواری کی حالت میں جب (کوئی چیز) پیا کرتی تھی اور وہی برتن رسول اللہؐ کو دیا کرتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے منہ لگنے کی جگہ پر ہی دھن مبارک لگا کر پی لیا کرتے تھے۔ اور اسی حالت میں (کبھی) میں دانتوں سے گوشت والی ہڈی کو نوچ کر کھایا کرتی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا کرتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے منہ لگنے کی جگہ پر سے ہی دھن مبارک لگا کر کھایا کرتے تھے۔"

(۲۳۵) ﴿عن جابر، قال: خرج رسول الله ﷺ فبصر بامراة، فرجع، فدخل الى زينب، فقضى حاجته، ثم خرج على اصحابه: فقال: ان المراة تقبل فى صورة شيطان، وتدبر فى صورة شيطان، فمن ابصر منكم من ذلك من شيء فليات اهله، فان ذلك له وجاء.﴾

(مسلم النکاح باب ندب من رأى امرأة فوقعت الخ ج ا ص ۴۴۹)

ترجمہ: "حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز گھر سے نکلے تو آپؐ کی نگاہ کسی (اجنبی) عورت پر پڑ گئی فوراً واپس لوٹ کر اپنی بیوی حضرت زینبؓ کے پاس تشریف لائے حضرت زینبؓ اس وقت کھال کو دباغت دے رہی تھیں آنحضرت ﷺ نے ان سے قربت کی اور پھر باہر تشریف لا کر ارشاد فرمایا: عورت کی آمد بھی شیطان کی صورت میں ہوتی ہے اور واپسی بھی شیطان کی شکل میں ہوتی ہے

اگر تم میں سے کوئی کسی اجنبی عورت کو دیکھے (اور دل کو بھائے) تو اپنی بیوی کے پاس آجائے اس فعل سے وہ خواہش جاتی رہے گی جو اس کے دل میں پیدا ہوئی ہوگی۔"

تشریح: (۲۱۲ سے ۲۳۵ تک) ہر ماہ عورت کو رحم سے بغیر کسی بیماری اور ولادت کے جو خون آتا ہے وہ حیض یعنی "ماہواری" کہلاتا ہے بچہ کی ولادت کے بعد آنے والے خون کو نفاس اور بیماری سے آنے والے خون کو استحاضہ کہتے ہیں کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات تک سفیدی کے علاوہ جو رنگ کا بھی خون آئے وہ حیض شمار ہوگا تین دن سے کم آکر بند ہو جائے تو ماہواری شمار نہ ہوگا اسی طرح دس دن سے زیادہ جاری رہے تو بھی دس دن سے زائد والا خون "حیض" شمار نہ ہوگا آخر کے ان دونوں قسم کے خونوں (تین دن سے کم، دس دن سے زائد) میں نماز روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے ہر وقت کی نماز کے لئے الگ وضو کر کے باقاعدہ طریقے سے نماز پڑھنا لازم ہے۔

لیکن ماہواری کے دوران کسی بھی قسم کی نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن شریف پڑھنا یا چھونا اپنے مرد سے قربت کرنا، مسجد میں جانا، طواف کرنا یہ سب ممنوع ہیں البتہ قرآن کے علاوہ دیگر قسم کے وضائف، اذکار کی کتابیں چھو سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں حفظ قرآن کی ضرورت کے لئے بھی عورت ماہواری کے دوران مکمّل آیت نہ پڑھے بلکہ درمیان آیت ٹھہر ٹھہر کر پڑھے معلمہ و متعلمہ دونوں کے لئے یہ رخصت علامہ طاہری وغیرہ حضرات کے ہاں ہیں۔

ماہواری کے زمانہ میں عورت سے قربت یعنی "مخصوص کام" حرام ہے قرآن کا حکم ہے ولا تقربوھن حتی یطھرن (عورتیں جب تک حیض سے پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت نہ کریں) خدانخواستہ اگر دوران ماہواری عورت کے ساتھ مباشرت کی تو ایسے شخص کو بطور کفارہ توبہ و استغفار کرنا لازم ہے یہی امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور اکثر علماء کا مسلک ہے البتہ ساتھ ہی کچھ مالی صدقہ بھی) دے یعنی اگر شروع ایام حیض

میں یہ جرم ہوا تو ایک دینار (یعنی ۴/۱ ۴ ساڑھے چار ماشہ یا گرام تقریباً سونا کی رقم) اور اگر حیض کے آخری ایام کے دوران ایسا ہوا تو نصف دینار کے بعد رقم صدقہ کر دے۔ جیسا کہ حدیث میں گزرا۔ البتہ یہ صدقہ کرنا مستحب ہے ضروری نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ خیرات اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا کر دیتا ہے دوسری حدیث میں ہے جہنّم کی آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور صدقہ کر کے ہی ہو۔ لہٰذا توبہ کے ساتھ صدقہ خیرات بھی کرے تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی جو اس فعل بد پر ہوئی تھی دور ہو جائے گی۔

ماہواری کے دوران ناف سے گھٹنوں کے درمیان والے حصے کو مرد کا ہاتھ لگانا یا جسم ملانا جب کہ درمیان میں کوئی کپڑا حائل نہ ہو مکروہ تحریمی ہے البتہ کپڑے کے اوپر سے اس حصّہ سے اور اس کے علاوہ بقیہ بدن سے جسم ملانا جائز ہے جیسا کہ حدیث میں گزرا۔ لیکن پرہیز کرنا ہی زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ ماہواری کے زمانہ میں عورت کے ساتھ گھر میں رہنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا ہاتھ لگانا اس کے ساتھ کھانا پینا سب جائز ہے اس کا جھوٹا پاک ہے یہود مجوس اور ہندوؤں میں یہ رواج ہے کہ حیض والی عورت کو اچھوت بنا کر علیحدہ چھوڑ دیتے ہیں نہ وہ برتن کو ہاتھ لگائے نہ کسی کا کپڑا چھوئے بلکہ یہود کی تحریف کردہ توریت میں تو "یہاں تک موجود ہے کہ" اگر حائضہ عورت کسی شخص کے کپڑے کو ہاتھ لگائے تو وہ شخص چوبیس گھنٹے کے لئے ناپاک ہو جاتا ہے لیکن شریعت مطہرہ میں ایسا نہیں ہے بلکہ عورت کو اس حالت میں بھی قابل اکرام و احترام قرار دیا گیا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کا یہ بیان گزرا کہ ان کا معمول تھا کہ مخصوص ایام میں برتن سے جس جگہ منہ لگا کر پانی پیا کرتی تھیں آپ ﷺ بھی اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور حضرت عائشہؓ جس جگہ منہ لگا کر ہڈی سے گوشت نوچا کرتی تھیں آپ ﷺ بھی اسی جگہ منہ لگا کر ہڈی کا گوشت نوچا کرتے تھے۔ غرض "مخصوص قربت" کے علاوہ باقی قسم کا اختلاط جائز ہے حیض کے بقیہ احکام دیگر کتابوں میں دیکھیں۔

بیوی سے دل لگی میں جھوٹ موٹ کی باتیں

(۲۳۷) ﴿ان ام کلثوم ابنة عقبة اخبرت: انها سمعت رسول اللهﷺ یقول: لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس، فیقول خیرا، وینمی خیرا ولم یرخص فی شیء مما یقول الناس انه کذب الا فی ثلاث: فی الحرب، والاصلاح بین الناس، وحدیث الرجل امراته، وحدیث المراة زوجها.﴾ (صحیح بخاری، الصلح باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس ج۱ ص۳۷۱، مسلم ج۲ ص۳۲۵)

ترجمہ: ”حضرت اُمّ کلثومؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کراتا ہے اور کوئی (خلاف واقع) اچھائی کی بات کہہ دیتا ہے۔ زہری (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کہتے ہیں جس بات کو لوگ جھوٹ کہا کرتے ہیں اس کو کہنے کی صرف تین مقام پر اجازت ہے لڑائی میں لوگوں میں باہمی صلح کرانا۔ شوہر کی بات اپنی بیوی سے یا بیوی کی بات اپنے شوہر سے۔ (یعنی میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے سے دل لگی اور خوش رکھنے کے لئے جھوٹ موٹ اور خلاف واقع بات کہنا جائز ہے اس پر جھوٹ کہنے کا گناہ نہیں ہوگا نور)۔“

(۲۳۸) ﴿عن ام کلثوم بنت عقبة: انها سمعت رسول اللهﷺ لا یرخص فی شیء من الکذب الا فی ثلاث، کان رسول اللهﷺ یقول لا اعده کذبا: الرجل یصلح بین الناس، یقول القول یرید الصلاح، والرجل یقول القول فی الحرب، والرجل یحدث امراته، والمراة تحدث زوجها. خالفه یونس بن یزید.﴾ ( )

ترجمہ: ''حضرت اُمّ کلثومؓ سے دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو جھوٹ شمار نہیں کرتا جو کہ آدمی لوگوں میں صلح کرانے کے لئے کہے اور جو (خلاف واقع) بات جنگ میں (دشمنوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے) اور شوہر (خوش کرنے کے لئے) بیوی سے اور بیوی شوہر سے کہے۔''

تشریح: ان حدیثوں میں بیان کیا گیا کہ جھگڑا کرنے والے دو فریق کے مابین صلح کرانے کے لئے جو خلاف واقع بات کہی جائے وہ جھوٹ میں شمار نہ ہوگا یعنی جھوٹ بولنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لوگوں میں صلح اور خاص کر میاں بیوی کے جھگڑے میں صلح کرانے کی کس قدر اہمیت ہے حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے صحابہ سے پوچھا کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتاؤں جو نماز روزے اور صدقہ سے بھی افضل ہے ارشاد فرمایا اصلاح ذات البین۔

(ابو داؤد، الادب باب فی الصلح ذات البین)

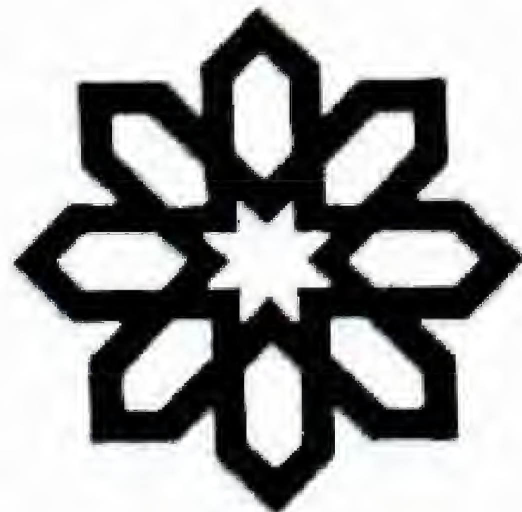
ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

﴿ومن ترک المراء وھو محق بنی لہ فی وسط الجنۃ﴾

(ترمذی ج۲ ص۲۰)

''یعنی میں اس شخص کو جنّت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے۔''

کیونکہ مسلمانوں کے لڑائی جھگڑے بہر صورت اللہ و رسول کو سخت ناپسند ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے آمین۔



ابواب حقوقِ زوجین

میاں بیوی کے حقوق کا بیان

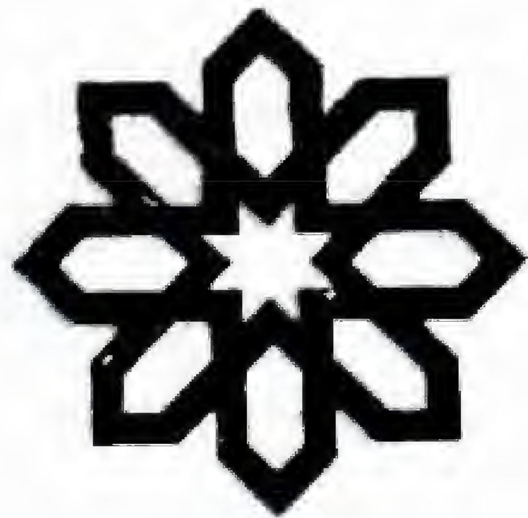
اپنے شوہر کے گھربار اور مال کی نگہبانی کرنا

(۲۴۸) ﴿عن ابی هريرة، قال: سمعت رسول اللهﷺ يقول: نساء قريش خير نساء ركبن الابل، احناه على طفل، وارعاه على زوج فی ذات يده قال ابو هريرة: ولم تركب مريم بنت عمران بعيرا قط.﴾ (بخاری احادیث الانبیاء باب قوله تعالیٰ اذ قالت الملائكة يامريم ج۱ ص۴۸۸، مسلم فضائل الصحابه ج۲ ص۳۰۷)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: قریش کی عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں (یعنی عرب کی عورتوں) میں سب سے زیادہ اچھی ہیں بچوں پر سب سے زیادہ مہربان اور شوہروں کے مال کی نگہبان ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مریم بنت عمران کبھی بھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔“

تشریح: بیوی پر شوہر کے کس قدر زیادہ حقوق ہیں اس کو بیان کرنے کے لئے اس سے زیادہ بلیغ اور مؤثر کوئی دوسرا عنوان نہیں ہو سکتا جو رسول اللہؐ نے اس حدیث میں اختیار فرمایا کہ ”اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (ترمذی) حدیث کا مطلب یہی ہے کہ کسی کے نکاح میں آجانے اور اس کی بیوی بن جانے کے بعد عورت پر خدا کے بعد سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہو جاتا ہے اسے چاہئے کہ اس کی فرمانبرداری اور رضا جوئی میں کوئی کمی نہ کرے دیانتداری کے ساتھ شوہر کے مال اسباب اور گھربار کی بھی حفاظت کرے چنانچہ صحابیات میں یہ اوصاف اتم درجہ کے پائے جاتے تھے حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر صدیقؓ کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی حضرت اسماء گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا اور کہا کہ اپنے سایۂ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئیں فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھی لیکن شوہر کی

اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں" بولیں اگر میں اجازت دے دوں اور زبیرؓ انکار کر دیں تو مشکل پڑے گی زبیر کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے سوال کرو اگدا گر پھر اسی حالت میں آیا اور کہا "یا اُمّ عبداللہ" میں محتاج آدمی ہوں آپ کے دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں بولیں تم کو مدینہ میں میرا ہی گھر ملتا تھا، حضرت زبیرؓ نے کہا تمہارا کیا بگڑتا ہے جو ایک محتاج کو خرید و فروخت سے روکتی ہو؟ وہ تو چاہتی ہی تھیں، چنانچہ اجازت دیدی (صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب الحث علی الصدقہ) اسی طرح کی بے شمار مثالیں صحابیات کی سیرت میں ہیں البتہ اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ان کی اس خصوصیت کو یوں بیان فرمایا نعم النساء نساء قریش الخ قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں بچوں سے محبت رکھتی اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی رکھتی ہیں یہ دونوں باتیں عورت کے فرائض میں شامل ہیں اوّل تو بچوں کی تربیت اور بچوں سے محبّت اس میں سوتیلی اولاد بھی شامل ہے کیونکہ اپنی اولاد سے تو ہر کوئی محبّت کرتا ہے لیکن حضورؐ نے فرمایا کہ سوتیلی اولاد سے محبّت کرنا قریشی عورتوں کا خاص وصف ہے عورتیں عموماً سوتیلی اولاد سے نفرت کرتی ہیں جو سخت بڑا گناہ ہے اپنی اولاد کی طرح سوتیلی سے محبّت کرنا جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ دوسرا فریضہ شوہر کے گھربار مال و اسباب کی حفاظت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دین و ایمان اور عزت و ناموس کی حفاظت فرمائے آمین۔

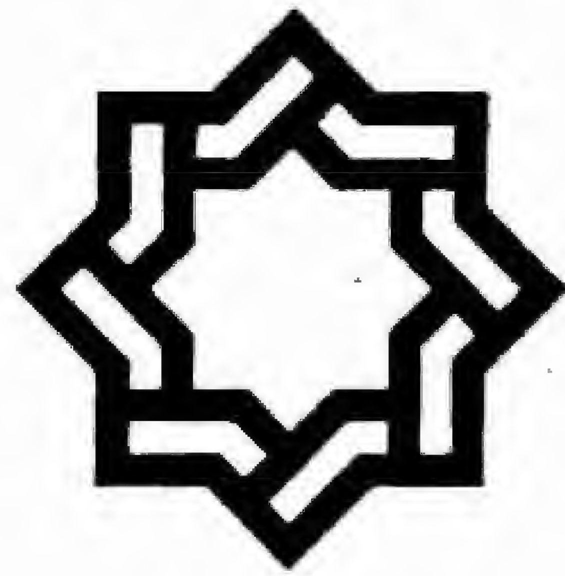


اپنے شوہر کا شکر گزار ہونا

(۲۴۹) ﴿عن عبداللّٰہ بن عمرو، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لا ینظر اللّٰہ الی امراۃ لا تشکر لزوجھا، وھی لا تستغنی عنہ. قال ابو عبدالرحمن: سرار بن مجشر ھذا، ثقۃ بصری، وھو، ویزید بن زریع، یقدمان فی سعید بن ابی عروبۃ، لان سعیدا، کان تغیر فی آخر عمرہ، فمن سمع منہ قدیما، فحدیثہ صحیح. وافقہ عمر بن ابرھیم علی رفعہ.﴾

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۹۰، بیہقی ج ۷ ص ۲۹۴)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس عورت پر نظر رحمت نہیں فرماتے جو اپنے شوہر کا شکر گزار نہیں حالانکہ وہ عورت اپنے شوہر سے بے نیاز نہیں ہے۔“



حدیث اُمّ زرع

(۲۵۲) ﴿عن عائشة، قالت: جلست حادی عشر امراة، فتعاهدن، وتعاقدن، ان لا یکتمن من اخبار ازواجهن شیئا: قالت الاولی: زوجی لحم جمل غث، علی راس جبل، لا سهل فیرتقی، ولا سمین فینتقل. قالت الثانیة: زوجی لا ابث خبره، انی اخاف ان لا أذره، وانا اذکره، اذکر عجره، وبجره. قالت الثالثة: زوجی العشنق، ان انطق اطلق، وان اسکت اعلق. قالت الرابعة: زوجی کلیل تهامة، لا حر، ولا قر، ولا مخافة، ولا سامة. قالت الخامسة: زوجی ان دخل فهد، وان خرج اسد، ولا یسال عما عهد. قالت السادسة: زوجی ان اکل لف، وان شرب اشنف، وان اضطجع التف، ولا یولج الکف، لیعلم البث. قالت السابعة: زوجی غیایاء، او: عیایاء، طباقاء، کل داء له داء، شجک، اوفلک، او جمع کلالک. وقالت الثامنة: زوجی المس مس ارنب، والریح ریح زرنب. وقالت التاسعة: زوجی رفیع العماد، طویل النجاد، عظیم الرماد، قریب البیت من الناد. قالت العاشرة: زوجی، زوجی مالک، وما مالک! مالک خیر من ذلک، له ابل کثیرات المبارک، قلیلات المسارح، اذا سمعن یوما صوت المزهر ایقن انهن هوالک. قالت الحادی عشرة: زوجی ابو زرع، فما ابو زرع! اناس من حلی اذنی، وملا من شحم عضدی، وبجحنی، فبجحت الی نفسی، وجدنی فی اهل غنیمة بشق، فجعلنی فی اهل صهیل واطیط، ودایس ومنق، فعنده اقول فلا اقبح، وارقد فاتصبح، واشرب فاتقمح. ام ابی زرع، فما ام ابی زرع! عکومها رداح، وبیتها فساح. ابن ابی زرع، فما ابن ابی زرع! مضجعه کمسل شطبة، وتشبعه ذراع الجفرة. ابنة ابی زرع،

فما ابنة ابی زرع! طوع ابیها، وطوع امها، وملء کسائها، وغیظ جارتها. جاریة ابی زرع، فما جاریة ابی زرع! لا تبث حدیثنا تبثیثا، ولا تنقث میرتنا تنقیثا، ولا تملا بیتنا تعشیشا. قالت: خرج ابوزرع، والاوطاب تمخض، فلقی امراة معها ولدان لها، کالفهدین، یلعبان من تحت خصرها برمانتین، فطلقنی، ونکحها. ونکحت بعده رجلا سریا، ورکب شریا، واخذ خطیا، واراح علی نَعَمًا ثریا، واعطانی من کل رائحة زوجا، فقال: کلی ام زرع، ومیری اهلک. قالت: فلو جمعت کل شیء اعطانیه، ما بلغ اصغر آنیة ابی زرع. قالت: عائشة: فقال لی رسول اللّٰہ ﷺ کنت لک کابی زرع لام زرع. ﴾ (صحیح بخاری، النکاح باب حسن المعاشرة مع الاهل ج ۲ ص ۷۷۹)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتوں نے بیٹھ کر باہم قول وقرار کیا کہ اپنے شوہروں کی باتیں بالکل ایک دوسرے سے پوشیدہ نہیں رکھیں گی۔“

پہلی عورت: بولی میرا شوہر لاغر اونٹ کے گوشت کی طرح ہے (یعنی بالکل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں زندگی باقی ہی نہ رہی اور گوشت بھی اونٹ کا جو زیادہ مرغوب بھی نہیں) اور گوشت بھی سخت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ پہاڑ کا راستہ سہل ہے جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو اور نہ وہ گوشت ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے سو دقتیں اٹھا کر اس کے اتارنے کی کوشش ہی کی جائے اور اس کو اختیار کیا ہی جائے (مطلب یہ کہ میرا شوہر بد اخلاق تند مزاج اور غیر مفید ہے مشقتیں اٹھا کر کسی فائدہ کے حصول کی جستجو کی جائے تو بھی بے سود ہے)۔

دوسری عورت بولی: میں اپنے شوہر کا انکشاف نہیں کروں گی مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں مجھے اس کو چھوڑنا نہ پڑ جائے (کیونکہ) اگر میں اس کا تذکرہ کروں گی تو اس کے تمام اندرونی عیوب واسرار کا ذکر کرنا پڑے گا۔

تیسری بولی: میرا شوہر ایک لانبا (بے وقوف) شخص ہے اگر میں کچھ کہتی ہوں تو مجھے طلاق دے دی جائے گی اور خاموش رہتی ہوں تو معلق رہوں گی (نہ اِدھر نہ اُدھر)۔

چوتھی عورت بولی: میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح ہے (جس میں) نہ گرمی ہے نہ سردی نہ خوف نہ ملال۔

پانچویں عورت بولی: میرا شوہر اگر گھر میں آتا ہے تو (نیند میں) چیتے کی طرح ہوتا ہے باہر جاتا ہے تو (دلیری میں) شیر بن جاتا ہے گھر کے مال متاع کی پرسش نہیں۔

چھٹی نے کہا: میرا شوہر کھاتا ہے تو سب چیزیں ملا کر کھا جاتا ہے پیتا ہے تو کچھ باقی نہیں چھوڑتا، سوتا ہے تو سکڑ کر سو جاتا ہے (کپڑوں کے اندر) ہاتھ قریب نہیں کرتا کہ اس کو میری اندرونی حالت معلوم ہو سکے۔

بعض حضرات کا ترجمہ یوں ہے: چھٹی بولی کہ میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا، جس سے میری پراگندگی معلوم ہو سکے۔

ساتویں عورت بولی: میرا شوہر نامرد بے وقوف اور شریر احمق ہے تمام امراض اس میں جمع ہیں (اخلاق ایسے) یا تو سر پھاڑتا ہے یا دیگر اعضاء توڑ دیتا ہے یا دونوں باتیں کرتا ہے۔ (دیگر ترجمہ: اخلاق ایسے کہ میرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے)۔

آٹھویں عورت بولی: میرے شوہر کی خوشبو زرنب کی خوشبو کی طرح ہے اور مس کرنے میں (اس کے بدن کی نرمی) خرگوش کی طرح ہے۔

نویں عورت نے کہا: میرا شوہر نہایت شریف عالی قدر دراز قامت اور فیاض ہے مجالس سے اس کا گھر قریب ہے۔

دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے اور عجیب طرح کا مالک ہے اس کے پاس اونٹ بہت ہیں جن کا قیام زیادہ تر گھر میں ہی رکھتا ہے، جنگل کو چرنے بہت کم جاتے ہیں جب وہ باجے (سارنگی یا ستار وغیرہ) کی آواز سنتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ (اب ہم کو ذبح کیا جائے گا کوئی مہمان آیا ہے باجا بج رہا ہے اس کی ضیافت کی جائے گی اور) ہم ہلاک ہوں گے۔

گیارہویں عورت: اُمّ زرع نے کہا میرا خاوند ابو زرع تھا ابو زرع کی کیا تعریف کروں؟ زیوروں سے میرے کان جھکا دیئے اور (کھلا کھلا کر) چربی سے میرے بازو پُر کر دیئے، مجھے ایسا خوش و خرم رکھتا تھا کہ میں خود پسندی اور عجب میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی مجھے اس نے ایک ایسے غریب گھرانہ میں پایا تھا جو بڑی تنگی کے ساتھ چند بکریوں پر گزر کرتے تھے اور وہاں سے ایسے خوشحال خاندان میں لے آیا تھا جس کے یہاں گھوڑے اونٹ کھیتی کے بیل اور کسان تھے (یعنی ہر قسم کی ثروت موجود تھی اس سب کے علاوہ اس کی خوش خلقی کہ) میری کسی بات پر بھی مجھے برا نہیں کہتا تھا۔ میں دن چڑھے تک سوتی رہتی کوئی جگا نہیں سکتا تھا، کھانے پینے میں ایسی ہی وسعت کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی تھی (اور ختم نہ ہوتا تھا)۔

ابو زرع کی ماں (میری خوش دامن) بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرپور رہتے تھے اس کا مکان نہایت وسیع تھا (یعنی مالدار بھی تھی اور عورتوں کی عادت کے موافق بخیل بھی نہیں تھی اس لئے کہ مکان کی وسعت سے مہمانوں کی کثرت مراد لی جاتی ہے) ابو زرع کا بیٹا بھلا اس کا کیا کہنا وہ بھی نور علیٰ نور ایسا پتلا دبلا چھریرے بدن کا کہ اس کے سونے کا حصّہ (یعنی پسلی وغیرہ) ستی ہوئی ٹہنی یا ستی ہوئی تلوار کی طرح باریک، بکری کے بچہ کا ایک دست اس کے پیٹ بھرنے کے لئے کافی تھا (یعنی کم خور تھا) ابو زرع کی بیٹی بھی بہت اچھی تھی ماں کی تابعدار، باپ کی

فرمانبردار تھی، فربہ بدن اور گداز جسم والی تھی، (اپنے حسن و جمال اور ذاتی کمالات کی وجہ سے) اپنی سوکن کے غصہ کا سبب تھی۔ ابوزرع کی باندی کا بھی کیا کمال بتاؤں ہمارے گھر کی بات کبھی بھی باہر جاکر نہیں بتاتی تھی کھانے تک کی چیز بھی بلا اجازت خرچ نہیں کرتی تھی گھر میں کوڑا کباڑ نہیں ہونے دیتی تھی مکان کو صاف شفاف رکھتی تھی ہماری یہ حالت تھی لطف سے دن گزر رہے تھے کہ ایک دن صبح کے وقت جب کہ دودھ کے برتن بلوئے جارہے تھے۔ ابوزرع گھر سے نکلا، راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے پس وہ کچھ ایسی ابوزرع کو پسند آئی کہ مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کرلیا اس کے بعد میں نے ایک سردار شریف آدمی سے نکاح کرلیا جو شہسوار ہے اور سپہ گر ہے اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ بکری وغیرہ ہر چیز میں سے ایک ایک جوڑا مجھے دے دیا اور یہ بھی کہا کہ اُمّ زرع خود بھی کھا اور اپنے میکہ میں جو چاہے بھیج دے۔ لیکن اگر میں اس کی تمام دی ہوئی چیزیں جمع کرلوں تب بھی ابوزرع کے سب سے چھوٹے برتن کو بھرنے کے لائق نہ ہوں گی (یعنی ابوزرع کی چھوٹی سی عطا کے برابر بھی نہیں ہوسکتی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مجھ سے رسول اللہؐ نے یہ قصہ سنا کر فرمایا کہ میں بھی تمہارے لئے ایسا ہی ہوں جیسا ابوزرع اُمّ زرع کے لئے تھا۔

(بخاری باب حسن المعاشرہ مع الاھل)

۲۵۳ تا ۲۵۶ میں بھی حدیث ام زرع ہی کا مضمون ہے الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ مضمون حدیث حسب سابق ہی ہے البتہ طبرانی کی معجم کبیر کی روایت کے آخر میں حضرت عائشہؓ کا یہ جملہ بھی زائد ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ تو میرے لئے ابوزرع سے بھی (ہزارہا ہزار درجہ) بہتر ہیں۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش

آنے کی نہایت تاکید فرمائی آپؐ نے فرمایا استوصوا بالنساء خیرا عورتوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی سے پیش آتے رہنا۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص اپنی بدخلقی سے اپنے اہل کو رنج اور ایذاء پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال ہرگز قبول نہیں کرے گا (زواجر ابن حجر) آپؐ بھی اپنی ازواج کے ساتھ مثالی برتاؤ فرماتے تھے اس حدیث اُمّ زرع کے آخر میں جس عورت کا بیان ہے اسی کا نام ام زرع تھا اپنے شوہر ابوزرع کی بہت تعریف بیان کی کہ میں (ام زرع) بکریوں والے غریب گھرانے کی بیٹی نہایت عسرت و مشقّت میں تھی لیکن ابوزرع (شوہر) نے مجھ کو اونٹوں والی، گھوڑوں والی۔ محلوں والی بنا دیا۔ زیوروں سے مجھ کو لاد دیا اور وہ وہ کھانے اور غذائیں کھلائیں کہ چربی سے میرے بازو بھر گئے مجھ کو بہت خوش کیا میں بھی اس سے بہت خوش ہو گئی میں ٹراتی ہوں، بکتی ہوں مگر وہ برا نہیں مانتا اور نہ کبھی برا کہتا ہے۔ میں اپنے گھربار کی مختار ہوں جس طرح چاہتی ہوں تصرف کرتی ہوں اس میں ذرا روک ٹوک نہیں کرتا۔ لونڈیاں ہر وقت میری خدمت گزاری میں لگی رہتی ہیں میں بالکل بے فکر رہتی ہوں اور ابوزرع نے فرمایا ہے کہ اے اُمّ زرع خوب کھا اور اپنے اہل کو بھی کھلا۔ حضورؐ نے یہ قصّہ سن کر فرمایا: میں اپنی ازواج کے حق میں ایسا ہی ہوں جیسے اُمّ زرع کے لئے (ان کا شوہر) ابوزرع لیکن اس میں یہ عیب تھا کہ وہ طالق (طلاق دینے والا) تھا میں طالق نہیں ہوں۔ (بخاری، کنزل العمال)

شمائل کبریٰ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ طبرانی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اس پر فرمایا کہ حضرت! ''ابوزرع کی کیا حقیقت، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ میرے لئے اس سے بہت زیادہ بڑھ کر ہیں''۔ حق تعالیٰ شانہ ہر مسلمان میاں بیوی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تمام اوصاف میں اتباع کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

جنتی عورت

(۲۵۷) ﴿عن عبداللّٰہ بن عباس، قال: قال رسول اللّٰہﷺ: الا اخبر کم بنسائکم من اھل الجنۃ؟ الودود، الولود، العوود علی زوجھا، التی اذا آذت، او اوذیت، جاء ت حتی تاخذ بید زوجھا، ثم تقول: واللّٰہ لا اذوق غُمْضًا حتی ترضٰی.﴾ ( )

ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا تمہیں بتاؤں کہ تمہاری عورتوں میں سے جنّت والی عورت کون سی ہے؟ فرمایا (جنتی عورت وہ ہے) جو اپنے شوہر سے بہت زیادہ محبّت کرنے والی ہو، زیادہ بچے جننے والی ہو بار بار اپنے شوہر کی طرف لوٹ آنے والی ہو جب عورت اپنے شوہر کو کوئی اذیت دے یا عورت کو تکلیف پہنچائی جائے (یعنی شوہر کی طرف سے کوئی سخت تکلیف پہنچے) تو شوہر کے پاس خود آکر اس کے ہاتھ پکڑ کر کہے واللہ میں تب تک نیند نہیں کروں گی جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ۔ (یقیناً ایسی محبّت اور اطاعت شعار عورت دنیا سے ہی جنتی بن جائے گی)۔“

تشریح: اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”جنتی عورت“ کی دو اہم صفات بیان فرمائی ہیں یہی دو وصف ایک اور مفصّل حدیث میں اس طرح ہیں کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو تمہارے جنتی مردوں کی خوش خبری نہ دوں؟ نبی جنت میں ہے صدیق جنت میں ہے شہید جنت میں ہے چھوٹا بچہ جنت میں ہے وہ آدمی جو محض اللہ واسطے شہر کے اطراف میں اپنے بھائی سے ملنے (یا عیادت کے لئے) جائے وہ جنت میں ہے اور تمہاری جنتی عورتیں وہ ہیں جو خوب محبت کرنے والی ہوں اور بچے جننے والی ہوں، اپنے شوہر سے دلی لگاؤ رکھنے والی ہوں جب شوہر غصہ ہو جائے تو وہ آکر اپنا ہاتھ شوہر کے ہاتھ میں دے دے اور کہے میں تیری رضامندی تک نیند کا

مزہ نہیں چکھ سکتی۔ (سلسلہ الاحادیث الصحیحہ لالبانی ص۲۸۷)

بہر حال ان جیسی احادیث میں "جنتی عورت" کے اہم دو اوصاف بیان ہوئے ہیں اول یہ کہ شوہر سے بہت زیادہ محبّت کرنے والی ہو۔ حتی کہ شوہر کی تھوڑی سی ناراضگی سے عورت کا چین و سکون ہی ختم ہو جائے اور خود عورت اپنے سرتاج کا ہاتھ پکڑ کر قسم دے کہ تب تک میں پل بھر نہیں سوؤں گی جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ اگر ایسی محبت ہوگی تو یقیناً ایسی محبّت سے تو پورا گھرانہ ہی جنتی گھرانہ بن جائے لیکن آج کل کی جدید تہذیب کی ماڈرن عورتیں کیا ایسا کر سکتی ہیں یہاں تو اگر شوہر ناراض ہو جائے اور اسکی ناراضگی حق بجانب بھی ہو تو بھی بیگم صاحبہ مزے سے بے خبر علیحدہ ہو کر سو جائیں گی کبھی پوچھیں گی بھی نہیں۔ سچ ہے کہ محبت نہ ہو تو معمولی بات بھی دل کو سخت چبھتی ہے اسلئے آپؐ نے جنتی عورت کی پہلی صفت بتائی کہ شوہر سے محبّت کرنے والی ہو۔ اسی کو علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے یوں بیان فرمایا کہ: "میاں بیوی میں اگر دو باتیں جمع ہو جائیں کہ دونوں ایک ہوں اور نیک ہوں یعنی دونوں میں اتحاد و محبّت بھی ہو اور دونوں نیک بھی ہوں تو یہ دنیا کی جنّت ہے اگر ان میں سے ایک چیز بھی مفقود ہو جائے تو دنیا میں جہنّم ہے" الغرض جنتی عورت کا پہلا وصف کہ خوب محبت کرنے والی ہو جنتی عورت کا دوسرا وصف کہ "زیادہ بچے جننے والی ہو" ایسی عورت بھی اللہ و رسول کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اسی لئے آپؐ نے ایسی عورت سے شادی کرنے کی تاکید فرمائی جو زیادہ بچے جننے والی ہو۔ معلوم ہوا کہ آجکل مغربی تہذیب کی پروردہ مشرقی عورتیں جو بچے یا تو چاہتے ہی نہیں یا کم سے کم ہونے کی خواہش رکھتے ہیں وہ اللہ و رسول کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہیں بیماری وغیرہ کے پیش نظر ہو تو اور بات ہے ورنہ اولاد یقیناً اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس نعمت کو اپنی آرام طلبی کیلئے ضائع کرنے سے بچنا چاہئے، اللہ تعالیٰ اپنی کسی بھی نعمت دنیوی و اخروی سے محروم نہ فرمائے آمین۔

عورتوں کے ساتھ خیر خواہی

(۲۵۸) ﴿عن ابی هریرة، قال: قال رسول اللهﷺ: استوصوا بالنساء، فان المراة خلقت من ضلع، وان اعوج شیء فی الضلع اعلاه، ان ذهبت تقیمه، کسرته، وان ترکته، لم یزل اعوج، فاستوصوا بالنساء.﴾

(مسلم الرضاع، الوصیة بالنساء ج ۱ ص ۴۷۵- ج ۱ ص ۶۰)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے: عورتوں سے تم اچھا سلوک رکھو کیونکہ عورت (ٹیڑھی) پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصّہ بالائی ہوتا ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ دو گے اور چھوڑ دو گے تو ویسے ہی ٹیڑھی رہے گی (اور تمہیں کام دے گی) اس لئے عورتوں سے بہتر سلوک کرو۔"

تشریح: اس حدیث میں بتایا گیا کہ عورت کی فطرت ہی میں کجی اور ٹیڑھ پن موجود ہے تو پھر اس کو بالکلیہ کیسے ختم کیا جاسکتا ہے ہاں محبّت و نرمی سے اس کی بقدر ضرورت اصلاح ہوسکتی ہے آپؐ نے یہاں عورتوں سے اسی بناء پر بہتر سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی کہ ان کی بدخلقی پر صبر و تحمل سے کام لیا جائے عورت کو بھی چاہئے کہ اپنے مقام کو پہچانے کیونکہ عورت کی ذرا سی لغزش یا ضد و ہٹ دھرمی سے فتنے اٹھتے ہیں اور خاندانی شیرازہ بکھر جاتا ہے اسی لئے عورتوں کو بھی شوہر کی اطاعت کی اس قدر سخت تاکید کی گئی کہ حدیث میں کہا گیا "اگر اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ شوہر کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے" لیکن غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے لیکن اس حدیث سے شوہر کی جائز اطاعت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح مرد کو بھی عورت کی اس فطری کجروی پر چشم پوشی کر کے خیر خواہی کا حکم دیا گیا حجۃ الوداع کے مشہور تاریخی

خطبہ میں آپؐ نے ہدایت فرمائی۔

"سنو! عورتوں کے متعلّق بھلائی کا تاکیدی حکم قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے گھروں میں قیدی (لیکن گھر کی لونڈی کی طرح نہیں بلکہ گھر کی ملکہ) ہیں اس لئے تم ان کے نان نفقہ کسوۃ (لباس) دینے میں ان کے ساتھ احسان کرو۔" (ترمذی)

آنحضورؐ بھی اپنی ازواج کے ساتھ نہایت حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے آپؐ نے فرمایا: جو شخص بھی اپنی بیوی کی بداخلاقی پر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو وہ اجرو ثواب عطا فرمائیں گے جو حضرت ایوبؑ کو ان کی مصیبت پر عطا فرمایا تھا اور جو عورت بھی اپنے شوہر کی بداخلاقی پر صبر سے کام لے گی اللہ تعالیٰ اس کو وہ اجرو ثواب عطا فرمائیں گے جو حضرت آسیہ فرعون کی بیوی کو عطا فرمایا تھا (اس کے کافر شوہر کی ایذاء رسانی پر)۔

(اخبار النساء ص۱۰۶)

بیوی کی بداخلاقی پر صبر کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ غلطی پر اصلاح بھی نہ کی جائے۔ نہیں بلکہ خیر خواہانہ اصلاح بھی کرتے رہنا چاہئے ورنہ عورتیں ہر وقت ظالم ہونے کے باوجود مظلوم بنتی ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ عورتوں میں تین خصلتیں ہوتی ہیں:

❶ ظالم ہونے کے باوجود (روپیٹ کر) مظلوم بن جاتی ہیں۔

❷ باوجود جھوٹی ہونے کے قسمیں کھاتی ہیں۔

❸ خواہش جماع ہونے کے باوجود بناوٹی انکار کرتی ہیں۔

اس لئے بری عورتوں سے پناہ مانگو اور نیک عورتوں کے ساتھ بھی احتیاط سے رہو۔ بہرحال کامیاب ازدواجی زندگی کا اصول یہی ہے آپس کی تلخیوں کے وقت کوئی بھی فریق شیرین و محبت آمیز بول سے تلخیوں کا فوراً ازالہ کرے چنانچہ ابن شہاب زہری

سے مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے اپنی بیوی سے فرمایا جب تو مجھے غصہ میں دیکھے تو مجھ کو اپنی محبت و نرمی سے ٹھنڈا اور خوش کر دے اور جب میں تجھ کو غصہ میں دیکھوں گا تو میں بھی تجھ کو ٹھنڈا و خوش کر دوں گا اس طرح ہماری زندگی بہت شیریں و محبت کے ساتھ گزرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی زندگیوں میں الفت و محبت پیدا فرمائے آمین۔



عورتوں میں عیوب تلاش کرنے کی ممانعت

(۲۵۹) ﴿عن جابر، قال: نهى رسول اللهﷺ ان يطرق الرجل اهله ليلا، ان يتخونهم، او يلتمس عثراتهم.﴾

(مسلم الاماره باب کراهة الطروق ج۲ ص۱۴۴، نمبر۱۸۳)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص (طویل سفر سے واپس آکر بلا اطلاع) رات کو اچانک اپنے گھروالوں پر جا پہنچے اور ان کے حالات کا متلاشی (اور ٹوہ میں) رہے اور گھروالوں کی خیانت کاریوں کا تجسس کرتے ہوئے (گھر) پہنچے۔"

(۲۶۱) ﴿عن جابر، قال: قال رسول اللهﷺ: اذا قدم احدكم من سفر، فلا يطرق اهله ليلا.﴾ (مسلم ج۲ ص۱۴۴ ایضاً)

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی شخص (طویل) سفر سے آئے تو رات کو (اچانک یعنی بلا اطلاع) گھروالوں کے پاس نہ جا پہنچے۔"

(۲۶۲) ﴿عن جابر بن عبدالله، قال: كنا مع النبيﷺ في سفر، فلما رجعنا ذهبنا لندخل، فقال: امهلوا حتى ندخل ليلا اى: عشاء حتى تمتشط الشعثة، وتستحد المغيبة.﴾ (بخاری النکاح باب تستحد المغیبه و تمتشط الشعثه ج۲ ص۷۸۹، مسلم باب استحباب نکاح البکر ج۱ ص۴۷۴)

ترجمہ: "حضرت جابر اس روایت میں فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم سفر سے واپس ہوئے تو (مدینہ پہنچ کر) ہم لوگ (گھروں کو جانے کے لئے) جلدی کرنے لگے آپؐ نے فرمایا۔ ٹھہرو۔ رات کو یعنی شام کو شہر

میں داخل ہوں گے تاکہ پراگندہ بالوں والی اپنے بالوں کی کنگھی کر سکے اور جس عورت کا شوہر (اتنے طویل زمانہ تک) غیر حاضر رہا ہے وہ اپنی اصلاح یعنی آرائش بدن کرے۔"

حدیث نمبر ۲۶۳ کا مضمون بھی اسی طرح ہے۔



سفر سے گھر پہنچنے کا بہتر وقت

(٢٦٤) ﴿عن انس، قال: كان رسول اللهﷺ لا يطرق اهله ليلا، يقدم غدوة، او عشية.﴾

(بخاری العمرة باب الدخول بالعشی ج ۱ ص ۲۴۲، مسلم باب کراهة الطروق ج ۲ ص ۱۴۴)

ترجمہ: "حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سفر سے واپس آکر) رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہیں جاتے تھے بلکہ صبح کو دن میں یا سہ پہر کو گھر تشریف لاتے تھے۔"

تشریح: یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت (نفل) پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے وہاں (تھوڑی دیر) بیٹھتے۔ (پھر گھر تشریف لے جاتے) (بخاری شریف ایضًا) اتنے میں گھر والوں کو بھی اطلاع ہو جاتی اسی طرح آپؐ کا یہ بھی معمول تھا جب آپؐ کسی غزوہ وغیرہ سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ کے باہر تھوڑی دیر کے لئے پڑاؤ ڈالتے رات کا وقت ہوتا تو صبح صبح ہی کسی قاصد کو مدینہ بھیجتے جو کہ شہر والوں کو قافلہ کے آنے کی اطلاع کر دیتا پھر آپؐ تمام صحابہ کو مدینہ شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیتے۔ اسی طرح یہاں آپؐ نے اس حدیث میں ہدایت فرمائی کہ کوئی مسافر بلا اطلاع رات کے وقت گھر والوں کے پاس نہ آئے کیونکہ اس طرح بلا اطلاع آنا بعض دفعہ گھر والوں کے لئے باعث تکلیف بن جاتا ہے چنانچہ فتح الباری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ ایک دفعہ سفر سے بلا اطلاع رات کو گھر آئے، اپنی عورت کے ساتھ دوسری کوئی عورت بھی گھر میں موجود تھی انہوں نے یہ گمان کیا کہ مرد ہے تلوار سے قتل کرنے کے لئے قریب ہوئے لیکن فوراً محسوس کیا پھر حضورؐ سے

پوچھا آپؐ نے اُمت کو ہدایت فرمائی کہ: رات کو بلا اطلاع کوئی شخص گھر والوں کے پاس نہ آئے۔ اس لئے بہتر وقت دن میں آنے کا ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۲)

ہاں اگر پہلے سے آنے کی پیشگی اطلاع ہو تو رات کو بھی آنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔



عورت پر شوہر کا حق

(٢٦٥) ﴿عن انس، قال: قال رسول اللهﷺ: لا يصلح لبشر ان يسجد لبشر، ولو صلح لبشر ان يسجد لبشر، لامرت المراة ان تسجد لزوجها، من عظم حقه عليها.﴾ (مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۸)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کسی بشر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ (اللہ کے علاوہ) کسی کے سامنے سجدہ کرے اور اگر کسی کے سامنے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کے سامنے سجدہ کرے کیونکہ شوہر کا عورت پر بہت بڑا حق ہے۔“

(٢٦٦) ﴿عن عائشة، قالت سألت النبیﷺ أی الناس أعظم حقا علی المرأة؟ قال: زوجها قلت: فأی الناس أعظم حقا علی الرجل؟ قال: أمه.﴾

(مستدرک حاکم)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت پر سب سے زیادہ حق کن لوگوں کا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کے شوہر کا حق سب سے زیادہ ہے۔ پھر میں نے کہا: مرد پر سب سے زیادہ حق کن لوگوں کا ہے؟ آپؐ نے فرمایا مرد پر سب سے زیادہ حق اس کی ”والدہ“ کا ہے۔“



شوہر پر بیوی کے حقوق و فرائض

(۲۶۷) ﴿عن ابی هريرة، عن النبی ﷺ قال: اللهم انی احرج حق الضعيفين: اليتيم، والمراة.﴾ (ابن ماجه، الادب باب حق اليتيم ص۲۶۱)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان دو ناتوانوں کی حق تلفی کو حرام کرتا ہوں یتیم بچہ اور عورت۔ (یعنی جو کوئی عورت اور یتیم کا حق مار لے گا اس نے حرام کام کیا یہاں صرف تاکید مقصود ہے ورنہ کسی کا بھی حق مارنا حرام ہے نور)۔“

(۲۶۹) ﴿عن: معاوية، قال: اتيت النبی ﷺ فلما دُفِعْتُ اليه قلت: بالله الذی ارسلک، اهو ارسلک بما تقول؟ قال: نعم قال: وهو امرک بما تامرنا به؟ قال: نعم قال: فما تقول فی نسائنا؟ قال: هو حرث لکم، فأتوا حرثکم انی شئتم، واطعموهن مما تاکلون، واکسوهن مما تلبسون، ولا تضربوهن، ولا تقبحوهن.﴾ (ابو داؤد النکاح باب حق المراة علی زوجها ج۱ ص۲۹۹)

ترجمہ: ”حضرت معاویہؓ بن حیدہ القشیری فرماتے ہیں کہ (اسلام سیکھنے کی غرض سے) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب مجھے آپ کے قریب کر دیا گیا تو میں نے پوچھا ”اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا جو کچھ باتیں آپ ہمیں بتاتے ہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا جو آپ ہمیں بتاتے ہیں کیا آپ کا بھی وہی حکم ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں“۔ حضرت معاویہ بن حید نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہمیں ہماری عورتوں کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں (کہ ان کا ہم پر کیا حق ہے؟) آپؐ نے فرمایا: وہ تمہاری کھیتی ہے پس اپنی کھیتی میں جیسے

آنا چاہو آجاؤ۔ جب تم کھانا کھاؤ تو اُن کو بھی کھلاؤ اور خود (نئے) کپڑے پہنو تو اُن کو بھی پہناؤ اور ان عورتوں کو نہ مارو (خاص کر چہرے پر مارنے سے احتراز کرو) اور ان کو (بلا وجہ) برا بھلا مات کہو۔"



بیوی کے ساتھ دلجوئی

(۲۷۰) ان اباذر قال: قال رسول اللہ ﷺ ان المراۃ خلقت من ضلع، فان ذھبت تقومھا تکسرھا، وان تدعھا، فان فیھا اَمَدًا، وبلغۃ. ( )

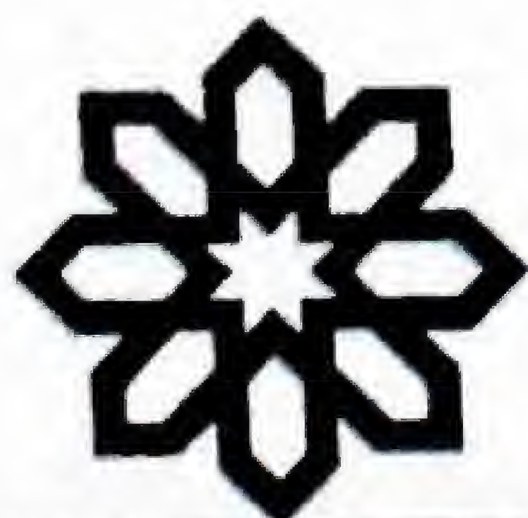
ترجمہ: "حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد ہے کہ عورت (آدم کی ٹیڑھی) پسلی سے پیدا کی گئی ہے پس اگر تم اس کو درست کرنے لگے تو توڑ دو گے اور اگر یونہی اپنے حال پر چھوڑ دو تو اس میں تمہارے لئے کفایت ہے۔"

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی زبردستی اور تشدد سے عورت کی مزاجی کجی نکالنے کی کوشش کرے گا تو وہ کامیاب نہ ہوسکے گا بلکہ ہوسکتا ہے علیحدگی کی نوبت آئے اس لئے مردوں کو چاہئے کہ وہ عورتوں کی معمولی غلطیوں اور کمزوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کے ساتھ بہتر سلوک اور دلجوئی و دلداری کا برتاؤ کریں اس طرح عورتوں کی اصلاح بھی ہوسکے گی اور زندگی کی خوشگواری اور قلبی سکون بھی حاصل ہوگا۔

(۲۷۱) عن اسامۃ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: ما ترکت بعدی فتنۃ، اضر علی الرجال، من النساء.

(بخاری کتاب النکاح، باب ما یتقی من شئوم المراۃ ج۲ ص۷۶۳)

ترجمہ: "حضرت اسامہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد لوگوں میں کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو عورتوں سے زیادہ ضرر پہنچانے والا ہو۔"



بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت

(۲۷۲) ﴿عن عائشة، قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ ثم ذكر كلمة معناها: اكمل المومنين ايمانا احسنهم خلقا، والطفهم باهله.﴾

(ترمذی الایمان باب فی استکمال الایمان وزیادته ونقصانه ج۱ص۸۹)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان میں کامل تر مؤمن وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا ہے اور (خاص کر) وہ شخص جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ نہایت مہربان ہے۔“

میاں بیوی کے حقوق وفرائض

تشریح: مذکورہ سابق دونوں ابواب کی احادیث میں مرد اور عورت کے حقوق و فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ اسلام نے عورت ومرد کی فطرت اور ان کی ساخت کا لحاظ رکھتے ہوئے دونوں کو نہایت درجہ متوازن اور جامع حقوق عطا کئے ہیں اور پوری انصاف پسندی کے ساتھ دونوں کے فرائض اور واجبات متعیّن کئے ہیں خصوصاً عورت کے حقوق ”جو قدیم زمانے میں نہایت بے دردی کے ساتھ پامال کئے جاتے تھے اور اس کے برعکس دور جدید میں نہایت فراخدلی کے ساتھ ”حقوق نسواں“ کے نام پر عورتوں کو سبز باغ دکھا کر بے گھر کر کے دربدر کی ٹھوکریں دے کر کھلونا بنایا جارہا ہے“ اسلام نے انصاف کے ساتھ بلا افراط وتفریط۔ ان کے حقوق واضح کردئے ہیں چنانچہ شوہر کے اولین حقوق وفرائض میں اس کے ذمہ پورے کنبے وخاندان کی معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا گیا جب کہ عورت پر گھریلو انتظام اور بچوں کی تربیت کا بوجھ ڈالا گیا اس طرح دونوں کے فرائض اور دائرہ کار کو متعیّن کردیا گیا نیز خانگی زندگی کے نظام میں مرکزیت پیدا کرنے کے لئے مردوں کو عورتوں پر برتری عطا کی گئی چنانچہ شوہر اپنی اسی

مخصوص برتری کی بنیاد پر بیوی کو اپنے شرعی فرائض وواجبات کی ادائیگی میں اپنے حکم کا پابند بنانے کا اختیار رکھتا ہے لہٰذا اگر بیوی ان معاملات میں اپنے شوہر کے حکم کی پابندی نہ کرے بار بار کی تنبیہ کا اثر نہ ہو اور شوہر کو یقین ہو جائے کہ اب بیوی بغیر سختی کے راہ راست پر نہیں آئے گی تو اسے بیوی کو مارنے کا حق ہے۔ لیکن اس مارپیٹ کے اقدام سے قبل شریعت مطہرہ نے شوہر پر ان فرائض کی بھی تعلیم دی ہے کہ عورت کی کوئی بات اگر ناگوار محسوس ہو جائے تو صبر و تحمل سے نبھانا چاہئے یوں بھی عورتوں کی فطرت میں بعض کمزوریاں ہیں جن کی نشاندہی فرماتے ہوئے آنحضرتؐ نے مردوں کو ہدایت فرمائی۔

"تم وصیت قبول کرو کہ عورتوں سے بھلائی کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہے لہٰذا تم اگر اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ کے لئے کجی رہ جائے گی اس لئے عورتوں کے متعلق نصیحت قبول کرو۔"

(بخاری النکاح باب الوصاۃ بالنساء ج ۲ ص ۷۷۹)

عفو و درگزر: حدیث میں بتایا گیا کہ عورتوں کے ساتھ رفق اور ملاطفت کا برتاؤ ضروری ہے جو دلوں میں محبت و الفت پیدا کر دے نیز عورتوں کی بہت سی باتوں سے عفو درگزر بھی کیا جائے اور ان کی بد خلقی پر صبر و تحمل سے کام لیا جائے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کو اپنی حالت پر چھوڑا جائے۔ نہیں بلکہ نرمی سے بتدریج اصلاح کی سعی پیہم کرنی چاہئے ہاں اگر تنبیہ کی سخت ضرورت پیش آہی جائے تو اس قرآنی اصول کے مطابق تنبیہ ہونی چاہئے۔

﴿و اللاتی تخافون نشوزھن الایۃ﴾ (النساء نمبر ۶)

ایسی عورتیں جن کی بد دماغی کا تم کو احتمال ہو ان کو زبانی نصیحت کرو، اور ان کو ان

کے لیٹنے کی جگہ میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر (اب ظلم کرنے کے لئے) بہانہ مت تلاش کرو۔

سرزنش کے تین طریقے: سورہ نساء کی اس آیت میں واضح کیا گیا کہ عورتوں کی طرف سے اگر نافرمانی کا صدور یا اندیشہ ہو تو اصلاح کا پہلا درجہ یہ ہے کہ نرمی سے سمجھاؤ اگر سمجھانے سے باز نہ آئیں تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کا بستر اپنے سے علیحدہ کر دو تاکہ وہ شوہر کی ناراضی کا احساس کر کے اپنے فعل پر نادم ہو جائیں لیکن صرف بستر سے جدائی ہو گھر سے جدائی نہ کی جائے۔ پھر اگر اس شریفانہ تنبیہ سے عورت متأثر نہ ہو تو بدرجہ مجبوری معمولی سی مار مارنے کی بھی اجازت ہے جس سے بدن پر کوئی اثر نہ پڑے ہڈی نہ ٹوٹے زخم نہ لگے اور چہرہ پر تو مطلقاً مارنے کی ممانعت ہے جیسا کہ حدیث ۲۸۹ پر گذرا۔

چار امور میں بیوی کی سرزنش کی اجازت: فقہاء نے ایسے امور کی نشاندہی فرمائی ہے جن کی نافرمانی پر شوہر بیوی کو مارنے کا حق رکھتا ہے مثلاً:

1. شوہر کے حکم کے باوجود بیوی زینت و آرائش نہ کرے۔
2. شوہر وظیفہ زوجیت کا خواہشمند ہو بیوی بلا عذر شرعی و طبعی انکار کر دے۔
3. عورت اسلامی فرائض مثلاً نماز روزہ رمضان چھوڑ دے یا غسل حیض و جنابت سے انکار کرے۔
4. بیوی اپنے شوہر کی اجازت و رضا مندی کے بغیر گھر سے باہر جاتی ہو۔ فتاوی قاضی خان۔ (مظاہر حق ج ۳ ص)

صرف ان مذکورہ بالا امور میں ضرورت شدیدہ کے وقت ایک خاص انداز میں اگرچہ مرد کو مار کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی حدیث میں مارنے کو ناپسند کیا گیا آپ ؐ نے فرمایا ولن یضرب خیارکم اچھے مرد عورتوں کو نہیں مارتے ہیں۔

اسی طرح آپؐ نے مارنے کی صورت میں یہ ہدایت بھی فرمائی ہے۔

"اگر وہ (عورتیں) کھلی ہوئی نافرمانی پر اتر آئیں تو ان کو بستر پر تنہا چھوڑ دو اور معمولی تنبیہ کرو اطاعت کرلیں تو پھر زیادتی کی ضرورت نہیں۔"

(ترمذی باب حق المراۃ علی زوجھا)

آپؐ نے تاکید فرمائی کہ "اپنی شریک حیات کو لونڈی کی طرح ہرگز نہ پیٹو، اس کے چہرے پر مت مارو اور برا بھلا نہ کہو اور اگر جدائی کی نوبت آئے تو یہ گھر ہی کی حد تک ہو۔ (ایضاً)

سابق انبیاء اور خود آنحضرتؐ نے اپنی بیویوں کو پہلی دو شریفانہ تنبیہات تو کیں لیکن تیسری صورت کو کبھی اختیار نہیں فرمایا یہی ہمارے لئے سُنّت ہے جیسا کہ حدیث ۲۸۱ میں گذر گیا۔

بیوی پر اعتماد: شوہر کا یہ بھی فریضہ ہے کہ بیوی پر اعتماد کرے اور گھر کے اندرونی معاملات اسی کے حوالہ کر دے تاکہ عورت میں خود اعتمادی پیدا ہو نبی کریمؐ نے عورتوں کو گھر کا نگراں قرار دیا فرمایا کہ والمراۃ راعیۃ علی بیت زوجھا (بخاری) عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگراں ہے۔

بیوی کی رازداری: مرد پر یہ بھی لازم ہے کہ عورت کے پردہ کی بات کو دوسرے سے نہ کہے بلکہ اس راز کو راز ہی کے درجہ میں رہنے دے زن وشوئی کی باتوں کو افشا کرنے سے آنحضرتؐ نے سختی سے منع فرمایا آپؐ کا ارشاد ہے:

"لوگوں میں اللہ کے نزدیک بدترین وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس کی بیوی اس سے ملے پھر مرد اس کی راز کی بات کو پھیلائے۔" (مسلم باب تحریم افشاء سر المراۃ ج ا ص ۴۶۴)

امام نووی شرح مسلم میں اس حدیث کے فوائد میں لکھتے ہیں کہ: **فی ھذا الحدیث تحریم افشاء الرجل الخ۔** (شرح مسلم نووی ج ا ص ۴۶۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے راز کی باتوں کا ظاہر کرنا حرام ہے۔

والدین سے ملنے کی اجازت: شوہر پر بیوی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ بیوی کو اس کے والدین اور قریبی رشتہ دار یعنی جو محرم ہوں سے ملاقات کی اجازت دے خود آنحضرت ؐ کا یہ دستور تھا کہ اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ کے گھر جاکر ملاقات کرتے خصوصاً جب بھی آپ ؐ سفر پر جاتے یا سفر سے لوٹتے پہلے حضرت فاطمہ ؓ سے ملاقات کے لئے ان کے پاس جاتے۔ اسی طرح حضرات شیخین ابوبکر ؓ و عمر ؓ اپنی اپنی صاحبزادیوں سے ملنے کی غرض سے کاشانۂ نبوی پر حاضری دیا کرتے۔ کتب حدیث میں اس طرح کے بکثرت واقعات مذکور ہیں فقہاء نے لکھا ہے کہ بیوی اگر ہفتہ میں ایک دن والدین سے ملنے کے لئے جائے تو شوہر کو روکنا نہ چاہئے لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ بیوی کے والدین یا محرم رشتہ دار کسی معقول عذر کی وجہ سے خود حاضری سے مجبور ہوں ورنہ (عذر معقول نہ ہونے کی صورت میں) والدین یا رشتہ دار خود آکر لڑکی سے مل جائیں گے۔

(فتاویٰ شامی باب النفقہ)

بیوی کا نفقہ: مرد پر یہ بھی فریضہ ہے کہ اپنے اہل و عیال کی معاشی ذمہ داریاں نبھائے بیوی کو اس کا نفقہ (کپڑا کھانا اور رہنے کے لئے مکان) دیا کرے اور بیوی کو ان ضروریات سے بے نیاز کردے حتیٰ کہ اگر عورت اپنا نفقہ نہ پاسکے تو مرد سے طلاق تک کا مطالبہ کرسکتی ہے حدیث میں ہے **تقول المراۃ اما ان تطعمنی و اما ان تطلقنی** (عورت کہہ سکتی ہے کہ یا تو مجھے کھانا دو یا (سیدھی طرح) طلاق دے دو (بخاری کتاب النفقات باب وجوب النفقہ علی الاھل و العیال ج ۲ ص ۸۰۶) دیگر بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر جب بیوی بچوں پر حسب ضرورت خرچ نہ کرتا ہو یا بخل سے کام لیتا ہو یا

وہ غائب ہو یا بیوی کے بجائے اپنے دیگر رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہو تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر حسب ضرورت اپنا خرچ لے سکتی ہے۔ بلکہ اس فعل پر عورت کو ثواب بھی ملے گا بشرطیکہ اسراف نہ ہو۔ حدیث میں اسی کو عورتوں کے حقوق میں اس طرح بیان کیا گیا:

﴿الا وحقھن علیکم ان تحسنوا الیھن فی کسوتھن وطعامھن﴾ (ترمذی ج ۱ ص ۳۵۹)

"ہاں دیکھو! ان عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان سے ان کے کھانے (پینے) کپڑے میں اچھا برتاؤ کرو۔"

فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ بیوی کے لئے شوہر پر پانچ حقوق ہیں۔

❶ پردے (یعنی چار دیواری) کے اندر ہی عورت کی خدمت کرے، خرچ وغیرہ میں اس کی ضرورت پوری کرے بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلنے دے کیونکہ وہ پردے میں رکھنے کی چیز ہے۔

❷ بیوی جس قدر دینی علوم و مسائل شرعیہ کی محتاج ہو اس کو وہ سکھائے جیسے نماز، روزہ حج طہارت وغیرہ کے طریقے۔

❸ اس کو حلال کھلائے کیونکہ جو گوشت حرام مال سے نشوونما پائے گا وہ جہنّم میں جلایا جائے گا۔

❹ عورت پر ظلم نہ کرے کیونکہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔

❺ اگر عورت (اپنی ٹیڑھی طبیعت کی وجہ سے) شوہر کو تکلیف دے تو اس کی خیر خواہی کو مد نظر رکھتے ہوئے چشم پوشی سے کام لے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۴۲)

عورت کے لئے نفقہ کی تفصیلات حدیث نمبر ۲۹ کے ذیل میں دیکھئے۔

مردوں پر حقوق و فرائض کا یہ اجمالی بیان تھا اب ہم عورتوں کے حقوق و فرائض

کو اختصار کے ساتھ واضح کرتے ہیں تاکہ ازدواجی رشتۂ محبّت کو پائیدار بنانا ہم سب کے لئے آسان ہوجائے۔

❶ جس طرح مرد سے کہا گیا ہے کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنا خدا کے حقوق کی ادائیگی کے برابر ہے اسی طرح عورت سے بھی کہا گیا کہ شوہر کے حقوق کی ادائیگی خدا کے حقوق ہی کی طرح بلکہ اس سے بھی مقدم ہے حدیث شریف میں ہے لا تودی المراۃ حق ربھا حتی تودی حق زوجھا عورت اپنے رب کے حقوق ادا نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق ادا نہ کرے (ابن ماجہ شریف کتاب النکاح ۸۴) یہاں حدیث میں اس بیان سے شوہر کے حقوق کی اہمیت وتاکید دکھانا مقصود ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے حقوق وفرائض کو پامال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگی رہے تب بھی اس کی عبادت قبول نہیں کی جائے گی۔

❷ چنانچہ عورت کا سب سے پہلا فریضہ شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اگر عورت اپنے شوہر کی ہر جائز بات پر گردن جھکاتی رہے گی تو شوہر اس پر اپنی جان چھڑکتا رہے گا ایک حدیث میں جنتی عورت کی خوبیوں میں شوہر کی جائز اطاعت کو بھی شمار کیا گیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ:

عورت جب پنج وقتی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اپنی عزّت و آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار ہو تو وہ جنّت کے دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہے داخل ہوجائے۔ (مشکوٰۃ کتاب النکاح ج ا ص ۲۸۱)

ایک اور حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے:

﴿ایما امراۃ ماتت و زوجھا عنھا راض دخلت الجنۃ﴾

(ترمذی ابواب الرضاع باب حق الزوج علی المرۃ ج ا ص ۲۱۹)

”جس عورت کا اس حال میں انتقال ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنّت میں داخل ہوجائے گی۔“

بحر محیط کے حوالہ سے معارف القرآن میں یہ حدیث ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار اور مطیع ہو اس کے لئے ہوا میں پرندے، دریا میں مچھلیاں آسمانوں میں فرشتے اور جنگلوں میں درندے بھی استغفار کرتے ہیں۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۳۹۹)

۳ ناجائز اور خلاف شرع باتوں میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں ہے مثلاً بے حجابی یا ممنوع قسم کی زینت اختیار کرنے پر مجبور کرے تو اطاعت جائز نہیں البتہ جائز باتوں کی اطاعت ضروری ہے چنانچہ عورت پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی گھر سے باہر نہ جائے کیونکہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی دیکھ بھال کی ذمہ دار قرار دی گئی حدیث میں ہے والمراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا ومسئولۃ عن رعیتھا عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔

(بخاری ج ا ص ۳۲۴)

۴ نیز شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے، آپؐ نے فرمایا ولا تاذن فی بیتہ الا باذنہ۔ (بخاری النکاح)

۵ عورتوں کا اہم ترین فریضہ اپنی عصمت اور شوہر کے مال کی حفاظت ہے جو امور خانہ داری میں سب سے اہم فریضہ ہے آپؐ نے فرمایا کہ خیر النساء امراۃ اذا غِبتَ عنھا حفظتک فی مالھا ونفسھا (بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو خوش ہو اور جب اس کو حکم دو تو اطاعت کرے اور جب تم غائب ہو تو اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے نیز حدیث نمبر ۲۸۷ جو کہ بحوالہ ترمذی ترجمہ کے ساتھ آگے آئے گی اس میں حکم ہے فحقکم علیھن ان لا یواطئن فرشکم من تکرھون ولا یاذن فی بیوتکم لمن تکرھون تمہاری عورتوں پر تمہارا حق ہے کہ گھر میں ایسے افراد کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ (ترمذی ج ا ص ۳۵۹)

۶ عورت کا فریضہ یہ بھی ہے کہ شوہر جب گھر میں داخل ہو تو بیوی شوہر کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کرے بیوی کی معمولی سی مسکراہٹ سے شوہر تھوڑی دیر کے لئے

سارے غم بھول جاتا ہے جو عورتیں اپنے شوہر کے سامنے ایسے وقت میں منہ بسورتی ہیں وہ گھر کو قصداً جہنم بنانا چاہتی ہیں اور شوہر کی زندگی کو گھن لگاتی ہیں۔ آنحضرتؐ نے بہترین عورت کی تعریف میں فرمایا التی تسرہ اذا نظر شوہر کی نگاہ جب بیوی پر پڑے تو بیوی اس کو خوش کردے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۸۳)

۷ عورت کا یہ بھی فریضہ ہے کہ ضرورت کے وقت شوہر کی خدمت بھی کرے ازواج مطہرات کی یہی زندگی تھی خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کا بھی یہی دستور تھا گھر کا کام کاج اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتیں امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب المرأۃ فی بیت زوجھا (عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام و کاج کرنا) باندھا ہے اور اس کے ضمن میں حضرت فاطمہؓ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ چکی چلاتے چلاتے گھٹے پڑ گئے تھے جب اتنے مقدس گھرانے کی خاتون چکی خود چلا سکتی، کیا بعید ہے کہ آٹا بھی خود گوندھتی ہوں روٹی بھی پکاتی ہوں تو پھر اوروں کو کیا عار ہو سکتا ہے امام مالک نے لکھا ہے کہ بیوی پر اس وقت گھر کی خدمت لازم ہے جب کہ اس کا شوہر مالدار نہیں ہے خواہ بیوی بڑے سے بڑے گھر کی ہی چشم و چراغ کیوں نہ ہو۔

(عمدہ القاری ج ۹ ص ۶۴۵، زاد المعاد ج ۴ ص ۳۲)

حضرت زبیرؓ کی بیوی حضرت اسماء کی خدمت کا تفصیلی واقعہ حدیث نمبر ۲۸۸ میں آئے گا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر کی کس قدر خدمت انجام دیا کرتی تھیں۔

(زاد المعاد ج ۴ ص ۳۲)

غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے والے تین بزرگوں میں حضرت ھلال بن امیہ بھی تھے عام لوگوں کے بائیکاٹ کے علاوہ حضورؐ کا یہ فرمان بھی جاری ہوا کہ ان کی بیویاں بھی اس وقت تک ان سے ترک تعلق کرلیں جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہ آجائے اس فرمان کے فوراً بعد ہی ھلال بن امیہؓ کی بیوی خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی میرے شوہر بوڑھے آدمی ہیں کوئی خادم نہیں ہے جو

ان کی خدمت انجام دے سکے لہٰذا حضورؐ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں ان کی خدمت کیا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ھلال کی زوجہ محترمہ کو اس کی اجازت دیدی یوں وہ ان کی خدمت کرتی رہیں۔ (بخاری کتاب المغازی غزوۂ تبوک)

⑧ عورت کا فریضہ یہ بھی ہے کہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی سے کوئی ہدیہ قبول نہیں کرے۔ ابوداؤد شریف میں حدیث ہے لا یجوز لامراۃ عطیۃ الا باذن زوجھا۔ (نسائی ابوداؤد)

⑨ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہیں رکھ سکتی جب کہ اس کا شوہر گھر میں موجود ہو کیونکہ اس کی وجہ سے مرد کے حقوق کی ادائیگی میں فرق آسکتا ہے حدیث میں ہے کہ لاتصوم المراۃ وبعلھا شاھد الا باذنہ۔ (بخاری کتاب النکاح)

⑩ علامہ ذہبی نے الکبائر میں بطور خلاصہ عورت کے لئے ازدواجی فرائض اس طرح شمار کئے ہیں "عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر سے ہمیشہ شرم و حیا رکھے، اس کے آگے اپنی نگاہ نیچی رکھے، اس کے حکم کی اطاعت کرے، اس کی گفتگو کے دوران خاموشی اختیار کرے، اس کے آنے کے وقت برائے استقبال کھڑی ہو جائے، اس کی ناراضگی کی باتوں سے دور رہے، اس کے نکلنے کے وقت بھی کھڑی ہو جائے۔ اور اس کے آرام کے وقت اپنے کو اس پر پیش کرے، اس کی غیر حاضری میں اس کے بستر اور مال و گھر کی حفاظت کرے اور اس کی خاطر خوشبو، منہ وغیرہ کی صفائی ستھرائی اور مشک یا اور کوئی خوشبو استعمال کرے۔ اس کی موجودگی میں اپنے کو زیب زینت سے آراستہ رکھے اور عدم موجودگی میں ان چیزوں کو چھوڑ دے اور شوہر کے قریبی رشتہ داروں کا اکرام و احترام ملحوظ رکھے اور شوہر کی تھوڑی چیز کو بہت سمجھے۔ (الکبائر للذہبی ص۲۰۶)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اپنے فرائض انجام دینے کی توفیق بخشے آمین۔

شوہر کے سامنے بلند آواز سے بولنا

(۲۷۳) ﴿عن النعمان بن بشیر، قال: استاذن ابوبکر علی النبی ﷺ فسمع صوت عائشة عالیا، وھی تقول: واللّٰہ لقد علمت ان علیا احب الیک من ابی! فاھوی الیھا ابوبکر لیلطمھا، وقال: یا ابنة فلانة، اراک ترفعین صوتک علی رسول اللّٰہ ﷺ! فامسکه رسول اللّٰہ ﷺ وخرج ابوبکر مغضبا، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: یا عائشة، کیف رایت، انقذتک من الرجل ثم استاذن ابوبکر بعد ذلک، وقد اصطلح رسول اللّٰہ ﷺ وعائشة، فقال: اخلانی فی السلم، کما ادخلتمانی فی الحرب، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: قد فعلنا قد فعلنا.﴾ (ابو داؤد الادب، باب ماجاء فی المزاح ج۲ ص۳۳۴ طبع امدادیہ ملتان، بحوالہ مشکوۃ ج۲ ص۴۱۷)

ترجمہ: "حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے دروازے پر کھڑے ہو کر آپؐ) سے گھر آنے کی اجازت طلب کی حضرت صدیقؓ نے حضرت عائشہؓ کی آواز کو سنا جو زور زور سے بول رہی تھی پھر جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کا ہاتھ پکڑا اور طمانچہ مارنے کا ارادہ کیا کہ (خبردار آئندہ) میں تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی آواز میں بولتے ہوئے نہ دیکھوں۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ کو (حضرت عائشہؓ کو مارنے سے) روکنا شروع کیا اور پھر حضرت صدیقؓ غصہ کی حالت میں نکل کر چلے گئے۔ نبی کریمؐ نے حضرت صدیقؓ کے چلے جانے کے بعد (حضرت عائشہؓ سے) فرمایا کہ تم نے دیکھا میں نے تمہیں اس آدمی (ابوبکر صدیقؓ) کے ہاتھ سے کس طرح بچالیا؟ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ (اس کے

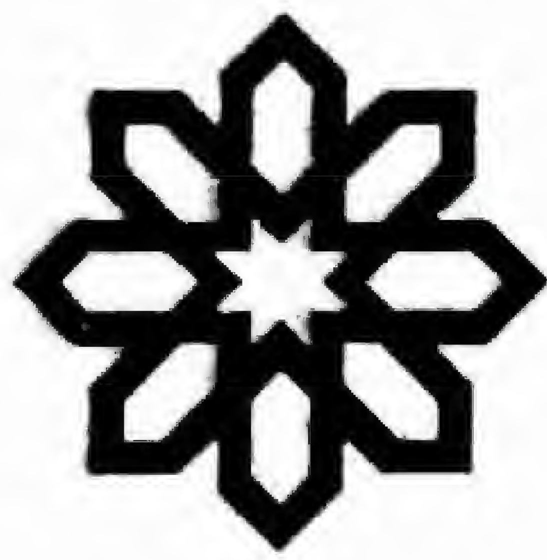
بعد) حضرت ابوبکرؓ (مجھ سے خفگی کی بناء پر یا آنحضرتؐ سے شرمندگی کی وجہ سے) کئی دن تک آنحضرتؐ کی خدمت میں نہیں آئے پھر (ایک دن) انہوں نے دروازے پر حاضر ہو کر (اندر آنے کی) اجازت مانگی (اور اندر آئے تو دیکھا کہ دونوں (آنحضرتؐ وعائشہ) صلح کی حالت میں ہیں حضرت صدیق نے دونوں کو مخاطب کر کے کہا کہ "تم دونوں مجھ کو اپنی صلح میں شریک کر لو جس طرح تم نے مجھ کو اپنی لڑائی میں شریک کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا بے شک ہم نے ایسا ہی کیا، بیشک ہم نے ایسا ہی کیا یعنی تمہیں اپنی صلح میں شریک کر لیا۔"

تشریح: حدیث مذکور میں حضرت عائشہؓ کو ان کے والد حضرت صدیقؓ نے حضورؐ کے سامنے بلند آواز سے بولنے پر سخت تنبیہ فرمائی یوں تو عام مؤمنوں کو حضورؐ کے سامنے بلند آواز سے بولنے کی سخت ممانعت کر دی گئی تھی لا ترفعوا اصواتکم الایة (اپنی آواز حضور کی آواز پر بلند نہ کرو (الحجرات) اور یہاں حضرت عائشہؓ کو قرآن کی اس ممانعت کا علم تو تھا لیکن غیر شعوری طور پر حضرت عائشہ کی آواز میاں بیوی کی حیثیت سے ہونے والی گفتگو میں قدرے بلند ہو گئی اس پر حضرت صدیقؓ نے تنبیہ فرمائی کہ بیوی کو شوہر کے سامنے بلند آواز سے نہیں بولنا چاہئے چنانچہ دیگر احادیث میں بھی شوہر کے سامنے زبان درازی کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے آنحضرتؐ نے سفر معراج میں کچھ عورتوں کو دیکھا جو کتوں کی مانند چیختی اور آوازیں نکالتی تھیں بکھرے بالوں میں سخت نوحہ کر رہی تھیں حضورؐ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں اپنے خاوند کے ساتھ زبان درازی کرتیں تھیں خاوند کو تلخ جواب دیتی تھیں آج اللہ نے ان کو یہ سزا دی کہ یہ کتوں کی مانند آوازیں نکال رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے عذاب سے بچائے۔ آمین

اپنے شوہر پر غصہ کرنا

(۲۷٤) ﴿عن عائشة، قالت: قال رسول اللّٰہ ﷺ: انی لاعلم اذا کنت عنی راضیة، واذا کنت علی غضبی! قلت: بم تعلم یا رسول اللّٰہ؟ قال: اذا کنت علی غضبی، فحلفت، قلت: کلا ورب ابراهیم، واذا کنت عنی راضیة، قلت: کلا، ورب محمد قلت: صدقت یا رسول اللّٰہ، ما اهجر الا اسمک.﴾ (مسلم فضائل الصحابہ فضل عائشہ ج۲ ص۲۸۵)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جس وقت تم مجھ سے راضی یا ناراض ہوتی ہے میں پہچان لیتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیسے پہچان لیتے ہیں فرمایا جس وقت تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو قسم ہے رب محمدؐ کی اور جس وقت ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو قسم ہے رب ابراہیم کی۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ بے شک، آپ نے سچ فرمایا (یہی ہوتا ہے) مگر میں صرف آپ کا نام ہی تو چھوڑ دیتی ہوں۔“



اپنے شوہر سے ترک تعلّق

(۲۷۵) ﴿عن ابن عباس، قال: لم ازل حريصا ان اسال عمر بن الخطاب عن المرأتين من ازواج النبیﷺ اللتين قال اللّٰه تعالٰی: ان تتوبا الی اللّٰه فقد صغت قلوبكما فحج عمر، وحججت معه، فلما كان ببعض الطريق، عدل عمر، وعدلت معه بالاداوة، فتبرز، ثم اتانی، فسكبت علی يديه، فتوضا، فقلت: يا امير المومنين، من المرأتان من ازواج النبیﷺ اللتان قال اللّٰه لهما: ان تتوبا الی اللّٰه فقد صغت قلوبكما قال عمر: واعجبالک يا ابن عباس! عائشة، وحفصة، ثم اخذ يسوق الحديث، قال: كنا معشر قريش قوما نغلب النساء، فلما قدمنا المدينة، وجدنا قوما تغلبهم نساوهم، فطفقن نساونا يتعلمن من نسائهم، وكان منزلی فی بنی امية بن زيد بالعوالی، فغضبت يوما علی امراتی، فاذا هی تراجعنی، فانكرت تراجعنی! فقالت: ما تنكر ان اراجعک، فواللّٰه، ان ازواج النبیﷺ ليراجعنه، وتهجره احداهن اليوم الی الليل، فانطلقت، فدخلت علی حفصة، فقلت: اتراجعين رسول اللّٰهﷺ؟ قالت: نعم، قلت: وتهجره احداكن اليوم الی الليل؟ قالت: نعم، قلت: لقد خاب من فعل ذلک منكن وخسر، اتامن احداكن ان يغضب اللّٰه عليها لغضب رسولهﷺ فاذا هی قد هلكت؟ لا تراجعی رسول اللّٰهﷺ ولا تساليه، وسلينی ما بدالک، ولا يغررک ان كانت جارتک هی اوسم، واحب الی رسول اللّٰهﷺ منک يريد عائشة فكان لی جار من الانصار، وكنا نتناوب النزول الی رسول اللّٰهﷺ فانزل يوما، وينزل يوما، فياتينی بخبر الوحی وغيره، وآتيه بمثل

ذلک، و کنا نتحدث ان غسان تُنعِل الخیل لتغزونا، فنزل صاحبی یوما، ثم اتانی عشاء، فضرب بابی، ثم نادی، فخرجت الیه، فقال: حدث امر، قلت: ما حدث احدث غسان؟ قال: لا بل هو اعظم من ذلک، طلق النبی ﷺ نساءه فقلت: لقد خابت حفصة اذا وخسرت، قد کنت اظن هذا کائنا، حتی اذا صلیت الصبح، شددت علی ثیابی، ثم نزلت، فدخلت علی حفصة، وهی تبکی، فقلت (ثم ذکر کلمة معناها): اطلقکن رسول اللّٰہ ﷺ؟ قالت: لا ادری، هذا هو معتزل فی هذه المشربة، فلقیت غلاما له اسود، فقلت: استاذن لعمر، فدخل الغلام، ثم خرج الی، فقال: قد ذکرتک له فصمت، فان طلقت حتی اتیت المنبر، فاذا عنده رهط جلوس، یبکی بعضهم، فجلست قلیلا، فغلبنی ما اجد، فاتیت الغلام، فقلت: استاذن لعمر، فدخل الغلام، ثم رجع الی، قال: قد ذکرتک له فصمت، فجلست الی المنبر، ثم غلبنی ماأجد، فرجعت الی الغلام، فقلت: استاذن لعمر، فدخل، ثم خرج الی، فقال: قد ذکرتک فصمت، فولیت مدبرا، فاذا الغلام یدعونی، فقال: ادخل، فقد اذن لک، فدخلت، فسلمت علی رسول اللّٰہ ﷺ فاذا هو متکیء علی حصیر، قد اثر فی جنبه، فقلت: اطلقت، یا رسول اللّٰہ، نساءک؟ فرفع الی راسه، قال: لا قلت: اللّٰہ اکبر! لو رایتنا، یا رسول اللّٰہ، وکنا معشر قریش قوما نغلب النساء، فلما قدمنا المدینة، وجدنا قوما تغلبهم نساوهم، فطفق نساونا یتعلمن من نسائهم، فغضبت یومًا علی امراتی، فطفقت تراجعنی، فانکرت ان تراجعنی، فقالت: ما تنکر ان اراجعک! فواللّٰہ ان ازواج النبی ﷺ لیراجعنه، وتهجره احداهن یوما الی اللیل، فقلت: لقد خاب من فعل ذلک منهن وخسر، أتامن احداهن ان یغضب اللّٰہ علیها لغضب

رسولهﷺ فاذا هی قد هلکت؟ فتبسم رسول اللّٰہﷺ فقلت: یا رسول اللّٰہ، قدخلت علی حفصة، فقلت: لا یغررک ان کانت جارتک هی اوسم، واحب الی رسول اللّٰہﷺ منک، فتبسم اخری، فقلت: استانس یا رسول اللّٰہ؟ قال: نعم فجلست، فرفعت راسی فی البیت، فواللّٰہ ما رایت شیئا یرد البصر، الا اهبا ثلاثة، فقلت: یا رسول اللّٰہ، ادع اللّٰہ یوسع علی امتک، فقد وسع اللّٰہ علی فارس والروم، وهم لا یعبدون اللّٰہ، فاستوی جالسا، وقال: او فی شک انت یا ابن الخطاب! اولئک قوم قد عجلت لهم طیباتهم فی حیاتهم الدنیا فقلت: استغفر لی، یا رسول اللّٰہ، قال: وکان اقسم الا یدخل علیهن شهرا، من شدة مَوْجِدَته علیهن، حین عاتبه اللّٰہ۔

(صحیح بخاری النکاح باب موعظة الرجل ابنة لحال زوجها ج۲ ص۷۸۰، صحیح مسلم الطلاق ج۱ ص۴۸۱)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: میں مدت سے مشتاق تھا کہ حضرت عمرؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دونوں بیویوں کو دریافت کروں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما ۔ اتفاقاً حضرت عمرؓ حج کو گئے میں بھی ہمراہ حج گیا اثناء راہ ایک جگہ پہنچ کر حضرت عمرؓ جب ایک طرف کو مڑے۔ میں بھی آفتابہ لیکر ان کے ساتھ مڑ گیا۔ آپ نے قضاء حاجت کی اور میرے پاس تشریف لائے میں نے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ نے وضو فرمایا۔ پھر میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ دو عورتیں کون سی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، ابن عباس تعجب ہے۔ (تم کو یہ بھی نہیں معلوم) وہ حفصہؓ اور عائشہؓ تھیں اس کے بعد سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا ہم گروہ قریش۔ عورتوں

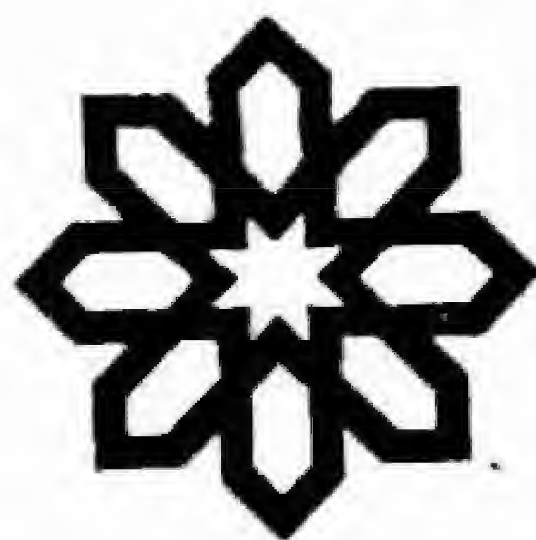
پر غالب تھے لیکن ہم مدینہ میں آئے تو ہم کو یہاں ایسے لوگ ملے جن کی عورتیں ان پر غالب تھیں چنانچہ ہماری عورتیں بھی ان کی عورتوں سے یہی باتیں سیکھنے لگیں میرا مکان عوالی مدینہ میں امیہ بن زید کے محلّہ میں تھا ایک روز میں اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو وہ بھی مجھے جواب دینے لگی مجھے اس کا جواب دینا برا معلوم ہوا۔ وہ کہنے لگی تم میرے جواب دینے سے برا کیوں مانتے ہو۔ خدا کی قسم رسول اللہ ؐ کی بیویاں بھی تو حضور ؐ کو جواب دیتی ہیں اور بعض بیویاں دن بھر رات تک حضور اقدس ؐ کو چھوڑے رہتی ہیں میں یہ بات سن کر فوراً چل دیا اور حفصہ ؓ کے پاس جاکر کہا کیا تو رسول اللہ ؐ کو جواب دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا بعض بیویاں رسول اللہ ؐ کو دن بھر چھوڑے رہتی ہیں؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا تم میں سے جو ایسا کرتی ہے وہ ناکام و نامراد رہے گی۔ کیا اس بات سے نڈر ہو کہ اپنے رسول کے غضب کی وجہ سے خدا تعالیٰ تم پر غضبناک ہو جائے گا اور اس صورت میں سوائے تباہی کے کوئی نتیجہ نہ نکلے گا تو رسول اللہ ؐ کو جواب نہ دیا کر اور نہ حضور ؐ سے کچھ مانگا کر۔ جو کچھ ضرورت ہو مجھ سے مانگ لیا کر اور اگر تیری ہمسائی یعنی حضرت عائشہ۔ تجھ سے زیادہ حسین اور رسول اللہ ؐ کی چہیتی ہے تو اس کو دیکھ کر تجھے دھوکا نہ کھانا چاہئے حضرت عمر ؓ نے کہا میرا ایک انصاری ہمسایہ تھا ہم دونوں خدمت گرامی میں باری باری سے جایا کرتے تھے ایک دن وہ جاتا تھا اور ایک دن میں۔ وہ مجھے وحی وغیرہ کی خبر لا کر دیا کرتا تھا اور میں اس کو لا کر دیتا تھا ہم اس زمانہ میں یہ بھی تذکرہ کرتے تھے کہ قبائل غسان ہم پر چڑھائی کرنے کے لئے گھوڑوں کے نعل لگوا رہے ہیں اور ایک روز (مدینہ کو) میرا ساتھی گیا اور عشاء کو واپس آکر میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور مجھے آواز دی۔ میں باہر نکلا تو کہنے لگا ایک بڑا واقعہ ہو گیا۔ میں نے کہا کیا ہو گیا کیا قبائل غسان آگئے؟ کہنے لگا نہیں اس سے بڑا اور طویل قصّہ ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، میں نے کہا حفصہ ناکام و نامراد ہو مجھے تو پہلے ہی سے گمان تھا کہ ایسا ضرور ہونے والا ہے (خیر جوں توں کر کے رات

گزاری) اور فجر کی نماز پڑھی اور کپڑے پہن کر میں (مدینہ) گیا اور حفصہؓ کے پاس پہنچا وہ رو رہی تھی میں نے کہا کیا تم (بیویوں) کو رسول اللہؐ نے طلاق دے دی؟ کہنے لگی مجھے معلوم نہیں۔ رسول اللہؐ خود علیحدہ اس بالاخانہ پر موجود ہیں (ان سے دریافت کریجئے) میں فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبشی غلام کے پاس پہنچا اور اس سے کہا عمرؓ کی باریابی کی اجازت حاصل کرو۔ وہ اندر گیا اور تھوڑی دیر میں باہر نکل کر کہا میں نے تمہارا تذکرہ کیا مگر حضورؐ خاموش رہے یہ سن کر میں چلا آیا اور ممبر کے پاس آکر بیٹھ گیا وہاں ایک جماعت اور بھی بیٹھی ہوئی تھی جس میں سے کچھ آدمی بیٹھے رو رہے تھے میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا مگر دلی غم واندوہ کو ضبط نہ کر سکا اور پھر اسی غلام کے پاس پہنچ کر کہا عمرؓ کی باریابی کی اجازت حاصل کرو میرے کہنے سے غلام اندر گیا تو تھوڑی دیر میں باہر نکل کر کہا میں نے تمہارا تذکرہ کیا تھا مگر حضور والا خاموش رہے مجبوراً میں پشت پھیر کر لوٹ پڑا۔ اتنے میں غلام مجھے پکارنے لگا اور بولا اندر چلے جاؤ۔ حضورؐ نے تم کو اجازت دے دی میں نے اندر جاکر حضورؐ کو سلام کیا حضور اقدسؐ اس وقت بنی ہوئی چٹائی پر تھے اور چٹائی کے نشانات پہلوئے مبارک پر پڑ گئے تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا حضور نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر یارسول اللہ آپ واقف ہیں کہ ہم گروہ قریش ہیں اپنی عورتوں پر ہم کو غلبہ حاصل تھا لیکن جب ہم مدینہ آئے تو ہم کو ایسی قوم ملی جس کی عورتیں اس پر غالب تھیں (ہماری عورتوں کا ان سے اختلاط ہوا) تو ہماری عورتیں بھی انہی کی عادت سیکھنے لگیں چنانچہ ایک روز میں اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی مجھے اس کی جوابدہی بری معلوم ہوئی۔ وہ بولی تم میری جواب دہی کو برا جانتے ہو حالانکہ خدا کی قسم رسول اللہؐ کی بیویاں حضورؐ کو جواب دیتی ہیں اور وہ دن بھر رات تک حضورؐ کو چھوڑے رکھتی ہیں میں نے کہا جو ایسا کرتی ہیں وہ نقصان اٹھائے گی اور نامراد رہے گی کیا وہ اس بات سے نڈر ہیں کہ اپنے رسول کے غضب کی وجہ سے خدا

بھی ان پر غضبناک ہو گا اور پھر وہ تباہ ہو جائیں گی۔ حضور والا یہ سن کر مسکرائے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے حفصہ سے جاکر کہا تھا کہ تو اپنی ہمسائی کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا وہ تجھ سے زیادہ حسین اور رسول اللہؐ کی زیادہ چہیتی ہے یہ سن کر رسول اللہؐ دوبارہ مسکرائے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں کچھ باتیں عرض کر سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں میں بیٹھ گیا اور سر اٹھا کر اس کوٹھری کو دیکھا لیکن خدا کی قسم اس کے اندر سوائے تین کچی کھالوں کے اور کوئی چیز میری نظر میں نہ آئی میں نے عرض کیا یارسول اللہ! خدا تعالیٰ سے دعاء فرمایئے کہ وہ آپ کی اُمّت کو فراخدستی عنایت فرمائے کیونکہ اہل فارس و روم کو وسعت مالی عطا کی گئی ہے باوجودیکہ وہ خدا کی پرستش نہیں کرتے حضور گرامی یہ سن کر سنبھل کر بیٹھ گئے اور فرمایا ابن خطاب کیا تم شک میں ہو۔ ان قوموں کو تو دنیوی زندگی میں ہی عیش و آرام کے اسباب فوری طور پر عنایت کر دئے گئے ہیں (اور ہمارے واسطے آخرت میں رکھے گئے ہیں) میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے لئے استغفار فرمایئے (خدا تعالیٰ میرے لئے ان الفاظ کو معاف فرمائے) حضور والا چونکہ بیویوں سے سخت ناراض تھے اس لئے ایک مہینہ تک ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے حضورؐ کی ناراضی کو دور کر دیا۔ (یہاں تک کتاب کی اس حدیث کا ترجمہ ہوا اس کے آگے سے آخر تک مسلم کی اسی روایت کا بقیہ ہے جو عشرۃ النساء میں نہیں ہے ہم نے تتمیما للحدیث پوری حدیث کا ترجمہ کر دیا نور)

حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ جب ۲۹ راتیں گزر گئیں تو سب سے پہلے رسول اللہؐ میرے پاس ہی تشریف لائے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہ آنے کی قسم کھائی تھی اور آپ تو انتیس شب کے بعد ہی تشریف لے آئے ہیں، میں شمار کر رہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا عائشہ میں ایک معاملہ کا تم سے تذکرہ کرتا ہوں لیکن اپنے والدین سے مشورہ کئے بغیر تو جواب دینے میں جلدی نہ کرنا۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی یا

ایھا النبی قل لا زواجک الی قولہ اجرا عظیما حضور واقف تھے کہ میرے والدین کبھی رسول اللہؐ کو چھوڑ دینے کا مشورہ مجھے نہیں دیں گے (اسی وجہ سے رسول اللہؐ نے مجھ سے ایسا فرمایا تھا) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس بات میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں (قطعاً نہیں) میں تو خدا کو اس کے رسول کو اور روز قیامت (کی عافیت) کو چاہتی ہوں مگر آپ اپنی بیویوں پر اس بات کو ظاہر نہ کریں کہ میں (عائشہؓ) نے آپ کو اختیار کر لیا (اور طلاق کو اختیار نہیں کیا) آپؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے پیام رساں بنا کر بھیجا ہے دشوار انگیز بنا کر نہیں بھیجا (میں اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔" (بخاری النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجھا ج ۲ ص ۷۸۰)



مرد کا اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کرنا

(۲۷۶) ﴿ان ام سلمة اخبرته: ان النبی ﷺ حلف لا یدخل علی بعض اهله شهرا، فلما مضی تسعا وعشرین یوما غدا علیهن، فقیل له: انک حلفت ان لا تدخل علیهن شهرا، قال: ان الشهر یکون تسعة وعشرین یوما.﴾

(بخاری الصوم باب اذا رائیتم الهلال فصوموه ج ا ص ۲۵۵)

ترجمہ: ”حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے قسم کھائی تھی کہ بعض بیویوں کے پاس ایک ماہ تک تشریف نہ لائیں گے لیکن جب انتیس دن گزر گئے تو صبح کو یا شام کو حضورؐ تشریف لے آئے عرض کیا گیا یا رسول اللہ حضور نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہمارے پاس تشریف نہ لائیں گے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

(۲۷۷) ﴿انه سمع جابرا یقول: اعتزل رسول اللّٰہ ﷺ نساءه شهرا، فخرج صباح تسعة وعشرین، فقال النبی ﷺ: ان الشهر یکون تسعة وعشرین ثم صفق نبی اللّٰہ ﷺ بیدیه ثلاثا: مرتین باصابع یدیه کلها، والثالثة بالتسع منها.﴾ (مسلم الصیام باب الشهر یکون تسعا وعشرین ج ا ص ۳۴۸)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ایک ماہ تک اپنی بیویوں سے علیحدہ رہنے کا ارادہ کیا تھا لیکن انتیسویں کی صبح کو ہمارے پاس تشریف لے آئے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (آج تو) انتیسویں تاریخ کے بعد کی صبح ہے فرمایا مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ پھر حضورؐ والا نے تین بار ہاتھوں کی انگلیاں بند کر لیں ابتدائی دونوں مرتبہ میں دسوں انگلیاں بند کی تھیں اور اخیر میں نو انگلیاں۔“

تشریح: ۹ھ کی بات ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک ماہ تک علیحدہ رہنے کا فیصلہ کیا جیسا کہ ان مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں بیان ہے۔ صورت واقعہ یہ ہے کہ ۹ھ اسلام اور مسلمانوں کے خوشحالی کا زمانہ ہے جس میں عرب کے دور دراز

علاقوں سے اور فتح خیبر کے بعد خیبر کے باغات سے وافر مقدار میں غلہ آتا تھا چنانچہ آپ ؐ نے بھی اپنی ازواج کے لئے سال بھر کا خرچہ خیبر کی کھجوروں سے مقرر فرمایا لیکن اول تو یہ مقدار خود کم تھی جو سال بھر تک بہ مشکل کفایت کر سکتی تھی آئے دن گھر میں فاقہ ہوتا تھا پھر یہ کہ ازواج مطہرات میں بڑے بڑے روسائے قبائل کی بیٹیاں بلکہ شہزادیاں داخل تھیں جنہوں نے اس سے پہلے خود اپنے یا پہلے شوہروں کے گھروں میں نازو نعم کی زندگیاں بسر کی تھیں اس لئے انہوں مال و دولت کی یہ بہتات دیکھ کر اضافی نفقہ کا مطالبہ کیا۔ یہ بات مشہور ہوگئی حضرت عمر و ابو بکر صدیق دونوں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے دیکھا کہ بیچ میں آپ ہیں اور ادھر ادھر بیویاں بیٹھی ہیں اور اضافی نفقہ پر مصر ہیں دونوں حضرات نے اپنی بیٹیوں کو سخت تنبیہ کی حتیٰ کہ حفصہ وعائشہ نے کہا کہ ہم آئندہ حضورؐ کو زائد نفقہ کی تکلیف نہیں دیں گے۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں آپ گھوڑے سے گر پڑے پہلوئے مبارک پر ایک درخت کی جڑ سے خراش آگئی چنانچہ حجرۂ عائشہ سے متصل ہی ایک بالا خانہ تھا آپؐ نے اس میں قیام فرمایا اور عہد کیا کہ ایک مہینہ تک بیویوں سے نہیں ملیں گے۔ ادھر منافقین نے مشہور کر دیا کہ آپؐ نے بیویوں کو طلاق دے دی صحابہ مسجد میں مغموم اور چپ تھے حضورؐ کے پاس جانے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اتنے میں حضرت عمر آئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی دوبار کوئی جواب نہیں ملا۔ تیسری دفعہ اجازت ہوئی تو دیکھا آنحضرتؐ ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہیں جسم مبارک پر نشان پڑے ہیں ادھر ادھر نظر اٹھا کر دیکھا تو آپؐ کے حجرہ میں چند مٹی کے برتن اور سوکھی مشکوں کے سوا کچھ نہ تھا یہ دیکھ کر عمر کی آنکھیں بھر آئیں عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی، فرمایا نہیں۔ عرض کیا کیا میں یہ بشارت عام مسلمانوں کو نہ سنادوں اجازت پا کر زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ باہر آکر مسلمانوں کو خبر کر دی۔ یہ مہینہ ۲۹ دن کا تھا حضرت عائشہ کہتی ہیں میں ایک ایک روز گنتی تھی ۲۹ دن ہوئے تو آپ بالا خانہ سے اتر آئے سب سے پہلے حجرہ عائشہ میں

تشریف لے گئے۔ عائشہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے تو ایک مہینہ کے لئے عہد فرمایا تھا ابھی تو ۲۹ ہی دن ہوئے ہیں ارشاد ہوا مہینہ کبھی ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

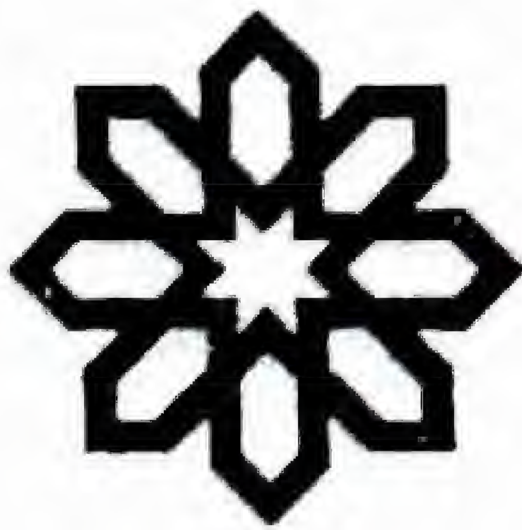
چنانچہ اسی واقعہ میں تخییر کی آیات یا ایھا النبی قل لازواجک (سورہ احزاب آیت ۲۸) نازل ہوئیں جس میں اللہ نے آپؐ کو حکم دیا کہ آپ بیویوں کو کہہ دیں جو بیوی چاہے فقروفاقہ پر صبر کر کے نبی کی بیوی ہونے کی عظیم سعادت پالے اور جو چاہے کنارہ کش ہو کر دنیا طلبی کی ہوس پوری کرے۔

ایلاء: اپنی منکوحہ بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھانے کو لغتاً ایلا کہتے ہیں چنانچہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے ایک ماہ یا دو تین ماہ (مگر چار ماہ سے کم) صحبت نہ کرے گا تو یہ لغت کے اعتبار سے ایلاء ہوگا شرعاً ایلاء نہیں ہوگا اس لئے اس طرح ایلاء سے طلاق نہیں پڑے گی جیسا کہ اوپر حضورؐ کے واقعہ میں مذکور ہوا شرعاً ایلاء یہ ہے کہ کوئی شخص قسم کھائے کہ چار ماہ یا اس سے زائد مدت تک اپنی بیوی سے جماع نہیں کرے گا۔ (بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۹۹) ایلاء شرعی کے لئے شرط ہے کہ بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم کھائی ہو، اگر قسم نہ کھائی ہو تو ایلاء نہیں ہوگا اگرچہ سالوں تک نہ جائے۔ اگر چار ماہ یا اس سے زائد مدت تک بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی اور چار ماہ ختم ہونے سے قبل زبانی رجوع یا بیوی سے مخصوص کام کر کے رجوع کیا تو طلاق واقع نہیں ہوگی البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا لازم ہے (یعنی دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا تین دن مسلسل روزہ رکھنا کفارہ ہے) کفارہ دے کر ایلاء ختم ہو جائے گا لیکن اگر چار ماہ یا جس قدر قسم کھائی تھی اتنی مدت تک بیوی کے پاس نہیں گیا اور نہ ہی اپنی بات سے زبانی رجوع کیا تو عورت پر ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی جس سے نکاح ختم ہو جائے گا اب ملنا چاہیں تو نیا نکاح کرنا لازم ہے خواہ عدت ہی میں کریں یا عدت کے بعد۔ بقیہ مسائل فقہ کتابوں میں ہیں۔

مرد کا اپنی بیوی سے ترک تعلّق

(۲۷۸) ﴿عن بهز، قال: حدثني ابي، عن جدي، قال: قلت: يا رسول اللّٰه، نساونا ما ناتي منها، ام ما ندع؟ قال: حرثك اني شئت، غير ان لا تقبح الوجه، ولا تضرب، واطعمها اذا طعمت، واكسها اذا اكتسيت، ولا تهجرها الا في بيتها، كيف وقد افضى بعضكم الى بعض، الا بما حل عليها.﴾ (ابو داؤد شریف النکاح باب حق المراة علی زوجها ج۱ ص۲۹۸ ابن ماجه النكاح باب حق المراة على زوجها)

ترجمہ: ”حضرت بہز بن حکیم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ ہم اپنی عورتوں سے کس طرح جماع کریں؟ اور کس طرح نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا: تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہے آؤ۔ البتہ چہرہ کو برا مت کہو اور نہ مارپیٹ کرو۔ جب تم کھانا کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب تم کپڑے پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اور اگر بیوی سے ترک تعلّق کرو تو گھر میں ہی کرو (یعنی گھر کے حد تک ہی ترک تعلّق رکھو باہر نہ نکالو) اور کیونکر (باہر نکال دے) جب کہ تم نے ایک دوسرے کے ساتھ عقد نکاح کے ذریعہ ملاپ کیا ہے۔“



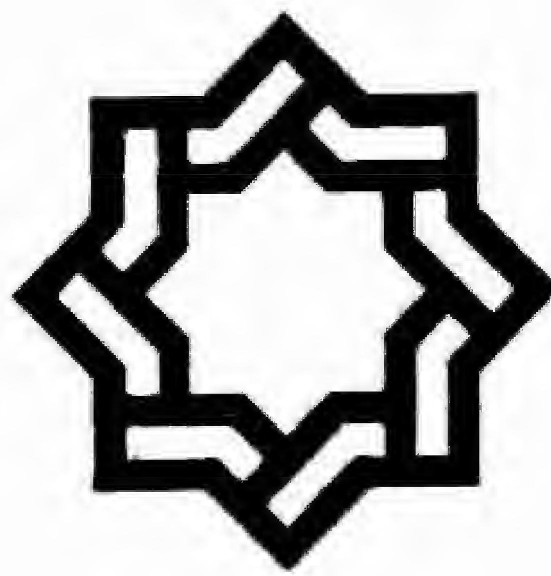
ترک تعلّق کب تک جائز ہے؟

(۲۷۹) ﴿عن ابی هريرة، عن النبی ﷺ قال: لا هجرة فوق ثلاث، ومن هاجر فوق ثلاث، فمات، دخل النار.﴾

(ابو داؤد شریف الادب باب فی من یهجر اخاه المسلم ج۲ ص۳۲۴)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے لئے تین دن سے زائد اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑنا جائز نہیں ہے جس نے تین دن سے زائد چھوڑ دیا اور اسی حالت میں مرگیا تو جہنم میں جائے گا۔''

فائدہ: یاد رہے ذاتی اغراض یا دنیوی وجوہات سے ترک تعلّقات اور قطع تعلّق جائز نہیں البتہ دینی وجہ سے قطع تعلّق میں کوئی حرج نہیں۔ اس پر بہت سے وقائع شاہد ہیں۔



ترک تعلق کب تک جائز ہے

(۲۸۰) ﴿عن انس بن مالک، قال: کانت صفیة مع رسول اللهﷺ فی سفر، وکان ذلک یومها، فابطت فی المسیر. فاستقبلها رسول اللهﷺ وهی تبکی، وتقول: حملتنی علی بعیر بطیء فجعل رسول اللهﷺ یمسح بیدیه عینیها، ویسکتها، فابت الا بکاء، فغضب رسول اللهﷺ وترکها، فقدمت. فاتت عائشة، فقالت: یومی هذا لک من رسول اللهﷺ ان انت ارضیتیه عنی. فعمدت عائشة الی خمارها، وکانت صبغته بورس وزعفران. فنضحته بشیء من ماء، ثم جاءت حتی قعدت عند راس رسول اللهﷺ فقال لها رسول اللهﷺ: مالک؟ فقالت: ذلک فضل الله یوتیه من یشاء! فعرف رسول اللهﷺ الحدیث، فرضی عن صفیة، وانطلق الی زینب، فقال لها: ان صفیة قد اعیابها بعیرها، فما علیک ان تعطیها بعیرک قالت زینب: اتعمد الی بعیری فتعطیه الیهودیة! فهاجرها رسول اللهﷺ ثلاثة اشهر، فلم یقرب بیتها، وعطلت زینب نفسها، وعطلت بیتها، وعمدت الی السریر فاسندته الی موخر البیت، وایست ان یاتیها رسول اللهﷺ فبینا هی ذات یوم، اذا بوجس رسول اللهﷺ فدخل البیت، فوضع السریر موضعه، فقالت زینب: یا رسول الله، جاریتی فلانه قد طهرت من حیضتها الیوم، هی لک. فدخل علیها رسول اللهﷺ ورضی عنها﴾

ترجمہ: ”حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ حضرت صفیہ (بھی) تھیں اور یہ ان کے باری کے دن تھے چلنے میں وہ پیچھے رہ گئی حضور نے (ٹھہر کر) ان کے لئے انتظار کیا حضورؐ کو دیکھ کر وہ رونے لگی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھے سُست رو اونٹ پر سوار کر دیا حضورؐ اپنے ہاتھ سے ان کے آنسو پوچھنے لگے اور حضرت صفیہ کو خاموش کرانے لگے لیکن وہ اور بھی (زیادہ) زار و قطار کرنے لگی اس پر حضورؐ ان کو یونہی چھوڑ کر آگے چل دئے۔ حضرت صفیہ (حضورؐ کی ناراضگی محسوس کر کے) حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں اور ان سے کہنے لگیں کہ آج کی میری باری میں آپ کو دیتی ہوں آپ حضورؐ کو مجھ سے راضی کر دیں۔ حضرت عائشہؓ کو حضرت صفیہ کے دوپٹے پر نظر پڑی جو ورس (ایک خوشبودار گھاس جس سے کپڑے بھی رنگے جاتے ہیں) اور زعفران سے رنگی ہوئی تھی حضرت عائشہؓ نے اس اوڑھنی پر پانی کا چھڑکاؤ کیا (تاکہ خوشبو خوب پھیلے) پھر حضرت عائشہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور حضورؐ کے سراہنے بیٹھ گئی آپؐ نے ان سے پوچھا کیا ہوا آپ کو۔ (دوسرے کے ایام میں آپ کا آنا؟) حضرت عائشہؓ نے کہا: اللہ کی طرف سے عنایت اور فضل ہے جس کو وہ نوازنا چاہیں نواز سکتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا کہ صفیہ کے یہ ایام بھی مجھے مل گئے) حضورؐ سمجھ گئے چنانچہ آپؐ حضرت صفیہ سے راضی ہوئے اور زینب کے پاس آکر ان سے فرمانے لگے زینب: صفیہ کو ان کی سواری نے تھکا دیا ہے آپ کو کوئی حرج نہ ہوگا اگر آپ اپنی سواری ان کو دے دیں۔ حضرت زینب کہنے لگی: یا رسول اللہ کیا آپ میری سواری مجھ سے لے کر اس یہودیہ عورت کو دینا چاہتے ہیں (اس جملہ سے حضورؐ کو بہت تکلیف ہوئی) آپؐ نے ان سے تین مہینہ تک ترک تعلّق کیا ان کے ٹھکانہ کے قریب بھی نہ ہوئے حضرت زینب نے اپنے آپ کو الگ تھلگ کر دیا اور اپنے ٹھکانہ کے بالکل خفیہ گوشے میں پلنگ کے ساتھ ٹیک لگا کر مایوس ہو کر بیٹھ گئی کہ اب حضورؐ میرے پاس نہیں تشریف لائیں گے۔ اسی دوران ایک دن حضرت زینب نے آپؐ کی آمد کی آہٹ سنی آپؐ گھر میں داخل ہوئے تو آپؐ نے پلنگ

اٹھا کر اپنی پہلی والی جگہ پر رکھ دیا گیا تھا۔ حضرت زینبؓ نے مایوسی میں پلنگ اٹھا کر گھر کے پیچھے رکھ دیا تھا، یہ دیکھ کر حضرت زینبؓ کہنے لگیں یا رسول اللہ میری فلاں باندی آج ہی ماہواری سے پاک ہوئی ہے وہ میں آپ کو پیش کرتی ہوں یہ تو حضورؐ پھر سے ان سے راضی ہو گئے۔"



اپنی بیوی کو مارنا

(۲۸۱) ﴿ان عائشة قالت: واللّٰہ ما ضرب رسول اللّٰہ ﷺ بیدہ امراۃ لہ قط، ولا خادما لہ قط، ولا ضرب بیدہ شیئا قط، الا ان یجاھد فی سبیل اللّٰہ، ولا خیر بین امرین الا اختار ایسرھما، مالم یکن ماثما، وان کان اثما کان ابعد الناس، وواللّٰہ ما انتقم لنفسہ من شیء قط یوتی الیہ، حتی ینتھک من حرمات اللّٰہ، فینتقم اللّٰہ.﴾

(مسلم الفضائل باب مباعدتہ للاثام واختیارہ من المباح السھلہ ج۲ ص۲۵۶)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں واللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ عورت کو نہ خادم کو۔ نہ ہی اپنے ہاتھ سے کسی اور چیز کو مارا۔ ہاں راہ خدا میں جہاد ضرور کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو باتوں میں سے ایک بات پسند کر لینے کا اختیار دیا گیا تو حضورؐ نے اسی بات کو پسند کر لیا جو دونوں میں آسان ہوئی بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو اگر گناہ ہوا تو حضور اس سے سب سے زیادہ دور رہے۔ حضورؐ نے کبھی اپنے نفس کا انتقام نہیں لیا جب تک حرمت الٰہی کی پردہ دری یا خلاف ورزی ہوتے نہیں دیکھی ورنہ (جب ایسا دیکھتے) تو خدا کے (حکم کے) واسطے حضور والا انتقام لیتے تھے۔“

۲۸۲، ۲۸۳ نمبر حدیث کا بھی یہی مضمون ہے۔

(۲۸۴) ﴿عن عبداللّٰہ بن زمعۃ: ان النبی ﷺ وعظھم فی الریح التی تخرج، قال: ولم یضحک احدکم مما یکون منہ؟ ووعظھم فی النساء: ان یضرب احدھم امراتہ، کما یضرب العبد، او الامۃ، من اول النھار، ثم یعانقھا من آخر النھار.﴾ (بخاری النکاح باب مایکرہ من ضرب النساج ۲ ص۷۸۴)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

لوگوں کو جو ہوا کے خارج ہونے پر ہنستے تھے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ایسی بات پر کیوں کوئی ہنستا ہے جس کو خود (بھی) کرتا ہے" پھر عورتوں کی بابت وعظ و نصیحت کی۔ اور فرمایا تم میں سے بعض لوگ کیوں اپنی اس عورت کو مارتے ہیں جس سے دن کے اخیر حصہ (یعنی رات) میں پھر ہم بستری کرتے ہیں۔"

(۲۸۵) ﴿عن ایاس بن عبداللّٰہ بن ابی ذباب، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لا تضربوا اماء اللّٰہ فجاءہ عمر، فقال: قدذئرن النساء علی ازواجھن، فاذن لھم، فضربوھن، فطاف بآل رسول اللّٰہ ﷺ نساء کثیر، فقال النبی ﷺ: لقد طاف بآل محمد ﷺ اللیلۃ سبعون امراۃ، کلھم یشتکین ازواجھن، ولا تجد اولئکم خیارکم.﴾

(ابو داؤد، النکاح باب فی ضرب النساء ج ا ص ۲۹۹ طبع امدادیہ)

ترجمہ: "حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو نہ مارو۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آپ کے پاس آئے اور کہا عورتیں اپنے شوہروں پر دلیر ہوگئی ہیں۔ تو آپؐ نے مارنے کی اجازت دے دی پھر بہت سی عورتیں آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے شوہروں کی شکایتیں کرنے لگیں آپؐ نے فرمایا۔ آل نبیؐ کے پاس تقریباً ستر عورتیں گزشتہ رات آئیں جو سب کی سب اپنے شوہروں کی شکایتیں کرتی تھیں پھر مردوں سے فرمایا تم میں سے ایسے مرد اچھے نہیں (جو اپنی بیویوں کو مارے)۔"

(۲۸۶) ﴿عن عمر بن الخطاب، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لا یسال الرجل فیما ضرب امراتہ.﴾ (ابو داؤد النکاح باب فی ضرب النساء ج ا ص ۲۹۹)

ترجمہ: "حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیویوں کے مارنے میں آدمی سے کوئی (روز قیامت) مواخذہ نہ ہوگا۔"

عورتوں کے متعلّق حضورؐ کی آخری وصیت

(۲۸۷) ﴿عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص، قال: حدثنی ابی: ان رسول اللّٰہﷺ قال: استوصوا بالنساء خیرا؟ فانما ھن عوان عندکم، لیس تملکون منھن شیئا غیر ذلک، الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ، فان فعلن، فاھجروھن فی المضاجع، واضربوھن ضربا غیر مبرح، فان اطعنکم، فلا تبغوا علیھن سبیلا، الا ان لکم من نسائکم حقا، ولنسائکم علیکم حق، فاما حقکم علی نسائکم: فلا یوطئن فرشکم من تکرھون، ولا یاذن فی بیوتکم لمن تکرھون، الا وحقھن علیکم: ان تحسنوا الیھن فی کسوتھن وطعامھن.﴾

(ترمذی الرضاع باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجھا ج ا ص ۳۵۹)

ترجمہ: ”حضرت عمرو بن الاحوص کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت قبول کرلو۔ وہ عورتیں تمہارے پاس مددگار قیدی ہیں۔ اس کے سوا تم ان میں سے کسی چیز کے مالک نہیں ہو۔ ہاں یہ کہ وہ کوئی بے حیائی کریں تو پھر ان کے خوابگاہوں سے (یعنی بچھونوں سے) تم جدا ہو جاؤ اور زخم لگائے بغیر ہلکی پٹائی بھی کرو۔ اگر (اس قدر تنبیہ سے سدھر گئی اور) تمہاری اطاعت کریں تو ان کے (ٹوہ میں لگ کر) پیچھے نہ پڑو۔ خبردار۔ تمہارے واسطے تمہاری عورتوں پر بھی حقوق ہیں اور تمہاری عورتوں کے لئے تم پر بھی حقوق ہیں۔ تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق میں سے یہ ہے کہ تمہارے بچھونے کو ایسے شخص سے پامال نہ کریں جس کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ہی گھر کے اندر آنے کی اجازت دیں ایسے شخص کو جس کو تم برا جانتے ہو۔ اور سنو! ان عورتوں کا بھی تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کھانے پینے اور پہننے کے معاملہ میں ان کے ساتھ احسان کرو۔“

شوہر کی خدمت

(۲۸۸) ﴿عن اسماء، قالت: تزوجنی الزبیر، وماله فی الارض من مال، ولا مملوک، ولا شیء غیر فرسه، فکنت اعلف فرسه، واکفیه مونته، واسوسه، وادق النوی لناضحه، واعلفه، واستقی الماء واخرز غربه، واعجن، ولم اکن احسن اخبز، فکان یخبز جارات لی من الانصار، وکن نسوة صدق، وکنت انقل النوی من ارض الزبیر، وھی التی اقطعه النبی ﷺ علی راسی ثلثی فرسخ، فجئت یوما، والنوی علی راسی، فلقینی النبی ﷺ ومعه نفر من اصحابه، فدعانی، ثم قال: اخ، اخ لیحملنی خلفه، فاستحییت انی اسیر مع الرجال، وذکرت الزبیر وغیرته، وکان من اغیر الناس، فعرف رسول اللّٰہ ﷺ انی قد استحییت، فمضی، وجئت الی الزبیر، فقلت: لقینی رسول اللّٰہ ﷺ وعلی راسی النوی، ومعه نفر من اصحابه، فاناخ لارکب معه، فاستحییت، وعرفت غیرتک، فقال: واللّٰہ، لحملک النوی کان اشد من رکوبک معه، قالت: حتی ارسل الی ابوبکر بعد ذلک بخادم، فکفتنی سیاسة الفرس، فکانما اعتقنی.﴾

(مسلم السلام، باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق ج۲ ص۲۱۸)

ترجمہ: ”حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے مجھ سے نکاح کیا تو اس زمانہ میں ان کے پاس زمین پر نہ کوئی مال تھا نہ کوئی غلام نہ کوئی اور چیز صرف ایک گھوڑا تھا میں ان کے گھوڑے کو گھاس ڈالتی تھی خود ان کی خدمت کرتی تھی خانگی انتظام بھی کرتی تھی۔ آب کش اونٹ کے لئے کھجور کی گٹھلیاں کوٹتی تھی اور اس کو چارہ دیتی تھی پانی کھینچتی تھی، ڈول سیتی تھی، آٹا گوندھتی تھی مگر مجھے روٹی اچھی پکانی نہ آتی تھی اس لئے

میری انصاری ہمسائیاں روٹیاں پکادیا کرتی تھیں، وہ بڑے اخلاص کی عورتیں تھیں ایک زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ کو دے دی تھی۔ میں وہاں سے اپنے سر پر اٹھاکر کھجور کی گٹھلیاں لاتی تھیں وہ زمین ۲/۳ فرسخ کی مسافت پر تھی ایک روز میں اپنے سر پر گٹھلیاں لا رہی تھی راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے کچھ صحابہ بھی حضورؐ کے ساتھ تھے حضورؐ نے مجھے بلایا اور اونٹ کو بٹھانے کے لئے اُخ اُخ فرمایا۔ اونٹ پر حضورؐ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کرنے کے لئے بٹھایا تھا مجھے شرم آگئی (حضرت زبیرؓ سے خطاب کرکے جناب اسماءؓ نے فرمایا) کیونکہ میں تمہاری غیرت جانتی تھی (زبیرؓ نے کہا) خدا کی قسم تمہارا گٹھلیاں سر پر اٹھا کر لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے سے میرے لئے سخت تھا حضرت اسماءؓ کہتی ہیں غرض حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرے پاس ایک خادم بھیج دیا جس نے گھوڑے کے کام سے مجھے بچا لیا گویا مجھے آزاد کر دیا۔"

تشریح: عورت کے لئے شوہر ہی سب کچھ ہوتا ہے اگر شوہر کی خدمت کرے تو عبادت بھی ہے اور بہترین صدقہ بھی ہے (کنزالعمال ج۱۶ ص۱۶۹) جیسا کہ آپ نے اس حدیث بالا میں دیکھا کہ حضرت صدیق کی بیٹی حضرت اسماءؓ اپنے شوہر حضرت زبیرؓ کی کتنی خدمت کرتی تھیں۔ شوہر کی خدمت کی برکت سے عورت کو دیگر تمام عبادات کا بھی ثواب ملتا ہے حضرت اسماء بنت یزید انصاریہؓ نے حضورؐ سے پوچھا یارسول اللہ! ہم عورتیں تو گھروں میں بند بیٹھی مردوں کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں حمل اور اولاد کے بوجھ کو برداشت کرتی ہیں شوہروں کی خدمت میں مشغول رہتی ہیں جب کہ مرد حضرات جمعہ، جماعات، مریضوں کی عیادت، جنازہ میں حاضری، اور سب سے افضل عبادت اللہ کے راستے میں جہاد کی فضیلت اور ثواب بھی پاتے ہیں جب کہ اس دوران ہم ان کے گھر مال واسباب کی حفاظت، بچوں کی پرورش وغیرہ کرتے ہیں تو کیا ان کے

نیک اعمال میں ہمیں بھی ثواب ملے گا یا مرد حضرات ہم سے ثواب میں آگے ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا جاؤ اور تم اپنے علاوہ تمام عورتوں کو بھی بتا دو کہ تم عورتوں کا اپنے شوہروں کے ساتھ حسن برتاؤ اور ان کی خوشیوں کا خیال رکھنا، ان کی خدمت کرنا ثواب اور فضیلت میں ان تمام عبادات و اعمال کے برابر ہے جو مرد کر رہے ہیں وہ عورت مارے خوشی کے اللہ اکبر کہتے ہوئے چلی گئی۔ (بیہقی شعب الایمان ج ۶ ص ۴۲۱)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک شوہر کی خدمت کس قدر اہم فریضہ ہے کہ عورت سے جمعہ، جماعت جہاد وغیرہ کی فرضیت بھی ساقط کر دی گئی اور نوافل تو شوہر کی اجازت پر موقوف ہیں مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ حضرت صفوان بن معطلؓ کی بیوی حضورؐ کی خدمت میں آئی اور اپنے شوہر کی شکایت میں کہنے لگی کہ میرا شوہر مجھے نماز پڑھنے پر مارتا ہے۔ میں روزہ رکھتی ہوں تو روزہ میرا افطار کراتا ہے اور خود آفتاب طلوع ہونے کے قریب فجر نماز پڑھتا ہے اسی مجلس میں اس عورت کے شوہر صفوان بھی بیٹھے ہوئے تھے حضورؐ نے صفوان سے ان کی بیوی کی شکایات کے متعلّق پوچھا تو صفوانؓ نے کہا یا رسول اللہ، میری بیوی کی پہلی شکایت کی حقیقت یہ ہے کہ یہ نماز میں بڑی لمبی سورتیں پڑھتی ہے میں اس سے چھوٹی سورت پڑھنے کو کہتا ہوں آپؐ نے عورت سے کہا کہ کوئی چھوٹی سی سورت بھی نماز میں کافی ہو جائے گی۔ صفوان نے دوسری شکایت کے متعلّق کہا کہ یا رسول اللہ میری بیوی نفل روزہ رکھتی ہی چلی جاتی ہے میں زمیندار پیشہ ہوں رات کو کھیت پر پانی دینے کے لئے جاتا ہوں دن کو موقع ملتا ہے لیکن بیوی روزہ سے ہوتی ہے جوان آدمی ہوں صبر نہیں ہو پاتا، آپؐ نے فرمایا کوئی بھی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھے۔ حضرت صفوان نے تیسری شکایت کے متعلّق فرمایا کہ یا رسول اللہ کھیت کو پانی دیتے رات گزر جاتی ہے سحری کے وقت کھیت پر ہی نیند لگ جاتی ہے آفتاب طلوع ہونے کے قریب آنکھ کھل جاتی ہے تو نماز پڑھ لیتا ہوں آپؐ نے فرمایا اے صفوان جب بھی آنکھ کھل جائے نماز پڑھ لو (مشکوٰۃ شریف

ص۲۸۲) اس حدیث پر غور کیجئے کہ آپؐ نے شوہر کے عذر کو قبول کیا حالانکہ عورت کوئی کوتاہی نہیں کرتی تھی پھر بھی عورت کو تاکید فرمائی کہ اپنے شوہر کا خیال رکھو۔ کیونکہ وہی تمہارے لئے جنت بھی ہے اور وہی جہنّم بھی ہے۔



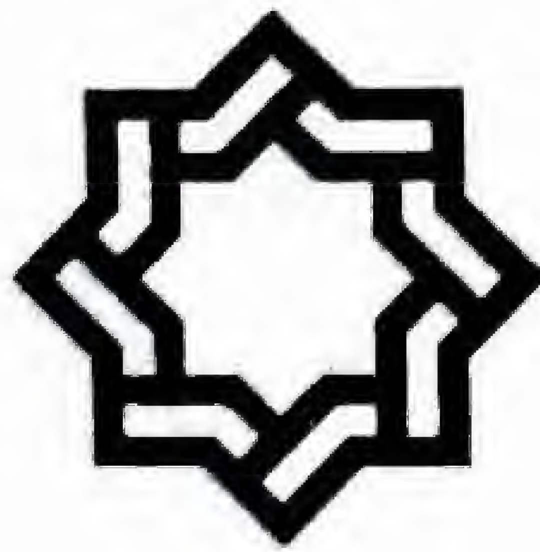
عورت کے چہرہ پر مارنا

(۲۸۹) ﴿عن حکیم بن معاویة، عن ابیه، عن النبی ﷺ: ساله رجل: ما حق المراة علی زوجها؟ قال: تطعمها اذا طعمت، تکسوها اذا اکتسیت، ولا تضرب الوجه، ولا تقبح، ولا تهجر الا فی البیت.﴾

(ابو داؤد النکاح باب فی حق المراة علی زوجها ج ۲ ص ۱۳۵)

ترجمہ: ”حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا شوہر پر اپنی عورت کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا جب خود کھائے تو اس کو بھی کھلائے اور جب خود (نیا) کپڑے پہنے اس کو بھی پہنائے اور چہرہ پر نہ مارے۔ برا بھلا نہ کہے گھر کے سوا اس سے جدا نہ رہے (یعنی تنبیہ کی ضرورت پیش آئے تو اس کو گھر سے جدا مت کرو بلکہ گھر میں رکھتے ہوئے ہی جدائی اختیار کرو)۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے چہرہ کو شرف و عظمت بخشا ہے اس لئے بالاتفاق جمہور ائمہ کے ہاں چہرہ پر مارنا حرام ہے۔ (مرقاۃ ج ۶ ص ۴۰۳)



ابواب النفقہ

نان نفقہ اور اہل و عیال پر خرچ کرنے کا ثواب

عورت کے لئے خادمہ

(۲۹۰) ﴿عن علیؓ، قال: شکت الی فاطمة مجل یدیها من الطحین، فقلت: لو اتیت اباک، فسالتیه خادما، فاتت النبیﷺ فلم تصادفه، فرجعت، فلما جاء اخبر، فاتانا وقد اخذنا مضاجعنا، و علینا قطیفة اذا لبسناها طولا، خرجت منها جنوبنا، واذا لبسناها عرضا خرجت روسنا، او اقدامنا، فقال: یا فاطمة، اخبرت انک جئت، فهل کان لک حاجة؟ قلت: بلی، شکت الی مجل یدیها من الطحین، فقلت: لو اتیت اباک، فسالتیه خادما، قال: افلا ادلکما علی ما هو خیر لکما من الخادم؟ اذا اخذتما مضاجعکما، فقولا ثلاثا وثلاثین، وثلاثا وثلاثین، واربعا وثلاثین: من تحمید، وتسبیح، وتکبیر.﴾

(ترمذی الدعوات باب ماجاء فی التسبیح و التحمید عند المنام ج ۲ ص ۱۷۸)

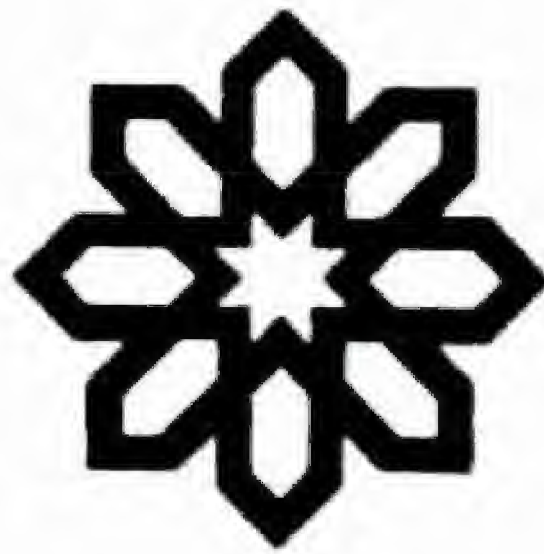
ترجمہ: "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے مجھ سے اپنے ہاتھوں کے ابلونکی شکایت کی جو کہ آٹا پیسنے کے سبب پڑے تھے میں نے کہا اگر تم اپنے باپ کے پاس جاکر ان سے خادمہ کا سوال کرو (تو بہتر ہے) حضرت فاطمہ کہتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں لیکن آپ کو وہاں نہ پایا تو میں واپس گھر لوٹ آئی حضور جب تشریف لائے تو آپ کو میرے متعلق خبر دی گئی (کہ فاطمہ کسی ضرورت سے آئی تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت ہم (میاں بیوی) اپنے بستر پر تھے ہم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی لمبائی میں اوڑھ کر سو جاتے تو پہلو باہر ہوتے اور چوڑائی میں اوڑھ کر سو جاتے تو سر یا پاؤں چادر سے باہر ہوتے (اس قدر تنگی تھی کہ ایک چادر بھی اوڑھنے کے لئے پوری نہ تھی) حضور نے آکر پوچھا فاطمہ! مجھے معلوم ہوا کہ

آپ گھر آئی تھیں کیا کوئی ضروری کام تھا؟ حضرت علیؓ کہنے لگے: جی ہاں کیوں نہیں (ضرورت ہی سے آئی تھی) فاطمہ نے مجھے اپنے ہاتھوں کے آبلو نکی جو کہ بکثرت آٹا پینے سے پڑے ہیں شکایت کی تھی تو میں نے کہا اگر تم اپنے باپ کے پاس جاکر ایک خادم کا سوال کرو (تو بہتر ہے) حضورؐ نے (دونوں کو مخاطب فرما کر) فرمایا کیا میں تم دونوں کو ایسی عمدہ چیز نہ بتلاؤں جو خادمہ سے بھی بہتر ہو جب تم دونوں سونے لگو تو تینتیس اور تینتیس اور چونتیس بار (بالترتیب) تحمید اور تسبیح اور تکبیر کہا کرو۔"

تشریح: جب عورت گھر کے کام کاج مثلاً پکوان، صفائی وغیرہ پر قادر ہو اور شوہر متوسط درجہ کی مالی حیثیت رکھتا ہو تو شوہر پر عورت کے لئے خادم دینا لازم نہیں ہے بلکہ عورت ہی شوہر اور گھر کی خدمت کرے جیسا کہ حضرت فاطمہؓ اپنے شوہر نامدار حضرت علیؓ کے گھر کے تمام کام کاج کرتی تھیں حتی کہ چکی میں آٹا پیستے پیستے ہاتھوں میں آبلوں کے نشان پڑے تھے جب آپؐ کے پاس خادم مانگنے آئیں تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو حکم نہیں دیا کہ فاطمہ کے لئے کوئی خادمہ کا بندوبست کرو۔ اگر خادم یا خادمہ دینا شوہر کو لازم ہوتا تو آپؐ ضرور حضرت علی کو حکم دیتے جیسا کہ عقد نکاح کے بعد رخصتی سے قبل، پہلے حق مہر ادا کرنے کا حکم دیا تھا حالانکہ عورت اگر حق مہر معاف یا مؤخر کر دے تو فوری ادائیگی واجب نہیں ہوتی۔ جب حق مہر کی ادائیگی کا حکم آپؐ نے دیا تو خادم دینے کا حکم بھی دے سکتے تھے لیکن اس کے باوجود آپؐ کا خادم دینے کا حکم نہ دینا اس کے واجب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ (فتح الباری شرح البخاری ج ۱۰ ص ۶۳۵)

آپؐ نے خادمہ کے بجائے دونوں میاں بیوی کو رات کے وقت سونے سے قبل بستر پر جاتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر تینتیس تینتیس بار پڑھنے کا حکم فرمایا اس تسبیح سے آخرت میں راحت ملے گی اس کو تسبیحات فاطمی کہتے ہیں۔ غرض عورت ہی گھر کی خدمت انجام دے تو جنت اس کی منتظر ہو گی جس طرح حضرت فاطمہ خاتون جنت

نے یہ مقام حاصل کیا حضرت اسماءؓ بنت صدیق کے متعلق گزر چکا کہ اپنے شوہر کی کس قدر خدمت کرتی تھیں فرماتی ہیں کہ میرے شوہر کے پاس سواری کے لئے ایک گھوڑا تھا میں خود گھوڑے کو گھاس ڈالتی، خانگی امور خود انجام دیتی آب کش اونٹ کے لئے کھجور کی گٹھلیاں کوٹتی تھی اونٹ کو چارہ دیتی، خود اونٹ کے ذریعہ پانی کھینچتی ڈول کے لئے رسی سیتی، آٹا گوندتی اپنے شوہر کی زمین پر جاکر کھجوریں سر پر لاد کر لاتی یہ سب کام خود انجام دیتی۔ (مسلم شریف) بتایئے آجکل عورتیں اس قدر کام کرتی ہیں؟ چند روٹیاں پکانی ہو اس پر بھی خادم کا مطالبہ ہو تو آخر میاں بیوی میں وہ محبت کیسے پیدا ہوگی جو جنت میں ان کے لئے مقام بنا دے۔ یقیناً اگر آج ہماری عورتوں میں اپنے شوہروں کے ساتھ صحابیات جیسی محبّت ہو تو آج بھی ہمارے گھرانے جنتی گھرانے بن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی خوشنودی نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔



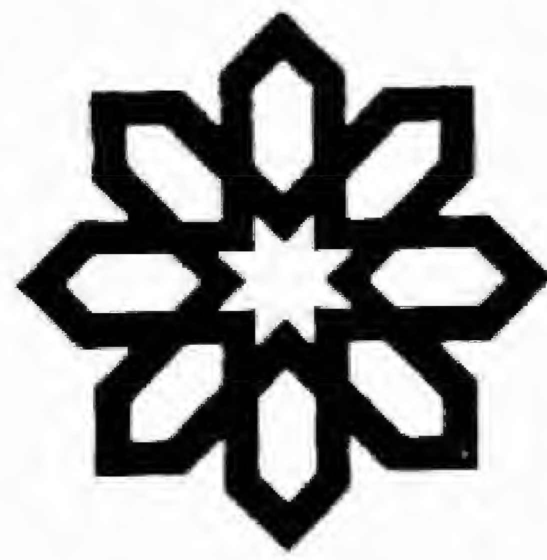
روز قیامت ہر ذمہ دار سے جوابدہی

(۲۹۱) ﴿عن عبداللّٰہ بن عمر: انه سمع رسول اللّٰهﷺ يقول: كل راع مسئول عن رعيته: الامام راع، ومسئول عن رعيته، والرجل راع فی اهله وهو مسئول عن رعيته، والمراة فی بيت زوجها راعية، وهی مسئولة عن رعيتها، والخادم راع فی مال سيده، ومسئول عن رعيته، والرجل فی مال ابيه راع، وهو مسئول عن رعيته، وكلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته.﴾ (بخاری الاستقراض باب العبد راع فی مال سيده ولا يعمل الا باذنه ج ا ص ۳۲۴)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہر نگہبان سے (قیامت کے دن) اپنی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی لہٰذا امام (یعنی سربراہ مملکت جو لوگوں کا) نگہبان ہے اس کو اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہی کرنی ہوگی، مرد جو اپنے گھروالوں کا نگہبان ہے اس کو اپنے گھروالوں کے بارہ میں جواب دہی کرنی ہوگی اور عورت جو اپنے خاوند کے گھر (اور اس کے بچوں) کی نگہبان ہے اس کو ان کے (حقوق کے) بارے میں جوابدھی کرنی ہوگی خادم یعنی غلام مرد جو اپنے آقا کے مال کانگران ونگہبان ہے اس کو اس کے مال کے بارے میں پوچھ ہوگی اور آدمی اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اس کو اس ذمہ داری کے بارے میں جوابدہی کرنی ہوگی لہٰذا آگاہ رہو۔ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک شخص اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔“

تشریح: یہ حدیث شریف بہت ہی اہم ہے اس میں اصولی طور پر سب کو ذمہ دار اور مسئول قرار دیا گیا راعی عربی زبان میں نگران کو کہتے ہیں اور جس کی نگرانی ونگہداشت کی ذمہ داری سپرد کی گئی ہوتی ہے اس سے رعیت کہتے ہیں حدیث میں بتایا گیا کہ آخرت

میں ہر ذمہ دار سے پوچھا جائے گا کہ اس نے کس حد تک اپنی ذمہ داری کو نبھایا حکمرانوں کو اپنے ملک اور قوم کے متعلّق پوچھا جائے گا اسی طرح گھر کے نگران مرد سے اپنے اہل وعیال کے متعلّق پوچھا جائے گا کہ ان کے نفقہ خرچ اور دین سکھانے کی ذمّہ داری پوری کی یا نہیں۔ ایسا تو نہیں کہ خود تو حضرت پیرو مرشد عالم بنے ہیں اور اولاد دین سے غافل ہے اسی طرح عورتوں سے بھی پوچھ ہوگی عورت ہر وقت اپنے خاوند کے گھر میں رہتی ہے اس لئے وہ شوہر کے گھر کے مال اور اپنے ناموس کی حفاظت کی ذمّہ دار ہے عورت کی ذمّہ داری ہے کہ اولاد کی دینی تربیت کرے شوہر کی اجازت کے بغیر شوہر کے یا اپنے رشتہ داروں پر خرچ نہ کرے جس قدر شوہر نے اجادت دے رکھی ہے بس اسی قدر صدقہ خیرات کرے بے جا اخراجات میں شوہر کا مال صرف نہ کرے ورنہ آخرت کی پکڑ سے نہیں بچ سکے گی۔



اپنے عیال پر خرچ کرنے میں بخل کرنے والا

(۲۹٤) ﴿قال عبدالله بن عمرو: سمعت رسول اللهﷺ يقول: كفى بالمرء اثما ان يضيع من يعول.﴾ (ابو داؤد الزکاۃ باب فی صلة الرحم ج ۱ ص ۵۵۲)

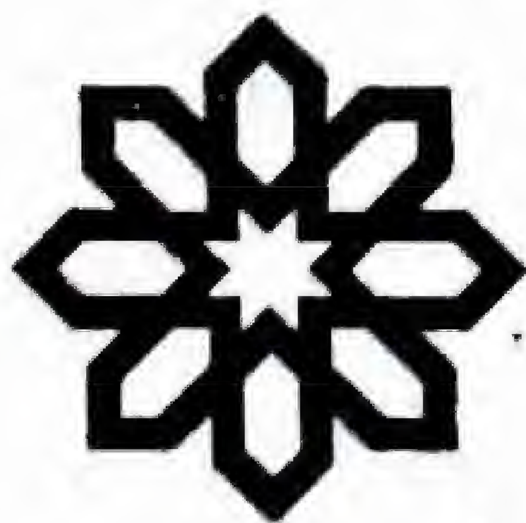
ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا: آدمی کو گناہ گار بنا دینے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ (اپنی یا) اپنے عیال (و متعلقین) کی روزی کو ضائع کر دے۔"

فائدہ: یعنی شریعت نے جو ذمہ داریاں سونپی ہیں ان سے غفلت برتے اور اپنے مال کو ان کے علاوہ دیگر کاموں میں خرچ کر دے۔ یہ اپنے عیال کی روزی ضائع کر دینا ہے۔

(۲۹٦) ﴿عن ابی هريرة: ان رسول اللهﷺ قال: ما من يوم يصبح العباد فيه الا ملكان يقولان، فيقول احدهما: اللهم اعط منفقا خلفا، ويقول الاخر: اللهم اعط ممسكا تلفا.﴾

(مسلم الزکاۃ باب فی المنفق والممسک ج ۱ ص ۳۲۹)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزانہ صبح کو دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں ایک کہتا ہے الٰہی (خرچ کرنے والے) سخی کو عوض عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے الٰہی کنجوس کا مال ہلاک کر۔"



شوہر پر بیوی کا خرچہ اور لباس دینا واجب ہے

(۲۹۷) ﴿قال: دخلنا علي جابر بن عبدالله، فقال: ان رسول اللهﷺ خطب الناس، فقال: اتقوا الله في النساء، فانكم اخذ تموهن بامانة الله، واستحللتم فروجهن بكلمة الله، وان لكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احدا تكرهون، فان فعلن فاضربوهن ضربا غير مبرح، ولهن عليكم رزقهن، وكسوتهن بالمعروف.﴾ (ابو داؤد ج۲ ص۱۳۵)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں آنحضرتﷺ نے ایک دفعہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ تم نے ان عورتوں کو اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر (اپنے قید نکاح میں) لیا ہے اور اللہ کے نام کے ذریعہ ان کی شرم گاہوں کو تم نے اپنے لئے حلال کیا ہے ان عورتوں پر تمہارا حق ہے کہ تمہارے کسی ناپسندیدہ شخص کو گھر میں داخل نہ ہونے دیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم ان کی بلا زخم لگائے پٹائی کر سکتے ہو اور ان عورتوں کا نفقہ (خرچہ) تم پر لازم ہے اور شرعی قاعدے کے مطابق تم پر ان کو پوشاک دینا بھی لازم ہے۔"

(۲۹۹) ﴿عن أبی هريرة: أن رسول اللهﷺ أمر بصدقة، فجاء رجل فقال: عندی دينار؟ قال: انفقه علی نفسک قال: عندی آخر؟ قال: انفقه علی زوجتک قال: عندی آخر؟ قال: انفقه علی ولدک قال عندی آخر؟ قال: انفقه علی خادمک قال: عندی آخر؟ قال: أنت أبصر.﴾

(ابو داؤد شريف الزكاة باب فی صلة الرحم ج۱ ص۲۴۵)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو صدقہ خیرات کی ترغیب دے رہے تھے ایک شخص حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! میرے پاس

ایک دینار موجود ہے (اس کو کہاں خرچ کروں؟) آپؐ نے فرمایا اس کو اپنے ذات پر خرچ کرو۔ سائل نے کہا اس کے علاوہ ایک اور بھی ہے آپؐ نے فرمایا اس کو اپنی بیوی پر خرچ کرو۔ سائل نے کہا: میرے پاس تیسرا دینار اور بھی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو اپنی اولاد پر خرچ کرو۔ سائل نے کہا میرے پاس چوتھا دینار بھی ہے آپؐ نے فرمایا اس کو اپنے خادم اور غلام پر خرچ کرو۔ اس نے کہا میرے پاس پانچواں دینار اور بھی ہے آپؐ نے فرمایا تم زیادہ واقف ہو (کہ تمہارے اہل قرابت میں کون زیادہ ضرورت مند اور مستحق ہے)۔"

تشریح: عام اصول اور حکم یہی ہے کہ آدمی پہلے ان واجبی حقوق اور ذمہ داریوں کو ادا کرے جن کا وہ ذاتی طور پر ذمہ دار ہے مؤمن بندہ جو کچھ اپنی ضرورتوں پر خرچ کرے یا اپنے بیوی بچوں پر (جن کی اس پر ذمہ داری ہے) خرچ کرے وہ سب بھی صدقہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کا ذریعہ ہے غالباً ان سائل کو یہ معلوم نہیں تھا کہ بیوی بچوں اور دیگر قرابتداروں پر خرچ کرنا بھی کار ثواب ہے کیونکہ لوگ عموماً اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کو کار ثواب نہیں سمجھتے بلکہ اس کو مجبوری کا ایک تاوان یا نفس کا ایک تقاضا سمجھتے ہیں رسول اللہؐ نے اس طرح کی احادیث میں واضح فرمایا کہ اپنے اہل و عیال اور اعزہ و اقارب پر بھی لوجہ اللہ اور ثواب کی نیت سے خرچ کرنا چاہئے۔ اس صورت میں جو کچھ بھی خرچ اس مد میں ہو گا وہ سب صدقہ کی طرح آخرت کے بینک میں جمع ہو گا بلکہ دوسرے لوگوں پر صدقہ کرنے سے زیادہ اس کا ثواب ہو گا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا لھما اجران اجر القرابۃ واجر الصدقہ (بخاری) (میاں بیوی جو ایک دوسرے پر خرچ کریں اس پر ان کو دوہرا ثواب ملے گا ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب) حدیث میں فرمایا گیا کہ سب سے بہترین صدقہ وہ دینار کا ہے جو بیوی بچوں پر خرچ کیا گیا چنانچہ مردوں پر بیویوں کے دیگر حقوق اور ذمہ داریوں کی طرح

ایک اہم حق یہ بھی ہے کہ بیوی کو نفقہ (کپڑا کھانا گھر) دیا کرے اور بیوی کو ان ضروریات سے بے نیاز کردے جو اس کے لئے ضروری ہیں تاکہ وہ بال بچوں کی تربیت آزادی اور بے فکری کے ساتھ کرسکے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وعلی المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف﴾ (البقرہ ۳۰)

"اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمّہ ان کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے مطابق ہے۔"

حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

﴿ان تحسنوا الیهن فی کسوتهن وطعامهن﴾

(ترمذی الرضاع باب فی حق المراۃ علی زوجھا ج ا ص ۳۵۹)

"کہ تم ان بیویوں کے ساتھ کپڑے اور کھانا دینے میں خوش اخلاقی کا برتاؤ کرو۔"

حضرت ابو سفیانؓ کی بیوی ہند بنت عتبہ کا واقعہ مشہور ہے کہ دربار نبویؐ میں حاضر ہوئیں اور شکایت کرنے لگی کہ میرے شوہر کنجوس آدمی ہیں بخوشی اتنا بھی دینے کو تیار نہیں جو میرے بچوں کو کافی ہو یہ روداد سنا کر دریافت کیا کہ "اگر میں ان کی اجازت کے بغیر ان کے مال سے بچوں کو بھی کھلاؤں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟" آپؐ نے فرمایا:

﴿خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف﴾ (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۹۲)

"اتنا لے لیا کر جو تیرے اور تیرے بال بچوں کے لئے کافی ہو۔"

خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دستور تھا کہ ازواج مطہرات کے نفقہ کا نظم فرمایا کرتے آپؐ نے ایک باغ اس کام کے لئے خاص کر رکھا تھا جسے فروخت کر کے سال بھر کا پیشگی نفقہ ایک ہی دفعہ جمع کرا دیتے۔

(بخاری شریف باب حبس الرجل قوت سنة علی اھله ج ۲ ص ۸۰۶)

چنانچہ فقہاء کرام نے نفقہ کی ادائیگی کو واجب کہا ہے اور بیوی مالدار ہو غریب ہو جیسی بھی ہو اگر وہ شوہر کے زیر فرمان ہے تو شریعت نے نفقہ لازماً دلوایا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اتفاق و محبت کے ساتھ اپنا ہم پیالہ و ہم نوالہ بنائے دونوں ایک ساتھ رہیں اور حیثیت کے مطابق جو کچھ میسر ہو اس میں دونوں گزارہ کریں اور جیسا کہ شریف گھرانوں کا قاعدہ ہے شوہر باہر کسب معاش کرے اور بیوی گھر کے انتظامات کی ذمہ دار بنے شوہر جو کچھ کمائے اس کے مطابق ضروریات کا سامان گھر میں مہیا کرے اور بیوی اپنی سلیقہ شعاری کے ذریعہ اس سامان کو پورے گھر اور متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کرے چنانچہ آپ ؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ تم گھریلو تمام کام (مثلاً آٹا گوندھنا، پکانا، بستر بچھانا جھاڑنا، صفائی بچوں کی دیکھ بھال تربیت وغیرہ) انجام دو اور علیؓ گھر سے باہر کے کام کریں گے۔ (زاد المعاد ۴/ ۴۰) آپ ؐ نے میاں بیوی کے درمیان یہ فیصلہ فرمایا گھر کے باہر کے تمام کام شوہر خود انجام دے گا اگرچہ پانی لانا ہی کیوں نہ ہو عورت باہر نہیں جائے گی بہر حال عورت اپنے شوہر کی آمدنی اور حیثیت کے مطابق کفایت شعاری کے ساتھ نبھانے کی کوشش کرے لیکن اگر کسی وجہ سے میاں بیوی آپس میں ہم پیالہ و ہم نوالہ بن کر اتفاق و محبت سے ایک ساتھ نہ رہ سکیں تو پھر قاضی و حاکم عورت کی درخواست پر عورت کے لئے سالانہ یا ماہانہ درمیانی نفقہ مقرر کر دے گا شوہر اس نفقہ (کھانے پینے کا خرچ) کو اسی کے مطابق عورت کو سپرد کر دے اور اسی طرح ایک سال میں کم از کم دو مرتبہ لباس دینا مقرر کیا جائے گا۔ مقدار نفقہ اتنی مقرر کی جائے جو بیوی بچوں کو بغیر اسراف و تنگی کے کافی ہو جائے۔

جو عورت شوہر کی وفات کی عدت میں ہو اس کو نفقہ نہیں ملتا خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو اسی طرح جو عورت نافرمان ہو جائے مثلاً شوہر کی اجازت کے بغیر بلا کسی وجہ کے شوہر کے گھر سے چلی جائے اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہے یا اپنے میکہ میں ایسی بیمار ہو کہ شادی کے بعد شوہر کے گھر نہیں بھیجی گئی ہو یا اتنی کم عمر ہو کہ اس کے ساتھ جماع نہ

کیا جاسکتا ہو، یا بغیر شوہر کے حج کو چلی گئی ہو ان جملہ صورتوں میں شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب نہیں ہوگا (تا آنکہ واپس شوہر کے گھر نہ آئے)۔

شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے لئے رہنے کا ٹھکانہ و مکان، شرعی مقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی حیثیت کے مطابق خود مقرر کرے اور وہ مکان ایسا ہونا چاہئے جو خود اس کے عزیزوں سے خالی ہو۔ اگر شوہر کے گھر میں کئی کمرے ہوں اور ان میں ایک کمرہ جس میں کواڑ اور تالا کنجی وغیرہ ہو خالی کر کے بیوی کو دے دے تو یہ کافی ہے بیوی کو دوسرے کمرے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ شوہر سے نفقہ اور عدت تک رہنے کا مکان پانے کی مستحق ہے خواہ طلاق کسی قسم کی بھی ہو۔ نفقہ کے بقیہ مسائل کتب فقہ میں دیکھے جائیں۔

(۳۰۰) ﴿عن ثوبان: أن النبی ﷺ قال: أفضل دینار دینار ینفقه الرجل علی عیاله، و دینار ینفقه الرجل علی دابته فی سبیل اللّٰه، و دینار ینفقه علی أصحابه فی سبیل اللّٰه قال أبو قلابة: بدأ بالعیال.﴾ (مسلم، الزکاة باب فضل النفقه علی العیال ج۱ ص۳۲۲)

ترجمہ: ”حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا افضل ترین (صدقہ کا) وہ دینار ہے جو آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار (بھی بہترین صدقہ ہے) جو آدمی اللہ تعالیٰ کی راہِ جہاد میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (مصروف جہاد) ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ ابوقلابہ (جو اس حدیث کے بروایت ابواسماء رحبی از ثوبان راوی ہے) کہتے ہیں اس شخص سے بڑھ کر ثواب کس کا ہوسکتا ہے جو پہلے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرے۔“

(۳۰۱) ﴿عن ابی هریرة، عن النبی ﷺ قال: دینار انفقه فی سبیل اللّٰه، ودینار فی المساکین، ودینار علی اهلک، ودینار فی الرقاب، ودینار فی

(نسیه یحی) افضلها دینارا: دینار انفقته علی اهلک. (مسلم ایضا ج ا ص ۳۲۲)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے راہ خدا میں صرف کیا۔ ایک دینار وہ ہے جو مسکین کو خیرات میں دیا ایک دینار وہ ہے جس کو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا ایک دینار وہ ہے جس کو کسی بردہ کی گلو خلاصی کے لئے صرف کیا۔ ان (چاروں میں) سب سے افضل دینار وہ ہے جو بیوی بچوں کے خرچ میں لایا گیا۔" (یہاں ترجمہ مسلم شریف کی حدیث کے مطابق کیا گیا ہے نور)۔

(۳۰۲) عن عمرو بن امیة، قال: قال رسول اللہ ﷺ: کل ماصنعت الی اهلک، فهو صدقة علیهم.

ترجمہ: "عمرو بن امیہ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو کچھ بھی تم اپنے اہل عیال پر (خرچ) کرو گے وہ سب ان پر صدقہ ہے۔"

(۳۰۳) عن المقدام بن معدی کرب: انه سمع رسول اللہ ﷺ یقول: ما اطعمت نفسک، فهو لک صدقة، وما اطعمت ولدک، فهو لک صدقة، وما اطعمت زوجتک، فهو لک صدقة، وما اطعمت خادمک، فهو لک صدقة. (بخاری النفقات باب فضل النفقه علی الاهل)

ترجمہ: "مقدام بن معدیکرب کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو تم نے خود کھایا وہ تمہارے لئے صدقہ ہے جو تم نے اپنی اولاد کو کھلایا وہ بھی تمہارے لئے صدقہ جو کچھ تم نے اپنی بیوی کو کھلایا وہ بھی تمہارے لئے صدقہ اور جو کچھ اپنے خادم کو کھلایا وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔"

اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ دینے کا ثواب

(۳۰۴) ﴿عن عامر بن سعد، عن ابیه، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: انک إن شاء اللّٰہ لن تنفق نفقة، الا اجرت حتی اللقمة ترفعها الی فی امراتک.﴾

(بخاری الایمان باب ان الاعمال بالنیة و الحسبة ج ۱ ص ۱۳)

ترجمہ: ”حضرت سعدؓ بن خولہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی (خوشنودی حاصل کرنے کے لئے) تم جو کچھ خرچ کرو گے یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں دو گے (انشاء اللہ) اس کا ثواب (بھی) تم کو ملے گا۔“

بیویوں کو سال بھر کا پیشگی نفقہ دینا

(۳۰۵) ﴿عن مالک بن اوس قال: سمعت عمر، قال: کانت اموال بنی النضیر، مما افاء اللّٰہ علی رسوله ﷺ مما لم یوجف المسلمون علیه بخیل ولا رکاب، فکان رسول اللّٰہ ﷺ یعزل نفقة اهله سنة، ثم یجعل ما بقی فی الکراع والسلاح، فی سبیل اللّٰہ.﴾

(بخاری الجهاد باب المجن ومن یترس بترس صاحبه ج ۱ ص ۴۰۷)

ترجمہ: ”حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ بنو نضیر (یہودی قبیلہ ہے) کے اموال (فتح خیبر میں جو حاصل ہوئے تھے) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مفت (بغیر لڑائی کے) عنایت فرمائے تھے مسلمانوں کے گھوڑوں اور اونٹوں کو (لڑنے کے لئے) حرکت بھی کرنی نہ پڑی یہی وجہ تھی کہ وہ مال خصوصیت کے ساتھ رسول اللہؐ کا تھا۔ حضور والا (اس میں سے) اپنی بیویوں کو سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے اور جو باقی رہتا تھا اس کو جہاد کے واسطے گھوڑے اور ہتھیار خریدنے میں صرف کرتے تھے۔“

حدیث نمبر ۳۰۶، ۳۰۷ دونوں روایتوں کا مضمون قدرے لفظی فرق کے ساتھ یکساں ہے نورؔ۔

بلا اجازت شوہر کے مال سے خرچہ لینا

(۳۰۸) ﴿عن عائشة، قالت: جاءت هند الى النبی ﷺ فقالت: يا رسول الله، ان ابا سفيان رجل ممسك، فهل علی جناح ان انفق علی عياله من ماله، بغير اذنه؟ فقال النبی ﷺ: لا حرج عليك ان تنفقی عليهم بالمعروف.﴾ (بخاری المظالم باب قصاص المظلوم ج ۱ ص ۳۳۲، صحيح مسلم باب قضية هند ج ۲ ص ۷۵)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ (جو ابو سفیان کی بیوی ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہوئی کہنے لگی یا رسول اللہؐ! ابو سفیان کنجوس آدمی ہے اگر اس کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر اس کے بچوں پر صرف کروں تو مجھے کوئی گناہ ہوگا؟ ارشاد فرمایا اگر دستور کے موافق تم بچوں پر صرف کرو تو کوئی گناہ نہیں ہے۔"

(۳۰۹) ﴿عن عائشة: ان هند بنت عتبة قالت: يا رسول الله، ان ابا سفيان رجل شحيح، وليس يعطينی ما يكفينی وولدی، الا ما اخذت منه، وهو لا يعلم: قال: خذی ما يكفيك وولدك بالمعروف.﴾ (مسلم ايضاً ج ۲ ص ۷۵)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ ابو سفیان کنجوس آدمی ہے مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا کہ میرے اور بچوں کے لئے کافی ہو ہاں اگر اس کی لاعلمی میں میں کچھ لے لوں تو خرچ پورا ہو سکتا ہے ایسی صورت میں مجھ پر گناہ ہوگا؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا تم اس کے مال میں سے دستور کے موافق اتنا لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو جائے۔" (عورت کے نفقہ کی تفصیلات حدیث نمبر ۲۹۷ کے تحت گزر چکی ہے نور)۔

عورت کو اپنا خرچہ شوہر کے ہاں سے ملے گا

(۳۱۰) ﴿عن اسماء، قالت: قلت للنبی ﷺ: انی لا املک الا ما ادخل علی الزبیر بیته، فاخذ من ماله؟ قال: انفقی، ولا توکی، فیوکی علیک.﴾

(ابو داؤد الزکاۃ باب فی الشح، ج۱ ص۲۴۵ ترمذی البر و الصله باب فی السخاء)

ترجمہ: "حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے جو میرے شوہر زبیرؓ گھر میں لاتے ہیں کیا میں اس میں سے (اللہ کی راہ میں) کچھ دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا (کچھ) خرچ کر لیا کر اور (جمع کر کر کے) رکھ مت چھوڑ ورنہ تیری رزق بھی تجھ سے روکی جائے گی۔"

(۳۱۱) ﴿عن اسماء بنت ابی بکر: انها جاءت الی النبی ﷺ قالت: یا نبی اللّٰه، لیس لی شیء الا ما ادخل علی الزبیر، فهل علی جناح ان ارضخ مما یدخل علی؟ قال: ارضخ ما استطعت، ولا توکی، فیوکی اللّٰه علیک.﴾

(بخاری، الزکاۃ، باب الصدقة فیما استطاع ج۱ ص۱۹۳)

ترجمہ: "حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ کہتی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہؐ میرے پاس سوائے اس مال کے جو زبیرؓ مجھے لا کر دیتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا اگر انہی کے لائے ہوئے مال میں سے کچھ خیرات کروں تو کوئی حرج ہے؟ فرمایا جتنا ہو سکے خیرات کرو جوڑ جوڑ کر نہ رکھو ورنہ خدا تعالیٰ بھی تم کو دینا بند کر دے گا۔ ایک اور روایت میں ہے لا تحصی الخ گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر (یعنی تنگی کے ساتھ) دیں گے۔"

(۳۱۳ تک دیگر روایات کا مضمون یکساں ہے۔)

شوہر کے مال میں سے صدقہ کرنے کا ثواب

(۳۱۴) ﴿عن عائشة، عن النبی ﷺ قال: اذا تصدقت المراة من بیت زوجها، کان لها اجر، وللزوج مثل ذلک، وللخازن مثل ذلک، ولا ینقص کل واحد منهما من اجر صاحبه شیئا: للزوج ما کسب، ولها ما انفقت.﴾ (ترمذی الزکاة باب نفقة المراة من بیت زوجها ج۱ ص۱۴۵ ابوداؤد ایضا ج۱ ص۲۴۴)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت نیک نیتی سے اپنے شوہر کے گھر سے کچھ راہ خدا میں دیتی ہے تو اس کو (اپنے دئے کا) اجر ملتا ہے اور اس کے ثواب کے برابر شوہر کو بھی ملتا ہے اور اس کے برابر خزانچی کو (امانتداری کے ساتھ مال کی حفاظت کر کے عورت کے حکم سے غریبوں کو دینے کا) بھی ثواب ملتا ہے ان تینوں میں سے کوئی کسی کے ثواب میں کمی بالکل نہیں کرتا۔"

(۳۱۵) ﴿عن عائشة، قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ: اذا انفقت المراة من طعام بیتها، غیر مفسدة، کان لها اجر ما انفقت، وللزوج اجره بما کسب، وللخازن مثل ذلک، لا ینقص بعضهم من اجر بعض.﴾ (بخاری، الزکاة، باب اجر المراة اذا تصدقت، صحیح مسلم، الزکاة، باب اجر الخازن الامین والمرأة اذا تصدقت ج۱ ص۳۲۹)

ترجمہ: "حضرت صدیقہؓ اس دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو عورت نیک نیتی سے اپنے (شوہر کے) گھر کے کھانے (راشن) میں سے راہ خدا میں (کچھ خیرات) دیتی ہے اور اس کی نیت بگاڑ اور فساد کی نہیں ہوتی تو اس

کو (صدقہ کرنے کا) ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو کمائی کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اسی کے برابر خازن کو بھی ثواب ملتا ہے ان میں سے کسی کے ثواب کی وجہ سے دوسرے کا ثواب کم نہیں ہو جاتا۔"

۳۱۷ تک دیگر احادیث کا مضمون بھی ایسا ہی ہے۔



اپنے شوہر کو نفلی صدقہ دینے کی فضیلت

(۳۱۸) ﴿عن زینب: امراة عبدالله، قالت: خطبنا رسول اللهﷺ فقال: یا معشر النساء، تصدقن، ولو من حلیکن، فان اکثر کن اهل جهنم یوم القیامة قالت: وکان عبدالله رجلا خفیف ذات الید، فقلت له: سل لی رسول اللهﷺ ایجزیء عنی من الصدقة، النفقة علی زوجی، وایتام فی حجری؟ قالت: وکان رسول اللهﷺ قد القیت علیه المهابة، فقال: لا، بل سلیه انت، قالت: فانطلقت، فانتهیت الی الباب، واذا علی الباب امراة من الانصار، یقال لها: زینب، حاجتها حاجتی، فخرج علینا بلال، فقلنا له: سل لنا رسول اللهﷺ اتجزیء عنا من الصدقة، النفقة علی ازواجنا، وایتام فی حجورنا؟ قالت: فدخل علیه بلال، فقال له: علی الباب زینب، قال: ای الزیانب؟ قال: زینب امراة عبدالله، وزینب امراة من الانصار، تسالانک عن النفقة علی ازواجهما، وایتام فی حجورهما، یجزیء ذلک عنهما من الصدقة؟ فقال رسول اللهﷺ: لهما اجران: اجر القرابة، واجر الصدقة.﴾ (صحیح بخاری، الزکاة، باب الزکاة علی التزوج ج۱ ص۱۹۸ طبع نور محمد)

ترجمہ: ”حضرت زینبؓ زوجہ عبداللہؓ ابن مسعودؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے گروہ خواتین (خوب) صدقہ دو خواہ اپنے زیورات کا ہی ہو کیونکہ تمہاری اکثریت قیامت کے دن جہنمی ہوگی۔ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ (میرے شوہر) عبداللہؓ بن مسعودؓ سخت غریب ونادار تھے (چونکہ حضرت زینب اپنے شوہر نادار پر بھی خرچ کرتی تھیں اور چند یتیموں پر بھی جو ان کی پرورش میں تھے) اس لئے حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر

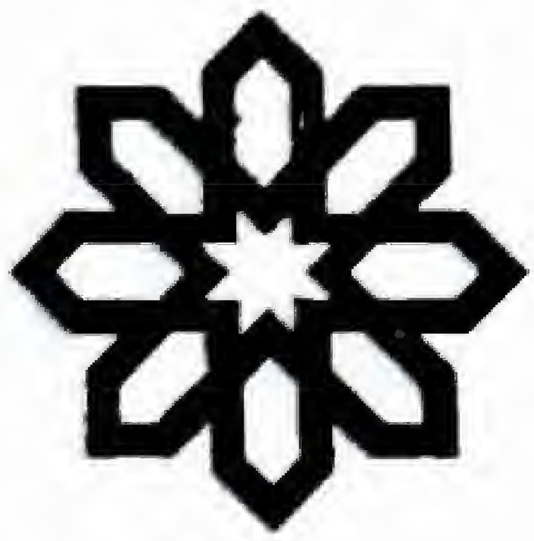
حضرت عبداللہ سے کہا کہ آپ میرے لئے رسول اللہ ؐ سے پوچھئے کہ کیا وہ صدقہ بھی ادا ہو جائے گا جو میں آپ پر اور ان یتیموں پر خرچ کروں جو میری پرورش میں ہیں (اگر کافی ہو جائے تو میں آپ ہی کو دے دوں ورنہ پھر کسی اور کو دوں) چونکہ رسول اللہ ؐ صلعم پر عظمت و جلال چھایا ہوا تھا (اس لئے کسی کو پوچھنے کی کم ہی جرات ہوتی تھی چنانچہ) حضرت ابن مسعود نے جواب دیا نہیں تم خود ہی جاکر دریافت کر لو۔ زینب ؓ کہتی ہیں کہ میں حضور ؐ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوئی وہاں (کاشانۂ نبوت کے) دروازہ پر ایک انصاری عورت جس کا نام بھی زینب تھا میری ہی جیسی ضرورت لے کر موجود تھیں (لیکن حضرت صلعم کے ہیبت و جلال کی بناء پر ہم دونوں میں سے کسی کو اندر جانے کی جرات نہیں ہوئی) چنانچہ اتنے میں حضرت بلال ؓ اندر سے باہر آئے ہم نے ان سے کہا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں جاکر (ہمارا یہ مسئلہ) دریافت کیجئے کہ کیا وہ صدقہ ادا ہو جائے گا جو ہم اپنے شوہروں اور اپنے چند زیر پرورش یتیم بچوں پر خرچ کریں (اگلی حدیث میں یہ بھی ہے کہ "انہوں نے حضرت بلال سے کہا لیکن حضور ؐ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں) چنانچہ یہ سن کر حضرت بلال اندر گئے اور حضرت صلعم سے عرض کیا کہ دروازے پر زینب آئی ہیں حضور نے پوچھا کون سی زینب بلال نے عرض کیا ایک زینب تو حضرت ابن مسعود ؓ کی بیوی اور دوسری زینب ایک انصاری قبیلے کی ہے یا رسول اللہ یہ دونوں عورتیں یہ مسئلہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا اپنے شوہروں پر اور زیر پرورش یتیموں پر صدقہ کافی ہو سکتا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا ہاں (صدقہ ادا ہو جائے گا) اور انہیں دو اجر ملیں گے ایک اجر قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا۔"

۳۲۱ تک۔ اگلی روایات میں کچھ الفاظ کی زیادتی ہے بقیہ مضمون وہی ہے۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں حضور ؐ نے ان کو دو اہم خصوصیات سے نوازا تھا ان سے آپ ؐ نے کہا تھا کہ اے عبداللہ تم جب چاہو

ہمارے گھر میں پردہ اٹھا کر اندر آسکتے ہو چنانچہ ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں جب یمن سے مدینہ آیا تو کافی عرصہ تک میرا یہی گمان تھا کہ عبداللہ بھی حضورؐ کے گھرانے کے ایک فرد ہیں بعد میں معلوم ہوا کہ آپؐ نے ان کو خصوصی اجازت دی ہے اس لئے بلا اجازت مانگے اندر آتے جاتے ہیں۔ دوسری اہم خصوصیت کہ آپؐ نے اُمّت کو ہدایت فرمائی رضیت لامتی مارضی لھا ابن اُم عبد یعنی ابن مسعود میری اُمّت کے لئے جو بھی بات (شرعی حکم) پسند کریں میں بھی اس پر راضی ہوں۔ لیکن مالی حیثیت سے کمزور تھے پھر ان کی پہلی بیوی سے بھی کچھ اولاد تھی چنانچہ دوسری ان کی یہ بیوی زینب مالدار تھی زینب کا گمان تھا کہ یہ لوگ (یعنی شوہر اور سوتیلی اولاد جو زینب ہی کی پرورش میں تھی) تو گھر کے ہی ہیں ان پر خرچ کرنے میں کیا ثواب ملے گا۔ چنانچہ حضورؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا کہ نفلی صدقات کا بہترین مصرف اپنے خاندان کے غریب نادار افراد ہی ہیں بلکہ ان پر خرچ کرنے میں دھرا ثواب ہے (البتہ زکوٰۃ اپنے شوہر کو نہیں دی جاسکتی اسی طرح اپنے والدین یا اولاد کو زکوٰۃ دینے سے ادا نہ ہوگی) معلوم ہوا سوتیلی اولاد پر خرچ کرنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔

۳۲۲ حدیث کا ترجمہ **۳۰۳** نمبر کے تحت گزر چکا ہے۔



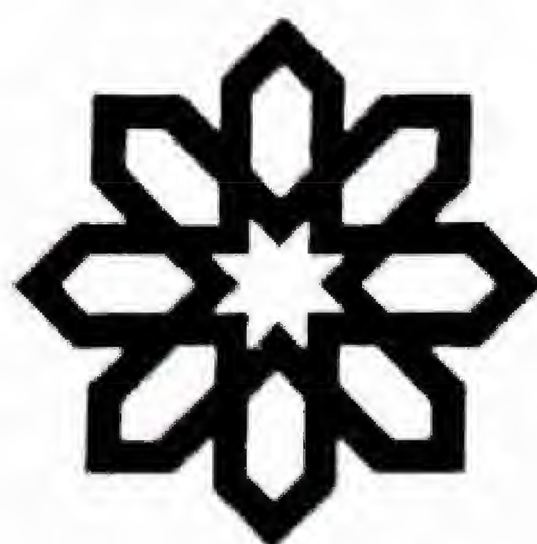
اپنی اولاد پر خرچ کرنے کی فضیلت

(۳۲۳) ﴿عن ابی مسعود، عن النبی ﷺ قال: ان المسلم اذا انفق علی اهله نفقة، وهو یحتسبها، کتب له صدقة.﴾

(صحیح مسلم، الزکاۃ، باب فضل النفقه والصدقه علی الاقربین والاولاد ج ا ص ۳۲۴)

ترجمہ: ''حضرت ابو مسعودؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنی اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ بھی اس کے لئے صدقہ لکھ دیا جاتا ہے۔''

تشریح: اپنے اہل وعیال کی ضروریات پر ہر شخص ہی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرتا ہے لیکن کوئی اس کو کار ثواب نہیں سمجھتا۔ اس حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ ثواب کی نیت سے اولاد پر بھی خرچ کیا جائے تو صدقہ کرنے کے برابر ثواب ملے گا چنانچہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (میرے سابق شوہر) ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے میں میرے لئے ثواب ہے کہ نہیں حالانکہ وہ میرے ہی بیٹے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ان پر خرچ کرو جو کچھ تم ان پر خرچ کروگی اس کا تمہیں ثواب ملے گا۔ (مشکوۃ شریف ص) اس لئے اپنے اہل وعیال پر بھی دل کھول کر خرچ کرنا چاہئے کہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر نیکی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔



اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے خاطر عیال پر خرچ کرنے کا ثواب

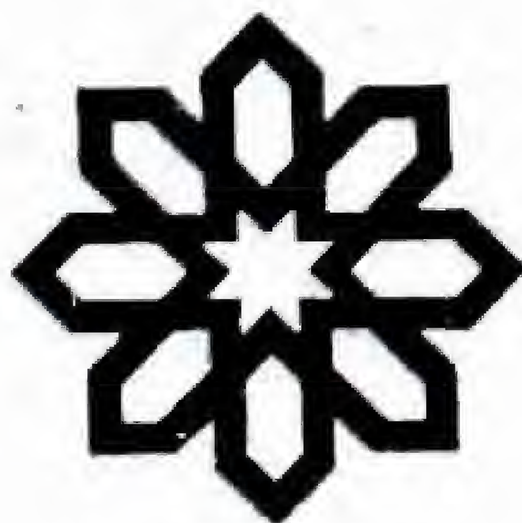
(۳۲٤) ﴿عن عامر بن سعد، عن ابیه: ان رسول اللّٰهﷺ قال: یا سعد، انک لن تنفق نفقة، تبتغی بها وجه اللّٰه، الا اجرت علیها، حتی اللقمة تجعلها فی فی امراتک.﴾ (صحیح مسلم، الوصیة، باب الوصیة بالثلث)

ترجمہ: ”حضرت سعدؓ بن خولہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد: ہر وہ خرچہ جس سے مقصود تمہارا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو حتی کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں اٹھا کر دو اس پر بھی ثواب ملے گا۔“

(۳۲۵) ﴿عن عامر بن سعد، عن ابیه، قال: قال النبیﷺ: انک مهما انفقت من نفقة، فانها صدقة، حتی اللقمة ترفعها الی فی امراتک.﴾

(بخاری، الوصایا، باب ان یترک ورثته اغنیاء خیر ان یتکففوا الناس ج۱ص۳۸۲)

ترجمہ: ”حضرت سعد کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تم جب بھی کوئی خرچہ کرو گے (اپنے عیال پر) وہ صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی (صدقہ ہے اور باعث اجر ہے) جو تم اپنی بیوی کے منہ میں اٹھا کر دو۔“



بیوی کو اپنا حق نفقہ نہ ملنے پر علیحدگی کا اختیار؟

(۳۲۶) ﴿عن جابر بن عبداللہؓ قال: اقبل ابوبکر یستاذن علی النبیﷺ والناس ببابه جلوس، فلم یوذن له، ثم اقبل عمر، فاستاذن، فلم یوذن له، فجلس، ثم اذن لابی بکر وعمر، فدخلا، والنبیﷺ جالس، وحوله نساوه، وهو ساکت فاحم، قال عمر: لاکلمن النبیﷺ لعله ان یضحک، قال عمر: یا رسول اللّٰه، لو رایت ابنة زید امراة عمر سالتنی النفقة آنفا، فوجات عنقها، فضحک النبیﷺ حتی بدت نواجذه، قال: هن حولی کما تری، یسالننی النفقة فقام ابوبکر الی عائشة لیضربها، وقام عمر الی حفصة، کلاهما یقول: تسالان رسول اللّٰهﷺ ما لیس عنده! فنهاهما رسول اللّٰهﷺ فقلن نساوه: واللّٰه، لا نسال رسول اللّٰهﷺ بعد هذا المجلس ما لیس عنده، فانزل اللّٰه تعالٰی الخیار، فبدا بعائشة، فقال: انی ارید ان اذکر لک شیئا، لا احب ان تعجلی فیه، حتی تستامری ابویک قالت: وما هو یا رسول اللّٰه؟ فتلا علیها: ((یا ایها النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیاة الدنیا وزینتها)) قالت عائشة: افیک استامر ابوی! بل اختار اللّٰه ورسوله والدار الاخرة، واسالک ان لا تذکر لامراة من نسائک ما اخترت، فقال رسول اللّٰهﷺ: ان اللّٰه لم یبعثنی معنفا، ولکن معلما مبشرا، لا تسالنی امراة منهن عما اخترت الا اخبرتها.﴾

(مسلم، الطلاق، باب بیان ان تخییر امراته لا یکون طلاقا الا بالنیة ج۱ ص۴۸۰)

ترجمہ: ''ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شرف باریابی کی امید سے آئے دیکھا کہ لوگ دروازہ پر بیٹھے ہیں اور ان میں سے کسی کو باریابی

کی اجازت نہیں ملی ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ کو اجازت مل گئی اور وہ اندر تشریف لے گئے پھر حضرت عمرؓ آئے اور اجازت طلب کی ان کو بھی اجازت مل گئی وہ بھی اندر چلے گئے جا کر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ غمگین خاموش بیٹھے ہیں اور چاروں طرف حضورؐ کی بیویاں موجود ہیں حضرت عمرؓ نے (اپنے دل میں کہا) آج میں ایسی بات کہوں گا جس سے رسول اللہ ﷺ کو ہنسی آجائے کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اگر خارجہ کی بیٹی مجھ سے (زائد) خرچ طلب کرے تو میں کھڑے ہو کر اس کی گردن پر ماروں آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ حضور والا کو یہ سن کر ہنسی آگئی اور فرمایا تم دیکھتے ہو کہ یہ عورتیں بھی میرے آس پاس (بیٹھی زائد) خرچ مانگ رہی ہیں، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اٹھ کر حضرت عائشہؓ کی گردن پر مارا اور حضرت عمرؓ نے اٹھ کر حضرت حفصہؓ کی گردن پر مارا اور کہنے لگے تم حضور اقدسؐ سے ایسی چیز مانگتی ہو جو حضورؐ کے پاس نہیں ہے عورتوں نے کہا خدا کی قسم اب کبھی ہم حضور والا سے وہ چیز نہیں مانگیں گے جو موجود نہ ہو گی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ یا انتیس دن کے لئے کنارہ کشی اختیار کر لی اور پھر آیت قل لا زواجک الی قولہ للمحسنات منکن اجرا عظیما نازل ہوئی سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا عائشہ میں ایک معاملہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنے والدین سے مشورہ کئے بغیر تم اس میں جلدی نہ کرنا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا بات ہے؟ حضورؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے متعلق میں والدین سے مشورہ کروں ایسا نہیں ہو سکتا میں خدا اور رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہوں اور آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ جو کچھ میں نے عرض کیا اس کی اطلاع کسی بیوی کو نہ دینا۔ آپؐ نے فرمایا مجھ سے جو عورت دریافت کرے گی میں اس سے کہہ دوں گا مجھے خدا تعالیٰ نے نہ دشوار انگیز بنایا ہے نہ عنادی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سہولت انگیز تعلیم دہندہ بنا کر بھیجا ہے۔“

(۳۲۷) ﴿عن ابی هريرة، قال: قال رسول اللهﷺ: خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى، واليد العليا خير من اليد السفلى، وابدأ بمن تعول تقول المراة: اما ان تنفق علی، او تطلقنی، ويقول الابن: الى من تكلنى، ويقول العبد: انفق علی، واستعملنی. قيل: يا ابا هريرة، هذا عن النبیﷺ؟ قال: لا، هذا من كيسى.﴾ (بخاری النفقات باب وجوب النفقه على الاهل والعيال ج۲ ص۸۰۶)

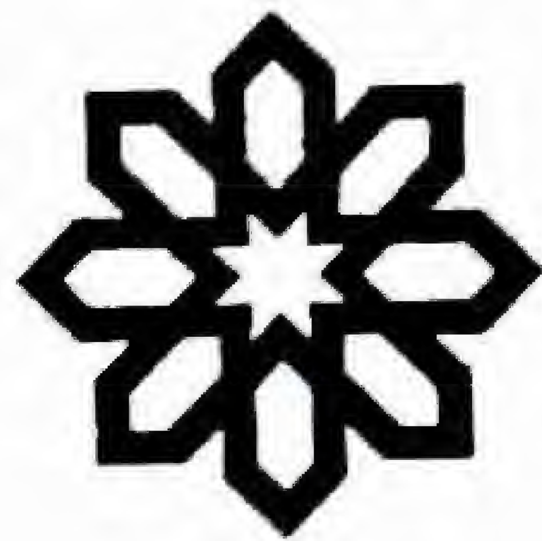
ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کو باقی رکھتے ہوئے کیا جائے (یعنی پورا مال خیرات کر کے خود کو کنگال نہ بنائے کہ پھر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے نور) اور اوپر کا (دینے والے کا) ہاتھ نیچے کے (لینے والے کے) ہاتھ سے بہتر ہے اور (خرچ کی) ابتداء ان سے کرو جو تمہارے زیر پرورش ہیں۔ عورت کہہ سکتی ہے (یعنی اس کو مطالبہ کا حق ہے) کہ مجھے کھانا دو (خرچہ دو) ورنہ طلاق دے دو۔ اور بیٹا کہہ سکتا ہے کہ مجھے کھانا کھلاؤ یا کسی اور پر چھوڑ دو اور غلام کو اس مطالبہ کا حق ہے کہ کہے، مجھے کھانا دو پھر مجھ سے کام لو۔ (شاگردوں کی طرف سے) حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا کیا (یہ آخری ٹکڑا بھی یعنی تقول المرأة سے) آپ نے رسول اللہؐ سے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ ابوہریرہ نے حدیث سے خود سمجھا ہے۔“

۳۲۸ نمبر میں مضمون حدیث سابق ہی ہے۔

(۳۲۹) ﴿عن ابی هريرةؓ عن النبیﷺ قال: خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى، واليد العليا خير من اليد السفلى، وابدأ بمن تعول فقيل: من اعول يا رسول الله؟ قال: امراتک ممن تعول، تقول: اطعمنى، والا فارقنى، خادمک يقول: اطعمنى، واستعملنى، وولدک يقول: الى من تتركنى؟.﴾ (سنن بيهقى ج۷ ص۷۴)

ترجمہ: ”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کو باقی رکھتے ہوئے کیا جائے (یعنی اہل و عیال کے لئے بھی رکھ چھوڑے) اور اوپر والا ہاتھ (یعنی دینے والا) بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے۔ (خرچ کی) ابتداء ان سے کرو جو تمہارے زیر پرورش ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ کس کی پرورش میں کروں؟ (یعنی کن کی پرورش مجھ پر لازم ہے) آپؐ نے فرمایا تمہاری بیوی بھی تمہاری عیال میں سے ہے جو کہہ سکتی ہے مجھے کھانا کھلاؤ پھر مجھ سے کام لے لو۔ اور تمہارا لڑکا کہہ سکتا ہے کہ (مجھے کھانا کھلاؤ) ورنہ کسی اور پر چھوڑ دو۔“

(اس حدیث میں یہ آخری ٹکڑا فقیل یا رسول اللہ ﷺ سے آخر تک مرفوعًا آنحضرتؐ سے نقل کیا گیا ہے جب کہ گزشتہ حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے موقوفًا ان کا اپنا قول نقل کیا گیا تھا۔ پس بخاری میں موقوفًا جب کہ سنن بیہقی میں مرفوعًا روایت ہے نور)



اپنی سوکن کی طلاق چاہنا

(۳۳۰) ﴿عن ابی هريرة، قال: قال رسول اللهﷺ: لا تسال المراة طلاق اختها، لتستفرغ صحفتها، ولتنكح، فانما لها ما قدر لها.﴾

(بخاری القدر باب وكان امر الله قدرا مقدورا ج۲ ص۹۷۶)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنی (دینی) بہن (سوتن) کی طلاق نہ مانگے تاکہ اس کا حصّہ بھی خود حاصل کرے اور تاکہ نکاح کرلے کیونکہ اس کو وہی ملے گا جو اس کی تقدیر میں ہوگا۔"

(۳۳۱) ﴿سمعت رسول اللهﷺ يقول: لا تسال المراة طلاق الاخرى، لتكتفىء ما فى انائها.﴾

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنی دوسری سوتن کی طلاق نہ مانگے تاکہ اس کے برتن کو اپنے لئے خالی کرے۔"



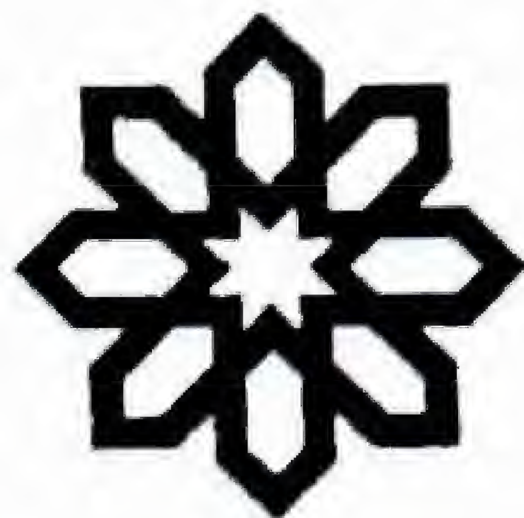
عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بڑھکانا

(۳۳۲) ﴿عن ابی هريرة، عن النبی ﷺ قال: من خبب عبدا علی اهله فليس منا، ومن افسد امراة علی زوجها فليس منا.﴾

(مشکوٰۃ شریف ص۲۸۲، بروایت ابی داؤد)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے کسی غلام (یا نوکر وملازم) کو اس کے آقا کے خلاف اکسایا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بڑھکایا وہ ہم (مؤمنوں کی جماعت) میں سے نہیں ہے۔''

تشریح: پہلی حدیث میں آنحضرتؐ نے ہدایت فرمائی کہ کوئی بھی عورت اپنی مسلمان بہن کو اس کے شوہر کی شفقت سے محروم نہ کرے جب تم خود کے لئے ایسا پسند نہیں کرتی ہو تو دوسری کسی بہن کے لئے کیوں کر پسند کرتی ہو کہ شوہر اس کو طلاق دے کر علیحدہ کر دے۔ اور تم اس سے شادی کر کے تنہا اس کے مال جائداد پر قبضہ کر کے بیٹھ جاؤ۔ آج کل عورتوں میں یہ مرض بہت زیادہ ہے کہ یا تو شوہر کو اپنی سوکن کے خلاف ہر وقت بڑھکاتی رہتی ہیں اور یا دوسری کسی عورت کا گھر برباد کرنے کے لئے اس کے میاں کے کان بھرتی رہتی ہیں حضورؐ نے اس طرح کرنے سے سخت منع فرمایا۔ کہ ایسی عورت مؤمنوں کی جماعت سے خارج ہے یعنی ایسی عورت مسلمان تو ہے لیکن اسلامی طریقہ پر نہیں ہے۔



ابواب الحجاب

پردہ کے احکام

اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی

(۳۳۳) ﴿عن جابر، قال قال رسول اللّٰہ ﷺ: ألا لا یبیتن رجل عند امرأة، إلا أن یکون ناکحا، أو ذا محرم.﴾

(مسلم، السلام، باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیہ والدخول علیھا ج ۲ ص ۲۱۵)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں رات نہ گزارے الا یہ کہ شوہر ہو یا عورت کا محرم۔''

تشریح: ''پردہ''

شرم وحیاء ہی عورت کا فطری لباس اور زینت ہے اور پردہ اس کی عزت وناموس کا نگہبان ہے اگر حیاگئی تو سب کچھ گیا حیاء تو ایمان کی شاخ اور اس کا جز ہے ان الحیاء والایمان قرناء جمیعا فاذا رفع احدھما رفع الاخر۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۲) یقیناً حیا اور ایمان دونوں آپس میں ساتھی ہیں جب ان میں ایک اٹھ جائے تو دوسرا بھی جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

﴿اذا لم تستح فاصنع ما شئت﴾ (بخاری از مشکوٰۃ ص ۴۳۱)

''جب تو بے شرم ہو جائے تو جو جی چاہے کر۔''

چنانچہ عورت کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے شریعت اسلام نے پردہ کا تاکیدی حکم دیا اور یہی عورت کی فطرت اور غیرت خداوندی کا تقاضا بھی ہے یہی مسلم عورت کا شعار ہے پردہ سے وہ قوم محروم ہے جو نور نبوت سے ہی محروم ہے بے پردہ ہو کر مردوں کے ساتھ اختلاط رکھ کر اور نظروں کا تبادلہ کر کے بھی نفس کی پاکیزگی کا

دعوی کرنا حماقت ہے حضرت رسول مقبولؐ سے زیادہ مقدس کون ہوگا؟ حضورؐ سے بھی عورتیں (صحابیات) پردہ کرتی تھیں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک عورت کو آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں کوئی خط پیش کرنا تھا تو پردہ کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر پیش کیا (ابوداؤد، مشکوٰۃ) پھر ساری امت کی عورتیں آنحضرتؐ کی روحانی بیٹیاں ہیں اور آنحضرتؐ خود معصوم! کسی قسم کے وسوسہ کا بھی شائبہ نہیں لیکن باوجود اس کے پردہ کا حکم تھا اور ازواج مطہرات تمام امت کے مردوں عورتوں کی مائیں تھیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی﴾

(سورہ احزاب آیت ۳۳)

"اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلو پہلی جہالت کی طرح (بے پردہ) بن ٹھن کر۔"

یعنی قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں جس طرح عورتیں بے پردہ ہو کر بازاروں میں اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں اسلام میں ایسا سخت ممنوع ہے یہ بھی فرمایا:

﴿یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن﴾ (احزاب آیت ۵۹)

"اے نبیؐ اپنی بیویوں اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ (جب باہر نکلیں تو) اپنے اوپر بڑی چادر جھکا لیا کریں۔"

مطلب یہ کہ ان کو بڑی چادر میں لپیٹ کر نکلنا چاہئے اور چہرے پر چادر کا گھونگھٹ ہونا چاہئے۔ جلباب بروایت ابن عباسؓ ایسی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا جسم چھپ جائے۔ مردوں کی طرح عورتوں کے لئے قرآن کی یہ بھی ہدایت ہے:

"اے نبی مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور

اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں مگر یہ کہ مجبوری سے خود کھل جائے۔“ (سورۂ نور ۳۱)

روایات میں ہے کہ ان آیات کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی حضرت صدیقہؓ کا بیان ہے خواتین، آنحضرتؐ کی اقتداء میں نماز کے لئے مسجد نبوی آتی تھیں تو اپنی چادروں میں اس طرح لپٹی ہوئی ہوتی تھیں کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ (بخاری) لیکن اس کے باوجود آنحضرتؐ عورتوں کو یہ بھی تلقین فرماتے تھے کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ان کے لئے (مسجدوں میں پڑھنے سے) زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ ص ۹۶)

خواتین کی عزت و حرمت کا اندازہ کیجئے کہ مسجد نبوی جس میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب، اور پھر آنحضرتؐ کی اقتداء میں جو نماز ادا کی جائے اس کا مقابلہ تو شاید پوری امت کی نمازیں بھی نہ کر سکیں اس کے باوجود عورتوں کے لئے اپنے گھروں میں تنہا نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے شرم وحیا اور عفت و عصمت کا وہ بلند ترین مقام جو آنحضرتؐ نے خواتین اسلام کو عطا کیا جو بدقسمتی سے تہذیب جدید کے بازاروں میں آج ٹکے سیر بک رہا ہے۔ صحابہ اور صحابیات جیسے پاکیزہ نفوس نے پردہ کا کس قدر اہتمام کیا حضرت سالم جو پہلے غلام تھے اس لئے حضرت عائشہ سے پردہ نہیں تھا جب آزاد ہوئے تو عائشہؓ نے ان سے پردہ کر لیا فرماتے ہیں اس دن کے بعد سے میں نے کبھی حضرت عائشہ کو نہیں دیکھا۔ (نسائی شریف ج ا ص ۱۴) حضرت انسؓ خاص خادم رسول جب بلوغت کی حد کو پہنچے تو حضورؐ کو اطلاع دی آپؐ نے فرمایا کہ اب تم ہماری گھر کی عورتوں سے پردہ کرو۔ (جمع الفوائد ج ا ص ۲۶۹ الخلوۃ بالنساء)

ایک غزوہ میں نوجوان کی شہادت کی خبر پھیلی تو اس کی ماں جن کا نام ام خلاد ہے اس واقعہ کی تحقیق کے لئے چہرہ پر نقاب ڈال کر پردہ میں آئیں کسی نے کہا ایسی پریشانی کی حالت میں نقاب نہ چھوڑا۔ عورت نے جواب دیا میں نے اپنے بیٹے کو کھویا ہے شرم و

حیاء کو تو نہیں کھویا۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۴، باب فضل قتال الروم) روایت میں ہے کہ حضرت حسن و حسینؓ امہات المؤمنین (یعنی سوتیلی نانیوں) کی طرف نگاہ نہیں کرتے تھے۔

(تفسیر مواہب الرحمان ص ۱۴۶، سورۂ نور)

ان تمام روایت سے اندازہ لگانا آسان ہے کہ عام خواتین کے لئے بھی پردہ کس قدر اہم ہے کیونکہ صنف نازک کی وضع و ساخت ہی فطرت نے ایسی بنائی ہے کہ وہ چھپائی جانے کے لائق ہے اسی وجہ سے خالق فطرت نے بلاضرورت اس کے گھر سے نکلنے کو برداشت نہیں کیا۔ تاکہ گوہر آبدار، ناپاک نظروں کی ہوس سے آلودنہ ہو جائے حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے:

"عورت سراپا ستر ہے پس وہ جب نکلتی ہے تو شیطان اس کی تانک جھانک کرتا ہے۔" (ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۴)

ایک جگہ حضرت ابن عمرؓ سے آپ کا یہ ارشاد مروی ہے:

﴿قال لیس للنساء نصیب فی الخروج الا مضطرة﴾ (طبرانی)

"یعنی عورتوں کو اپنے گھروں سے باہر نکلنے کا بلا مجبوری حق نہیں ہے۔"

چنانچہ شریعت مطہرہ میں عورتوں کے لئے پردہ اور ستر پوشی کے بارے میں جو تفصیلی احکامات دئے گئے ہیں ان ہدایات کا خلاصہ اس طرح ہے۔

1. ان کی اصل جگہ اپنا گھر ہے لہٰذا بے ضرورت سیر سپاٹے یا اپنی نمائش کے لئے گھروں سے باہر نہ گھومیں۔

○ گھروں میں بھی شوہروں کے علاوہ گھر کے دوسرے لوگوں یا آنے جانے والے عزیزوں کے سامنے لباس اور پردے کے بارے میں شرعی حدود کی پابندی کریں۔

○ کوئی عورت بھی شوہر اور اپنے محرم رشتے دار کے علاوہ کسی مرد کے ساتھ گھر میں بے پردہ یا تنہائی میں نہ رہے مثلاً چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، بہنوئی، پھوپھا، خالو،

شوہر کا بھانجا، بھتیجا وغیرہ۔ دیکھئے حدیث نمبر ۳۴۳ عشرۃ۔

○ گھر میں عورت اپنے دیور اور جیٹھ سے بھی پردہ کرے (دیکھئے حدیث نمبر ۳۴۴ عشرۃ النساء)

○ عورت گھر میں عورت کا ستر بھی بلا ضرورت دیکھنے سے احتراز کرے (حدیث نمبر ۳۴۷)

❷ اگر ضرورت سے گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے (جس کی شرعًا اجازت بھی ہے) تو بڑی چادر میں اس طرح لپٹ کر نکلیں کہ پہچانی تک نہ جائے۔

❸ صرف نقاب یا برقعہ اوڑھ کر نکلنے کی تاکید نہیں بلکہ شرم وحیا کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ بھی ہدایت دی گئی کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کے پھول کو نظر بد کی باد سموم سے محفوظ رکھیں۔

کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ کسی مرغوب چیز کو دیکھے یا اس کی خوشبو ہی آجائے تو دل میں طلب پیدا ہو جاتی ہے گرمی اور تپش کی حالت میں سایہ دار اور خوش منظر جگہ دیکھ کر وہاں ٹھہرنے اور آرام کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے ...... وغیرہ، اسی طرح غیر عورت پر اچانک نگاہ پڑ جانے سے دل میں تقاضا پیدا ہو جاتا ہے یا کم از کم دل میں بے چینی پیدا کر دیتا ہے کیونکہ بد نگاہی ابلیس کا زہر آلود تیر ہے۔ (الجواب الکافی ص ۲۰۴)

حضرت عیسیٰؑ کا فرمان ہے جھانکنے سے بچو اس سے دل میں شہوت کا بیج پیدا ہوتا ہے اور فتنہ پیدا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ (احیاء العلوم غزالی ج ۳ ص ۹۸)

حضرت داؤدؑ نے اپنے بیٹے حضرت سلیمانؑ سے فرمایا شیر اور سانپ کے پیچھے بھلے چلنا پڑے لیکن نامحرم عورت کے پیچھے کبھی نہ چلنا کیونکہ یہ فتنہ میں ان دونوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۹۸)

حدیث میں ہے نامحرم کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے جو اس کو اللہ کے خوف سے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرماتا ہے جس کی

حلاوت وہ اپنے قلب میں پاتا ہے۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۶۸)

حدیث میں ہے آپؐ نے حضرت علیؓ کو ہدایت فرمائی کہ اچانک نظر پڑنے کے بعد دوبارہ نگاہ نہ ڈالو کیونکہ بلا ارادہ پہلی نظر تو قابل عفو ہے جبکہ قصداً دوسری نگاہ کا گناہ ہوگا۔ (مشکوۃ ص ۲۶۹)

عورتوں کے لئے بھی غض بصر (یعنی نگاہ نیچی رکھنے) کا حکم ہے سعید بن المسیب، حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے۔ وہ فرمانے لگیں یہ کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ مرد ان کو دیکھیں، حضرت علیؓ نے یہ جواب آنحضرتؐ سے نقل کیا تو فرمایا واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۰) غرض کہ عورت گھر سے باپردہ بھی نکلے تو حتی الامکان نگاہیں نیچی رکھے۔

❹ گھر سے بن سنور کر نہ نکلے کیونکہ برقعہ کے ساتھ بھی خوب بن ٹھن کر بازار وغیرہ نکلنا اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہے ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى۔ (سورہ احزاب) اس لئے میلے کپڑے اور سادے برقعہ میں خوشبو لگائے بغیر نکلے ابوداؤد شریف میں ہے۔

﴿ولكن يخرجن وهن تفلات﴾ (ج ا ص ۹۱)

"یعنی عورتوں کو میلے کچیلے کپڑوں میں نکلنا چاہئے۔"

❺ مرد و عورت کے دل میں برائی کا وسوسہ ڈالنے والے تمام خطرات کی بندش ہی کے لئے ہیجڑے اور مراحق یعنی قریب البلوغ نیز بوڑھے یا نامرد سب کو عورتوں میں آنے کی اجازت نہیں دی گئی باوجودیکہ ان میں عورت کی طرف رغبت نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے آنحضرتؐ کو جب ایک ہیجڑے کے متعلق خبر ہوئی کہ کسی عورت کی آمد کا نقشہ کھینچ رہا ہے آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ سنو! یہ یہاں کی باتیں (بھی) جانتا ہے اب یہ

تمہارے پاس نہ آنے پائے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۵)

اس کے بعد تمام ہیجڑوں کو عورتوں میں آنے سے روک دیا گیا۔

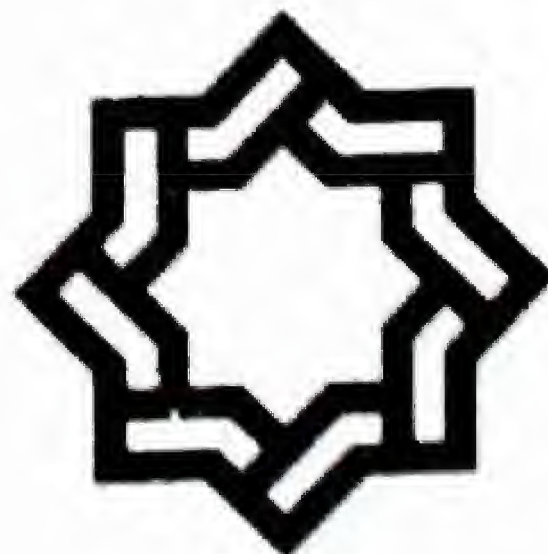
❻ غیر مردوں سے مصافحہ کرنے کو بھی معمولی سمجھا جاتا ہے حالانکہ آنحضرتؐ ایسے طیب وطاہر پاکیزہ نفس ہونے کے باوجود بقول ام المومنین حضرت عائشہؓ کے آپؐ نے کبھی بھی کسی اجنبی عورت سے مصافحہ نہیں فرمایا فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ آپؐ نے قریباً ۴۵۷ خواتین سے اسلام پر بیعت لی لیکن کسی ایک سے بھی ہاتھ نہیں ملایا۔ اس میں قبر پرست پیروں اور مجاوروں کے لئے درس عبرت ہے۔

البتہ اپنے ان تمام محرم رشتہ داروں جن سے کبھی بھی نکاح جائز نہیں مثلاً باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ، سے مصافحہ، معانقہ وغیرہ جائز ہے اپنی بیٹی کے پیشانی کا بوسہ بھی جائز ہے البتہ ہمارے ہاں شوہر کے رشتہ داروں کے سامنے بے پردہ آنے کا جو رواج ہے وہ صریحاً تعلیمات اسلام کے خلاف ہے محرم میں صرف شوہر کا باپ داخل ہے بس اس کے علاوہ دیور، جیٹھ سے سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ بہر حال عورت کی عفت کا فطری تقاضا ہے کہ وہ ہر وقت اپنوں اور غیروں کے سامنے شرم وحیا کو کسی بھی حرکت سے داغدار نہ ہونے دے۔

آگے عشرۃ النساء کی احادیث میں یہی تفصیلات ہیں ہم نے بطور خلاصہ چند فوائد کو بغرض سہولت ایک جگہ عرض کر دیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔

﴿اللھم انا نسئلک الھدی و التقی و العفاف و الغنی﴾

"اے اللہ ہم سب کو ظاہری وباطنی پاکدامنی وپاکیزگی نفس عطا فرما۔ آمین۔"



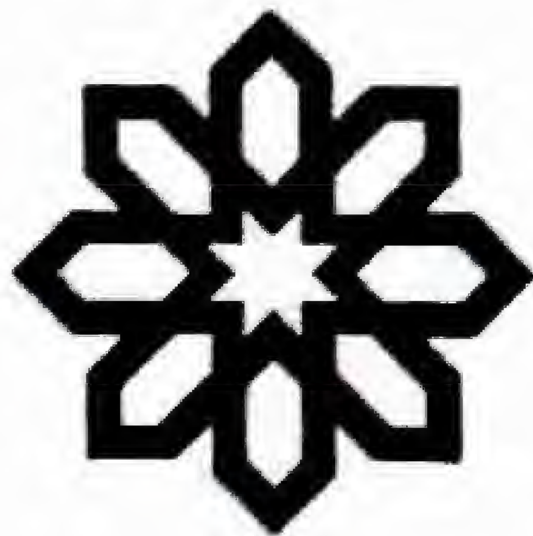
عورت کا دیور

(۳۳٤) ﴿عن عقبة بن عامر: ان رسول اللهﷺ قال: ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار: ارایت الحمو قال: الحمو الموت.﴾

(بخاری النکاح باب لا یخلون رجل بامراة الا ذو محرم ج۲ ص۷۸۷، مشکوۃ شریف ص۲۶۸)

ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (غیر) عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب رکھو۔ ایک انصاری شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ دیور کا کیا حکم ہے؟ فرمایا دیور تو موت ہے۔“

فائدہ: یعنی جیٹھ اور سسرال کے دوسرے رشتہ داروں سے پردہ کرنا اور ان کو تنہائی میں آنے سے روکنا اور زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان سے ایسی ویسی بات کا زیادہ خطرہ ہے ان سے ایسے بچنا چاہئے جیسے موت سے بچتے ہیں۔



غائب شوہر کی بیوی کے پاس جانا

(۳۳۵) ﴿ان عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص حدث: ان نفرا من بنی ھاشم دخلوا علی اسماء بنت عمیس، فدخل ابوبکر، وھی تحتہ یومئذ، فکرہ ذلک، فذکر ذلک لرسول اللّٰہﷺ فقال: انی لم ار الا خیرا، فقال: ان اللّٰہ قد براھا من ذلک ثم قام رسول اللّٰہﷺ علی المنبر، فقال: لا یدخلن رجل بعد یومی ھذا علی مغیبة، الا ومعہ رجل، او رجلان.﴾

(مسلم السلام ایضاً ج۲ ص۲۱۶)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں بنی ہاشم کے چند افراد حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ صدیق اکبرؓ کے پاس گئے اتنے میں ابوبکرؓ بھی آ گئے بنی ہاشم کے ان لوگوں کو دیکھ کر حضرت صدیق کو ناگوار ہوا اور رسول اللہؐ سے اس کا تذکرہ کیا مگر یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے خیر کے سوا کچھ نظر نہ آیا رسول اللہ صلعم نے فرمایا خدا تعالیٰ نے اس کو اس (بدگمانی) سے بری کر دیا ہے اس کے بعد ممبر پر کھڑے ہو کر فرمایا آج کے بعد کوئی شخص بغیر ایک دو مردوں کو ساتھ لئے کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر گھر پر موجود نہ ہو۔“



اجنبی عورت کے ساتھ مرد کی تنہائی

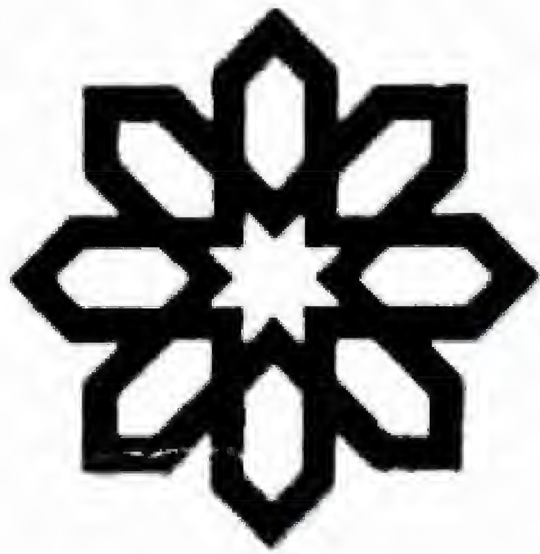
(۳۳۶) ﴿عن ابن عباس: انه سمع النبیﷺ یقول: لا یخلون رجل بامراة.﴾ (مسلم الحج ج۱ ص۴۳۴)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ بغیر عورت کے محرم کے خلوت میں نہ ہو۔ اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے یہ سن کر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں جہادوں میں لکھا ہوا ہے (جس کی وجہ سے میں بیوی کے ہمراہ نہیں جا سکتا) آپؐ نے فرمایا تو بھی جا کر اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔"

تشریح: عورت کے لئے نامحرم کے ساتھ خلوت میں اکٹھا ہونا حرام ہے اسی طرح بغیر محرم کے کوئی بھی سفر کرنا جائز نہیں ہے محرم وہ رشتہ دار ہے جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔ کسی صورت میں نکاح نہیں ہو سکتا ہو ایسے رشتہ داروں سے پردہ نہیں۔ محرم عورتیں جن سے نکاح ہمیشہ حرام ہے مثلاً ① ماں، دادی نانی (اوپر تک) ② بیٹی پوتی نواسی (نیچے تک)۔ ③ بہن (حقیقی علاتی اخیافی) ④ پھوپھی۔ ⑤ خالہ۔ ⑥ بھتیجی۔ ⑦ بھانجی۔ ⑧ رضاعی ماں۔ ⑨ رضاعی بہن اس میں دوسرے رضاعی رشتے بھی داخل ہیں مثلاً رضاعی بھتیجی، بھانجی، پھوپھی خالہ وغیرہ۔ ⑩ ساس۔ ⑪ بیوی کی بیٹی بشرطیکہ بیوی سے نکاح کے بعد صحبت کی ہو اگر کسی عورت سے نکاح کیا مگر صحبت سے قبل ہی وہ مر گئی یا طلاق ہوگئی تو اس کی بیٹی حرام نہیں۔ ⑫ بہو، یہ سب ہمیشہ کے لئے حرام ہیں اسی طرح باپ کی بیوی بھی ہمیشہ ہی حرام ہے ان میں سے کسی سے مرد کو پردہ نہیں۔ ان محرمات کے علاوہ باقی سب عورتیں حلال ہیں اس لئے پردہ بھی

فرض ہے (سالی سے پردہ ضروری کیونکہ وہ ہمیشہ کے لئے حرام نہیں صرف اس وقت تک حرام ہے جب تک اس کی بہن نکاح میں ہے) یادرکھیں چچازاد بھائی، پھوپھی زاد ماموں زاد، خالہ زاد سے بھی پردہ ہے، دیور جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، پھوپھا، خالو، شوہر کا چچا، شوہر کا ماموں، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا خالو، شوہر کا بھتیجا اور اس کا بھانجا وغیرہ سب سے پردہ فرض ہے خود بھی اہتمام کیجئے دوسروں کو بھی ترغیب دیجئے۔ اوپر محارم عورتوں کا بیان تھا جو اپنے رشتہ دار مردوں کے سامنے بے پردہ آسکتی ہیں نیز وہ مرد محارم جن کے سامنے پردہ کرنا ضروری نہیں وہ یہ ہیں۔ ① شوہر۔ ② باپ چچا اور ماموں بھی اس میں داخل ہے۔ ③ خسر۔ ④ بیٹا، پوتا اور نواسہ بھی اس میں داخل ہے۔ ⑤ شوہر کا بیٹا۔ داماد کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ داماد سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ ⑥ بھائی۔ ⑦ بھتیجا۔ ⑧ بھانجا۔ ⑨ مسلمان عورتیں، مسلمان عورت کے سامنے عورت اپنی زیب وزینت ظاہر کرسکتی ہے کافر عورتوں کے سامنے سر بازو پنڈلی وغیرہ کھولنا حرام ہے یہ قرآن کا واضح حکم ہے۔ (سورہ النور ۲۴)۔

نیز ایسے مدہوش شخص جن کو عورتوں کے بارے میں کوئی علم نہیں یا عورتوں کی کوئی رغبت قطعی نہیں اسی طرح چھوٹے بچے جن کو ابھی یہ سمجھ ہی نہ ہو کہ یہ عورت کیا چیز ہے کس مقصد سے شادی کی جاتی ہے ایسوں سے پردہ نہیں پس بچے کے سن شعور سے پردہ لازم ہے۔



اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کی ممانعت

(۳۳۷) ﴿عن جابر بن سمرة، قال: خطب عمر الناس بالجابية، فقال: ان رسول اللهﷺ قام فی مثل مقامی هذا، ثم قال: احسنوا الی اصحابی، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم، ثم یفشوا الکذب، حتی ان الرجل لیحلف علی الیمین قبل ان یستحلف علیها، ویشهد علی الشهادة قبل ان یستشهد علیها، فمن اراد منکم ان ینال بحبوحة الجنة، فلیلزم الجماعة، فان الشیطان مع الواحد، وهو من الاثنین ابعد، الا لا یخلون رجل بامرأة، فان ثالثهما الشیطان، الا ومن کان منکم تسوءه سیئته، او تسره حسنته، فهو مومن.﴾

(ابن ماجه الاحکام باب کراهیة الشهادة لمن لم یستشهد ص۱۷۰)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے مقام جابیہ (ملک شام میں جگہ ہے) میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو میں تمہارے درمیان اسی طرح کھڑا ہوں جس طرح آنحضرتؐ ہمارے درمیان کھڑے تھے اور فرمارہے تھے کہ میرے صحابہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا پھر ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے پیچھے (یعنی تابعین) آئیں گے پھر ان لوگوں کے ساتھ (بھی اچھا سلوک کرنا) جو ان کے پیچھے (یعنی تبع تابعین) آئیں گے پھر جھوٹ (بکثرت) پھیل جائے گا حتیٰ کہ قسم کا مطالبہ کئے جانے کے بغیر ہی آدمی خود قسم کھانے پر آمادہ ہوجائے گا اور گواہی مانگے بغیر ہی خود گواہی کے لئے آمادہ ہوگا۔ پس جو شخص تم میں سے جنّت کے درمیان مقام پانا چاہتا ہے وہ (مؤمنوں کی) جماعت کو لازم پکڑے (یعنی کثرت اور جمہور اُمّت کے ساتھ چلے) کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے وہ دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے۔ خبردار کوئی

مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے کیونکہ تیسرا ان دونوں کا شیطان ہوتا ہے۔ سنو جس کو اپنی نیکی اچھی معلوم ہوتی ہو اور برائی بری معلوم ہوتی ہو وہ مؤمن ہے۔"

۳۳۸ سے ۳۴۲ تک تمام احادیث کا مضمون الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ یکساں ہے۔

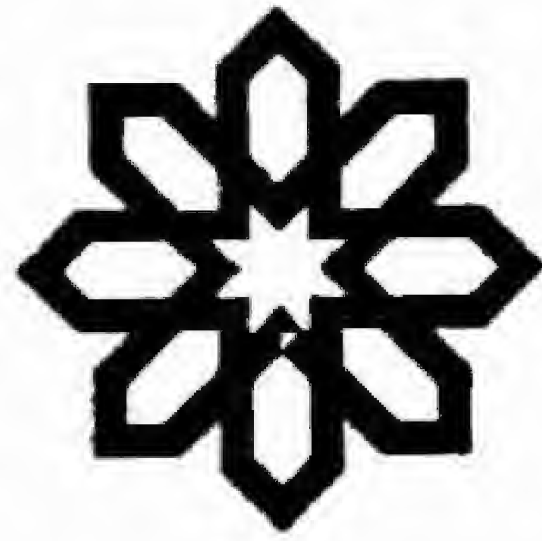
(۳۴۳) ﴿عن عبداللّٰہ بن عمر، قال: خطبنا عمر بالجابیة، فقال: انی قمت فیکم کمقام رسول اللّٰہﷺ فینا، فقال: اوصیکم باصحابی، ثم الذین یلونهم، ثم یفشوا الکذب، حتی یحلف الرجل ولا یستحلف، وحتی یشهد ولا یستشهد، علیکم بالجماعة، وایاکم والفرقة، فان الشیطان مع الواحد، وهو من الاثنین ابعد، لا یخلون رجل بامرة، ثلاث مرار، الا کان ثالثهما شیطان، من اراد بحبوحة الجنة، فلیلزم الجماعة، من سرته حسنته، وساءته سیئته فذلک المومن.﴾

(ترمذی الفتن باب فی لزوم الجماعه ج ۲ ص ۹۶)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے (بلاد شام کے) مقام جابیہ میں ہم لوگوں کو خطاب کیا اور کہا اے لوگو! میں تم میں کھڑا ہوں جیسا کہ آنحضرتﷺ ہمارے درمیان کھڑے تھے آپﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اپنے صحابہ کے حق میں وصیت کرتا ہوں پھر ان لوگوں کے حق میں جو ان کے پیچھے آئیں گے پھر ان لوگوں کے حق میں جو ان کو ملیں گے پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتی کہ خود بخود مرد قسم کھائے گا اور اس سے قسم کی خواہش یعنی مانگ نہیں کی جائے گی اور شاہد گواہی دے گا جب کہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ خبردار سنو! کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ اکیلا نہیں ہوتا مگر تیسرا ان دونوں کا شیطان (ضرور) ہوتا ہے تم جماعت کو لازم پکڑو یعنی

مؤمنوں کی جماعت سواد اعظم کے ساتھ چلو اور اکیلا ہونے سے بچو کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے جو کوئی جنّت کے بیچ میں مقام چاہے تو وہ جماعت کو لازم پکڑے جس شخص کو اپنی نیکی اچھی معلوم ہو اور برائی بری معلوم ہو تو وہ مؤمن ہے۔"

حدیث نمبر ۳۴۴ مضمون بھی اوپر کی طرح ہے۔



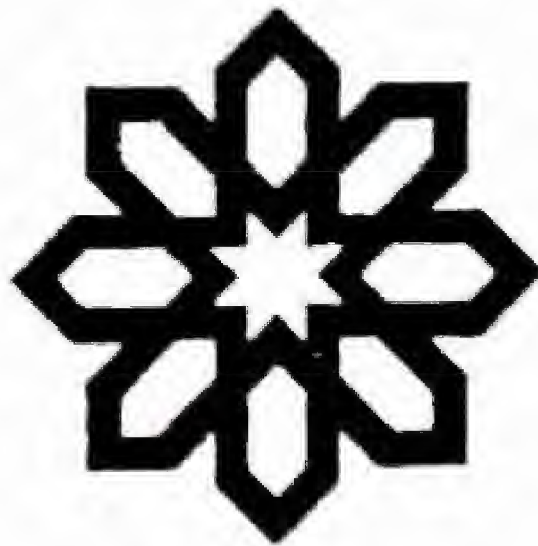
غلام کا اپنی آقانی کے پاس بے پردہ آنا جانا

(۳٤٥) ﴿ان ام سلمة قالت: ان رسول اللهﷺ قد كان عهد الينا: اذا كان لاحدانا مكاتب، فقضى ما بقى من كتابته، فاضربن دونه الحجاب. اخبرنى به عبيد الله بن سعد، فى موضع آخر، وقال: اذا كان عند المكاتب ما يقضى عنه، احتجبن عنه.﴾

(ترمذی البیوع باب ماجاء فی المکاتب اذا کان عندہ مایؤدی ج ا ص ۲۳۹)

ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے ہم سب (ازواج) سے وعدہ لیا تھا کہ جب ہم (بیویوں) میں کسی عورت کے پاس مکاتب غلام ہو اور وہ اپنے بدل کتابت کی بقیہ رقم بھی ادا کردے تو اس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے (اپنی ازواج مطہرات سے بر بناء احتیاط کے) فرمایا کہ جب تمہارے مکاتب کے پاس پورا بدل کتابت ادائیگی کے لئے موجود ہو تو (احتیاطاً) تم اس مکاتب سے پردہ کرو۔''

(۳٤٦) ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا جب تمہارے مکاتب کے پاس اس قدر عوض ہو کہ اپنا بدل کتابت پورا دے سکے تو تم کو چاہئے کہ اس سے پردہ کریں۔

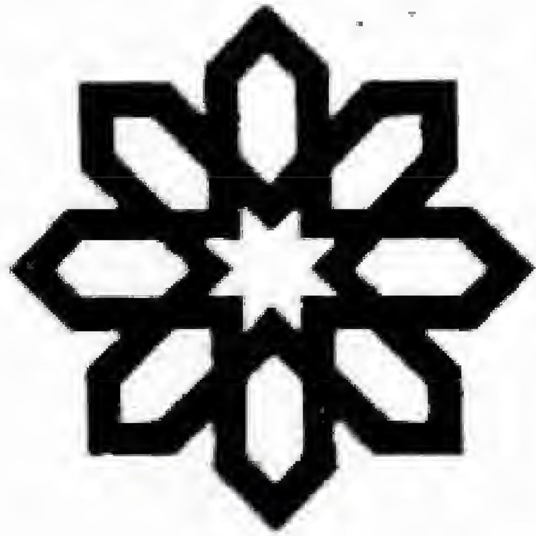


عورت کا عورت کی ستر دیکھنا

(۳۴۷) ﴿عن عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری، عن ابیه، قال: قال رسول اللهﷺ: لا ینظر الرجل الی عریة الرجل، ولا تنظر المراة الی عریة المراة، ولا یفضی الرجل الی الرجل فی الثوب، ولا تفضی المراة الی المراة فی الثوب.﴾ (مسلم الحیض باب تحریم النظر الی العورات ج ۱ ص ۱۵۴)

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد مرد کا ستر دیکھے نہ عورت عورت کا۔ مرد مرد کے ساتھ (برہنہ ہو کر) ایک کپڑے میں لیٹے نہ عورت عورت کے ساتھ (برہنہ ہو کر) ایک کپڑے میں لیٹے۔"

(مرد و عورت کے ستر کے متعلق احکامات پیچھے حدیث نمبر ۸۶ کے تحت گزر چکے ہیں)۔

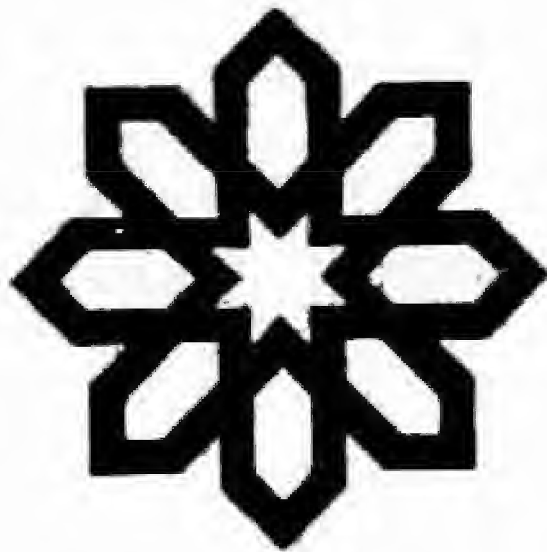


عورت کے ساتھ عورت کا لیٹنا

(۳۴۸) ﴿عن عبداللّٰه، قال: نهى نبى اللّٰه ﷺ ان تباشر المراة، المرأة فى الثوب الواحد، اجل ان تصفها لزوجها.﴾

(بخاری النکاح باب لامباشرت المراة المراة فتنعتها لزوجها ج ۲ ص ۷۸۸)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے منع فرمایا کہ عورت کسی دوسری (برہنہ) عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لیٹے تاکہ اس کے جسم کی خوبیاں اپنے شوہر سے بیان کرے۔''



شوہر کے سامنے اجنبیہ کے حسن وجمال کا تذکرہ

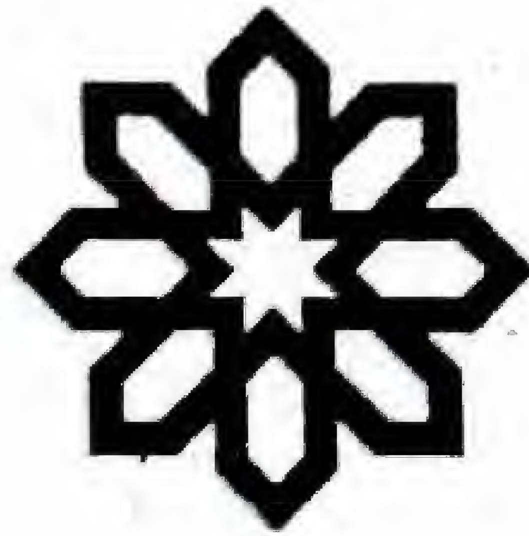
(۳۴۹) ﴿عن عبداللّٰه، عن رسول اللّٰه ﷺ قال: لا تباشر المراة المراة، فتصفها لزوجها، كانه ينظر اليها.﴾

(ابو داؤد النکاح، باب مایؤمر به من غض البصر ج ۱ ص ۲۹۹)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنا بدن دوسری عورت سے نہ لگائے کہ پھر اس کو اپنے شوہر سے اس طرح بیان کرے گویا وہ اس (عورت) کو دیکھ رہا ہے۔“

فائدہ: نگاہ کے فساد اور اس کے نتیجہ میں اخلاقی فساد اور گھریلو بگاڑ کو بچانے کی شریعت نے حد درجہ پیش بندی کی ہے یہ حدیث بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ اپنے شوہروں کے سامنے اجنبی عورتوں کے حسن وجمال کے تذکرہ سے بھی عورتوں کو روکا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۳۵۰ کا مضمون بھی یہی ہے۔



پہلی اچانک نظر

(۳۵۱) ﴿عن جریر قال: سالت رسول اللہ ﷺ عن نظرۃ الفجاۃ؟ قال: غض بصرک.﴾ (مسلم الاداب باب نظر الفجاۃ ج ۲ ص ۲۱۲)

ترجمہ: "حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ (اجنبیہ پر) اچانک اور اچٹتی ہوئی نگاہ کا کیا حکم ہے آپؐ نے کہا کہ تم اپنی نظر پھیر لو۔"

"حفاظت نگاہ" کے متعلق ہدایات نبویؐ حدیث نمبر ۳۳۳ کی تشریح میں دیکھئے۔ نور



محرم عورت کے سر کے بال دیکھنا

(۳۵۲) ﴿عن عائشة، قالت: قلت: یا رسول الله، یرجع الناس بنسکین، وارجع بنسک واحد! فامر عبدالرحمن بن ابی بکر بی الی التنعیم، فاردفنی خلفه علی جمل، في لیلة شدیدة الحر، فکنت احسر خماری عن عنقی، فیتناول رجلی فیضربها بعلة الراحلة، فقلت: هل تری من احد؟ فانتهینا الی التنعیم، فاهللت منها بالعمرة، فقدمت علی رسول اللهﷺ وهو بالبطحاء، لم یبرح، وذلک یوم النفر، فقلت: یا رسول الله، الا ادخل البیت؟ فقال: ادخلی الحجر، فانه من البیت.﴾

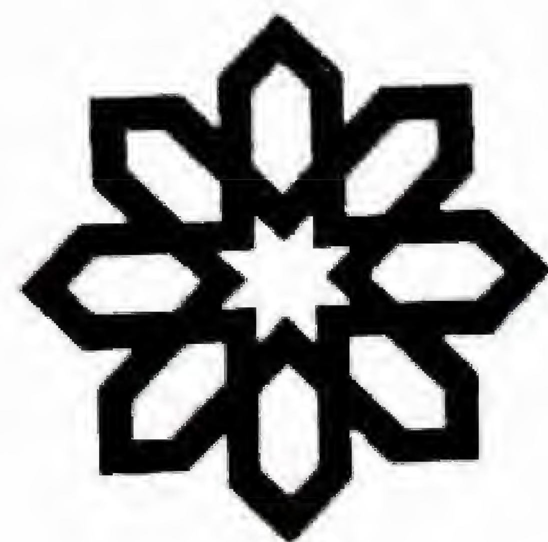
(مسلم الحج باب بیان وجوہ الاحرام ج ا ص ۳۹۱)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ (میں مقام سرف میں پہنچ کر حیض میں مبتلا ہوگئی تھی اور عرفات میں پہنچ کر پاک ہوگئی رسول اللہؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ عمرہ کے بجائے صرف صفا و مروہ کے درمیان دوڑ لگانا ہی تمہارے واسطے کافی ہے (مسلم) میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اور لوگ تو دوھرا ثواب لے کر واپس ہوجائیں اور میں اکہرا ثواب لے کر جاؤں۔ حضورؐ نے عبدالرحمٰن (حضرت عائشہؓ کے بھائی) کو حکم دیا کہ وہ مجھے ساتھ لے کر مقام تنعیم کو جائیں حسب الحکم عبدالرحمٰن نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا (راستہ میں) میں نے اپنی اوڑھنی گلے سے علیحدہ کردی عبدالرحمٰن نے میرے پاؤں پر اونٹنی ہانکنے کا تسمہ مارا میں نے کہا کیا کوئی تم کو نظر آرہا ہے (یہاں تو کوئی غیر نہیں ہے پھر گلے کو کھولنے میں کیا حرج ہے) بالآخر تنعیم پہنچ کر میں نے عمرہ کا احرام باندھا اور (فارغ ہوکر) ہم رسول اللہؐ کی خدمت گرامی میں پہنچ گئے حضور صلعم اس وقت وادی بطحاء ہی میں تھے وہاں سے ابھی آگے نہیں گئے تھے۔ یہ دن یوم النفر تھا

(یعنی رمی کا آخری دن تھا جس میں کوچ کرنا ہوتا ہے) میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں بیت اللہ میں نہیں جا سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا حطیم میں جاؤ وہ بھی بیت اللہ ہی میں شامل ہے۔"

تشریح: اس حدیث میں ایک اہم مسئلہ قابل ذکر ہے کہ سفر حج یا عمرہ کے دوران عورت کے مخصوص ایام شروع ہو جائیں اور وہ فرض یا واجب طواف، پاکی کے ایام میں ادا نہ کر سکے تو وہ احرام سے کیسے نکلے گی؟ ابتداء میں اس مشکل کا آسان حل یہی تھا کہ پاکی کا انتظار کرے اور پھر طواف کر کے احرام سے فارغ ہو جائے لیکن ہمارے زمانہ میں جبکہ حجاج کے ویزے کی تاریخیں محدود و متعیّن ہوتی ہیں کسی حاجی کو ان تاریخوں اور اوقات کے بدلنے کا ذاتی اختیار نہیں ہوتا۔ ان حالات میں حیض و نفاس والی عورت اپنے پاکی کے ایام میں طواف زیارت وغیرہ نہ کر سکی ہو اور قانونی لحاظ سے ان کے لئے انتظار کرنا بھی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کیا کرے؟

اس کا ایک عام حل تو یہی ہے کہ بندش خون کے لئے مخصوص دوائی استعمال کرے۔ اس کے علاوہ بعض فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ایسی عورت ناپاکی ہی کی حالت میں طواف کر لے اور امام ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق دم (قربانی) دے کر اس کی تلافی کرے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج۲۶ ص۲۴۶ بحوالہ درس ترمذی تقی عثمانی ج۳ ص۲۱۸)



اپنی محرم عورت سے معانقہ

(۳۵۳) ﴿عن سهل بن سعد، قال: لما كان يوم احد، وانصرف المشركون عن رسول اللهﷺ خرج النساء الى رسول اللهﷺ واصحابه، يتبعونهم بالماء، فكانت فاطمة فيمن خرج، فلما لقيت رسول اللهﷺ اعتنقته، وجعلت تغسل جرحه بالماء، فيزداد الدم، فلما رات ذلك اخذت شيئا من حصير، فاحرقته بالنار، فكمدته، حتى لصق بالجرح، واستمسك الدم.﴾ ( )

ترجمہ: ''حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں جب معرکہ احد والے دن مشرکین شکست کھا کر میدان سے واپس لوٹ گئے اور حضورؐ نے بھی مدینہ کی طرف رخ فرمایا تو عورتیں آپؐ اور صحابہ کی طرف نکلیں جو پانی پلانے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں ان عورتوں میں حضرت فاطمہؓ بھی تھیں جب حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو حضرت فاطمہؓ نے آنحضرتؐ کو گلے لگایا اور پھر رسالت مآب کے زخموں کے خون کو پانی سے دھوتی رہی لیکن خون اور بھی زیادہ بہنے لگا جب بیٹی فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون بند نہیں ہو رہا تو چٹائی کے ٹکڑے کو آگ میں جلایا اور اس کی راکھ سے زخم کو سینک کر زخم پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔''

تشریح: عورت کے لئے اپنے کسی بھی ایسے رشتہ دار جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے ازراہ شفقت چومنا جائز بلکہ باعث ثواب ہے جیسا کہ آنحضرت کو اپنی لخت جگر نے گلے لگایا اور ہاتھ چومے۔ خود آنحضرتؐ بھی اپنی بیٹی کا ہاتھ پیشانی ازراہ شفقت چومتے اور اپنی خاص نشست پر بٹھاتے جیسا کہ آگے والی حدیث میں آ رہا ہے۔

چھوٹی بچی کو بھی ازراہ پیار و شفقت بوسہ لیا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن

جعفرؓ نے عمر بن ابی سلمہ کی بیٹی زینب جو کہ اس وقت دو سال کی تھی کا بوسہ لیا۔
حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہو سکے تو اپنے اہل و عیال میں کسی کے بال نہ دیکھو مگر یہ کہ تمہاری بیوی ہو یا چھوٹی بچی (اجنبی) ہو پھر ان کے بال دیکھ سکتے ہو (ادب المفرد بخاری) شرعاً اپنے قریبی محارم کے بال دیکھنا جائز ہے لیکن احتیاط بہتر ہے۔



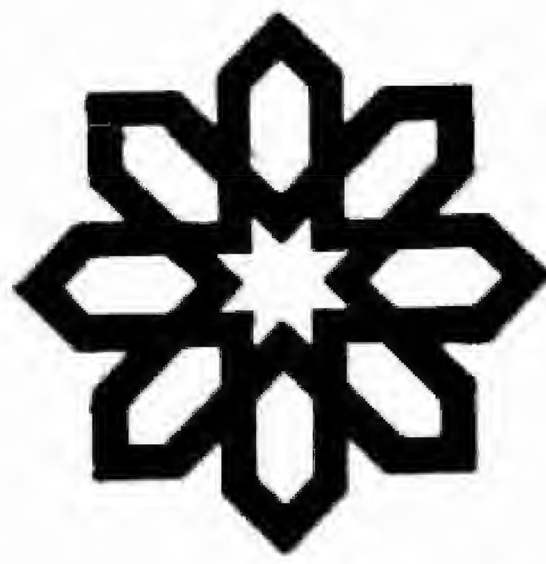
اپنی بیٹی کا ہاتھ پیشانی چومنا

(٣٥٤) ﴿عن عائشة: ام المومنين، قالت: ما رايت احدا من الناس اشبه كلاما برسول اللهﷺ ولا حديثا، ولا جلسة من فاطمة، قالت: كان رسول اللهﷺ اذا رآها قد اقبلت، رحب بها، ثم قام اليها فقبلها، ثم اخذ بيدها، فجاء بها حتى يجلسها فى مكانه، وكانت اذا رأت النبىﷺ رحبت به، ثم قامت اليه فقبلته، وانها دخلت على النبىﷺ فى مرضه الذى قبض فيه، فرحب بها، وقبلها، ثم اسر اليها فبكت ثم اسر اليها، فضحكت، فقلت للنساء: ما كنت ارى الا ان لها فضلا على النساء، فاذا هي من النساء، بينما هي تبكى، اذ ضحكت! فسالتها: ما قال لك رسول اللهﷺ؟ قالت: انى اذا لبذرة، فلما ان قبض رسول اللهﷺ سالتها؟ فقالت: ان رسول اللهﷺ قال: ان اجلى قد حضر، وانى ميت فبكيت، ثم قال: انک لاول اهلى بى لحوقا فسررت، واعجبنى، فضحكت﴾

(ترمذی المناقب باب فضل فاطمه ج۲ ص۲۲۶)

ترجمہ: ”ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے چال چلن اور گفتگو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ حضرت فاطمہؓ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا جب وہ آپؐ کے پاس تشریف لاتیں آپؐ انہیں دیکھ کر استقبال کے لئے ان کی طرف کھڑے ہوجاتے ان کا ہاتھ پکڑتے بوسہ دیتے اور اپنی بیٹی کو لاتے اور اپنی خاص نشست پر بٹھاتے اور جب آپؐ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپؐ کا استقبال کرنے کے لئے آپ کی طرف کھڑی ہوتیں آپ کو بوسہ دیتیں اور آپؐ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ حضرت فاطمہؓ آپؐ کے مرض موت میں آپؐ کے پاس تشریف لائیں

آپؐ نے مرحبا کہہ کر خوش آمدید کہا اور بوسہ دیا پھر حضرت فاطمہ کو قریب بٹھا کر کان میں کوئی راز کی بات کہہ دی جس پر حضرت فاطمہؓ رونے لگیں پھر دوبارہ آپؐ نے ان سے سرگوشی کی حضرت فاطمہ اس بار ہنسنے لگی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں (حضرت فاطمہ کے ساتھ آپ کی یہ غیر معمولی محبت سے) میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ حضرت فاطمہ کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ ایک روز حضرت فاطمہ جب عورتوں کے درمیان بیٹھی تھی میں نے ان سے آپؐ کے سامنے رونے کے دوران اچانک ہنسنے کا راز پوچھا کہ حضورؐ نے آپ کو اس وقت ایسی کونسی بات کہی تھی (جس سے پہلے رونا اور پھر ہنسی آئی؟) حضرت فاطمہؓ کہنے لگی کہ حضورؐ کی حیات میں اگر میں وہ بات کہہ دوں تب تو میں پیٹ کی ہلکی ہوئی (یعنی راز فاش کرنے والی) جب آنحضرتؐ کی رحلت ہوئی تو پھر میں نے اس رازدارانہ گفتگو کے متعلّق پوچھا کہنے لگی کہ آنحضرت صلعم نے پہلے فرمایا ان اجلی قد حضر۔ الخ میری اجل قریب آچکی اور عنقریب مجھے موت آنی ہے اس پر میں روئی پھر حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہ بیٹی تم ہی خاندان میں سب سے پہلے مجھ سے آکر ملوگی اس پر مجھے بہت خوشی ہوئی مجھے یہ بہت اچھا لگا اس لئے میں ہنسی۔“

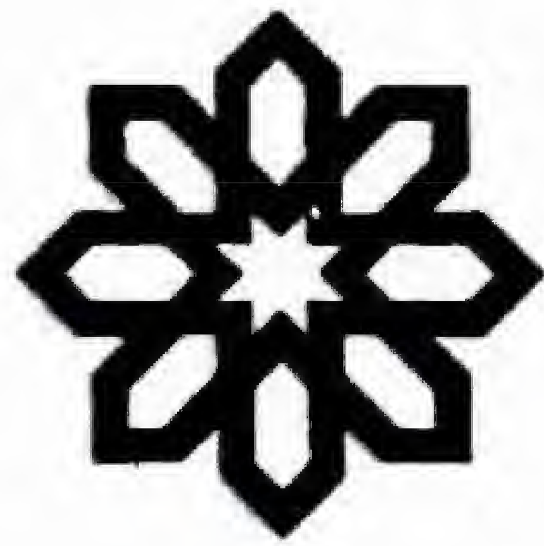


محرم رشتہ داروں سے مصافحہ

(۳۵۵) اس حدیث کا مضمون بھی اس سے پچھلی حدیث ہی کی طرح ہے جس میں حضرت فاطمہؓ نے اپنے والد بزرگوار حضرت نبی کریمؐ کے ہاتھوں کو چوما۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے اپنے محارم سے مصافحہ جائز ہے۔

(۳۵٦) ﴿عن عائشة، قالت: مامس رسول اللهﷺ يد امراة قط، الا امراة يملكها.﴾ (بخاری الاحکام باب بیعة النساء ج ۲ ص ۱۰۷۱)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا سوائے اس عورت کے جو ملکیت (نکاح یا رقبہ) میں ہوتی۔"



اجنبیہ عورتوں سے مصافحہ کرنا

(۳۵۷) ﴿ان عائشة قالت: لا واللّٰه، ما مست ید رسول اللّٰه ﷺ ید امراة قط، غیر انه یبایعهن بالکلام﴾ (مسلم الامارة، باب کیف بیعة النساء ج ۲ ص ۱۳۱)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ بیعت بھی عورتوں سے صرف زبانی گفتگو کے ذریعہ فرماتے تھے۔"

(۳۵۸) ﴿عن امیمة بنة رقیقة، قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ: انی لا اصافح النساء.﴾ (ترمذی شریف السیر، باب ماجاء فی بیعة النساء ج ۱ ص ۲۸۸)

ترجمہ: "حضرت امیمہ بنت رقیقہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اجنبیہ عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں۔"

تشریح: مردوں کا آپس میں اور عورتوں کا آپس میں باہمی ملاقات کے وقت سلام کرنا اور مصافحہ کرنا سُنّت ہے۔ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سُنّت ہے ایک ہاتھ سے غیر مسنون ہے حدیث میں ہے کہ جب سلام کرو تو مصافحہ بھی کرو کیونکہ مصافحہ سے ہی سلام کی تکمیل ہو جاتی ہے اور ایک حدیث میں فرمایا جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملیں (سلام کے بعد) جدا ہونے سے پہلے آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ ان کو بخش دیتے ہیں۔ اس لئے خواتین کو آپس میں سلام اور مصافحہ جیسی سُنّت کو خوب رواج دینا چاہئے۔ لیکن اجنبی مردوں سے مصافحہ کرنا حرام ہے اسی طرح مردوں کو جواں اجنبیہ عورت سے مصافحہ کرنا حرام ہے۔ البتہ ایسی بوڑھی عورت سے مصافحہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جس کی طرف جنسی جذبات مائل نہ ہو سکتے ہوں نیز بوڑھا مرد جس سے خوف نہ ہو اس کو جواں عورت سے

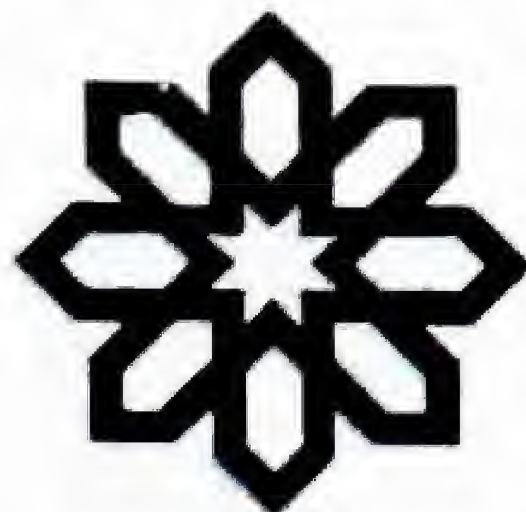
مصافحہ کرنا جائز ہے (مظاہر حق ج ۴ ص ۳۷۵) اولاد اور اپنے دیگر محارم سے اظہار محبت و شفقت کے لئے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا جائز ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

آج کل بعض مزاری پیر جوان عورتوں سے بھی ہاتھ ملا کر بیعت لیتے ہیں: حالانکہ آنحضرتؐ ہمیشہ عورتوں سے محض زبان سے بیعت لیتے تھے آپؐ کے دست مبارک نے کبھی بھی کسی نامحرم عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا اور نہ کسی اجنبیہ عورت سے کبھی مصافحہ فرمایا بلکہ کپڑے کے ذریعہ بیعت کرتے تھے کہ کپڑے کا ایک کونہ حضور پر نورؐ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور دوسرا کونہ عورت کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ پانی کا ایک پیالہ منگا لیتے تھے اور اس میں اپنا دست مبارک ڈال کر نکال لیتے اور پھر بیعت کے لئے عورتوں کو حکم دیتے کہ تم بھی اس پیالہ میں اپنے ہاتھ ڈال لو تو عورتیں بھی اپنا ہاتھ اس پیالہ میں ڈال کر تر کر لیتیں اس طرح بیعت پختہ ہو جاتی۔ چنانچہ ترمذی شریف اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

﴿انی لا اصافح النساء ولکن آخذ علیھن ما اخذاللّٰہ علیھن﴾

"میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا صرف اللہ کی اطاعت کا عہد لیتا ہوں۔"

اس لئے آج کل جن جہلا کا عمل اس سُنّت طریقہ کے خلاف ہے اسلام اس سے بری ہے۔



نابینا کی طرف اجنبیہ عورت کی نظر

(۳۵۹) ﴿عن نبهان: مولى ام سلمة حدثه: ان ام سلمة حدثته: انها كانت عند رسول اللهﷺ فبينا نحن عنده، اقبل ابن ام مكتوم، فدخل عليه، وذلك بعد ان امر بالحجاب، فقال رسول اللهﷺ: احتجبامنه فقلنا: يا رسول الله، اليس هو اعمى لا يبصرنا، ولا يعرفنا؟ فقال رسول اللهﷺ: افعمياوان انتما، الستما تبصرانه قال ابو عبدالرحمن: ما نعلم احدا روى عن نبهان، غير الزهرى.﴾ (ابو داؤد اللباس باب قول الله، قل للمؤمنين، ترمذى الادب باب احتجاب النساء من الرجال)

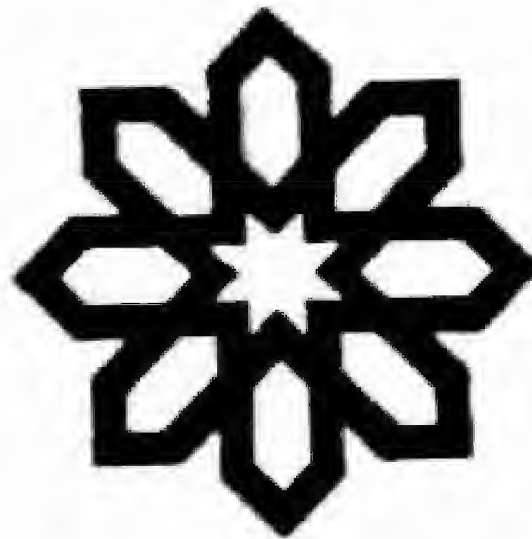
ترجمہ: ''حضرت نبہان جو حضرت اُمّ سلمہ کا آزاد کردہ غلام ہے کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت اُمّ سلمہ نے بیان کیا ایک دفعہ وہ (اور میمونہؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اس دوران نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم اندر داخل ہوئے اور یہ واقعہ عورتوں کے لئے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں۔ ہم کو نہ دیکھتا ہے اور نہ ہی پہچانتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں اندھی ہو۔ کیا تم دونوں اس کو نہیں دیکھتی ہو۔''

(۳۶۰) ﴿عن ام سلمة، قالت: دخل على رسول اللهﷺ وانا وميمونة جالستان، فجلس، فاستاذن عليه ابن ام مكتوم الاعمى، فقال: احتجبا منه قلنا: يا رسول الله، اليس باعمى لا يبصرنا؟ قال: فانتما لا تبصرانه.﴾

ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ ہم دونوں بیٹھی ہوئی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ بھی ہمارے درمیان بیٹھ گئے پھر ابن اُمّ مکتوم نے اندر

آنے کی اجازت مانگی تو آپ ؐ نے ہم دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! وہ تو نابینا ہے ہمیں نہیں دیکھ سکتا ہے (پھر پردہ کی کیا ضرورت ہے؟) آپ ؐ نے فرمایا تم دونوں کیا اس کو نہیں دیکھتے؟ (اس لئے پردہ کرو)۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی جہاں تک ہو سکے مردوں کی طرف تانک جھانک سے بچنا چاہئے مردوں پر نظر پڑ جائے تو جائز ہے لیکن احتیاط و تقوی یہی ہے کہ بچا جائے اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ مردوں کے آمنے سامنے بلا ضرورت نہ آیا جائے یا مردوں کی محفل میں عورت آنے سے احتراز کرے۔ اس حدیث کی مزید تفصیلات کے لئے حدیث نمبر   دیکھئے۔



نابینا شخص کے گھر عورت اپنی چادر اتار سکتی ہے

(۳۶۱) ﴿عن ابی سلمة، قال: سالت فاطمة ابنة قیس؟ فاخبرتنی ان زوجها المخزومی طلقها، فابی ان ینفق علیها، فجاءت الی رسول اللّٰہ ﷺ فاخبرته، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: لا نفقة لک، فاذهبی، فانتقلی الی ابن ام مکتوم، فکونی عنده، فانه رجل اعمی، تضعین ثیابک عنده.﴾

(صحیح مسلم، الطلاق باب المطلقه ثلاثا لا نفقه لها ج ۱ ص ۴۸۴)

ترجمہ: ”حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت قیس سے میں نے ان کے واقعہ طلاق کے متعلّق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے مخزومی شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور عدت کا خرچ دینے سے انکار کر دیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضورؐ نے فرمایا (اے فاطمہ) تجھے (عدت کے دوران کا) نفقہ کا حق نہیں ہے اب تو (وہاں سے) چلی جا اور (اپنے چچا کے بیٹے) ابن اُمّ مکتوم کے پاس جا کر رہو وہ نابینا آدمی ہیں اپنے کپڑے تو ان کے پاس اتار سکتی ہے۔“

(۳۶۲) ﴿عن ابی بکر بن ابی الجهم، قال: سمعت فاطمة بنت قیس، قالت: ارسل الی زوجی ابو عمرو بن حفص بن المغیرة، عیاشَ بن ابی ربیعة بطلاقی، وارسل الی بخمسة آصع شعیر، وخمسة آصع من تمر، فقلت: مالی غیر هذا! ولا اعتد فی بیتکم؟ قال: لا، فشددت علی ثیابی، ثم اتیت النبی ﷺ فقال: کم طلقک؟ قلت: ثلاثا، قال: صدق، ولیس لک نفقة، اعتدی فی بیت ابن عمک: ابن ام مکتوم، فانه ضریر البصر، تلقین ثیابک عنک، فاذا انقضت عدتک، فآذنینی فخطبنی خطاب، منهم: معاویة، وابو الجهم، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: اما معاویة: ترب، خفیف

الحال، وابو الجهم: یضرب النساء او: فیه شدة علی النساء ولکن علیک باسامة بن زید او قال: انکحی اسامة بن زید. (مسلم شریف ایضاً ج ۱ ص ۴۸۵)

ترجمہ: ”حضرت ابوبکر بن ابی الجہم کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس نے بیان کیا کہ میرے شوہر ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ نے عیاش بن ربیعہ کے ذریعہ مجھے طلاق کہلا بھیجی اور عیاش کے ہمراہ پانچ صاع (ایک صاع میں تین کلو ۲۶۶ گرام اور پانچ صاع کی مقدار ۱۶ کلو ۳۳۰ گرام ہیں) چھوارے اور پانچ صاع جو بھی بھیجے میں نے کہا کیا اس کے علاوہ میرا اور کوئی نفقہ لازم نہیں ہے؟ اور میں عدت کا زمانہ بھی تمہارے گھر میں نہیں گزاروں گی عیاش نے کہا نہیں (اس کے علاوہ تمہارا نفقہ واجب نہیں) میں کپڑے پہن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی آپؐ نے پوچھا تم کو کتنی طلاقیں دی ہیں؟ میں نے عرض کیا تین طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا عیاش نے سچ کہا تمہارا نفقہ لازم نہیں۔ تم اپنے چچا کے بیٹے ابن اُمّ مکتوم کے گھر عدت کا زمانہ گزارو وہ نابینا ہیں ان کے سامنے تم اپنے کپڑے اتار سکو گی اور جب عدت کا زمانہ گزر جائے تو مجھے اطلاع دینا (میں تمہارے نکاح کی فکر کروں گا اس دوران فاطمہ کو) چند آدمیوں نے نکاح کے پیغام بھیجے تھے جن میں سے معاویہ اور ابوالجہم بھی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ تو نادار ہیں ان کے پاس مال (نان شبینہ کے لئے) کچھ نہیں اور ابوالجہم کا برتاؤ عورتوں سے سخت ہے (یعنی عورتوں کو بہت مارتے ہیں) بہتر ہے کہ تم اسامہ بن زیدؓ سے نکاح کر لو۔“

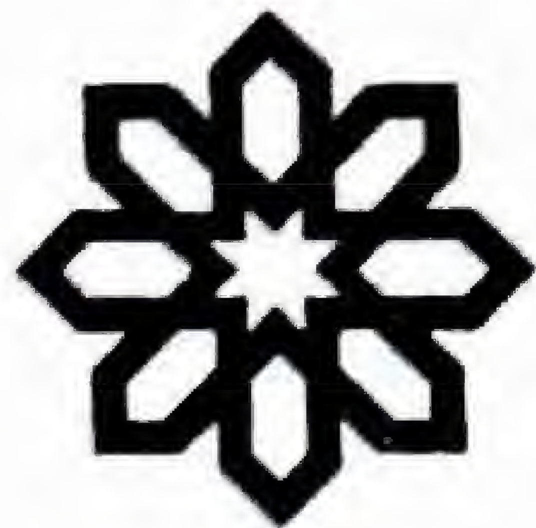
تشریح: حضرت فاطمہ بنت قیس قدیم الاسلام اولین مہاجرات میں سے ہیں نہایت سمجھدار عقلمند اور خوبصورت خاتون تھیں وہ ابو عمرو بن حفص مخزومی جو کہ حضرت خالد بن ولید مخزومی کے چچازاد بھائی ہیں کے نکاح میں تھیں جب حضرت علی کو آنحضرتؐ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ابو عمرو بن حفص بھی حضرت علی کے ساتھ چلے گئے اور

یمن سے ہی اپنی بیوی فاطمہ کو تیسری طلاق بھی لکھ بھیجی اور اپنے چچیرے بھائی حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کے ذریعہ سوا سولہ کلو جو اور کھجور بھی بطور نفقہ بھیج دی۔ حضرت فاطمہ نے اس مقدار نفقہ کو کم خیال کیا اس لئے حضورؐ سے شکایت کی چنانچہ آپؐ نے ان کو کہا کہ آپ کے لئے (اس سے زائد) نفقہ نہیں۔ اور تم عدت بھی اپنے شوہر کے گھر میں نہیں گزار سکتی ہو اس لئے جاؤ اپنے چچازاد بھائی ابن ام مکتوم نابینا کے گھر عدت گزارو جب عدت ختم ہو جائے تو آنا میں تمہارے نکاح کی فکر کروں گا جب عدت گزار کر آئی تو آپؐ نے فرمایا اسامہ سے نکاح کرو۔ فاطمہ نے کہا معاویہ اور ابو جہم نے بھی پیغام نکاح دیا آپؐ نے فرمایا کہ معاویہ تو مفلوک الحال ہے اور ابو جہم عورتوں کو بہت مارتا ہے اس لئے بہتر ہے تم اسامہ سے نکاح کرو چنانچہ اسامہ سے ہی نکاح کیا اللہ نے بڑی برکت فرمائی۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۵۹۶، عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۳۳۸، الطلاق)

فاطمہ بنت قیسؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاق والی عورت کو عدت کے دوران شوہر کی طرف سے نفقہ اور جائے رہائش نہیں مل سکتے چنانچہ بعض فقہاء نے اسی کو اختیار کیا مگر حنفی مسلک کے مطابق ہر قسم کی طلاق والی عورت کو عدت کے دوران نفقہ اور جائے رہائش دیا جانا ضروری ہے جیسا کہ جمہور ائمہ کے نزدیک مطلقہ رجعیہ اور مطلقہ حاملہ کو دوران عدت نفقہ و جائے رہائش بالاتفاق دینا واجب ہے اب رہا معاملہ فاطمہ بنت قیسؓ کی اس حدیث کا۔ تو اس کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ فاطمہ کو ان کے شوہر نے دوران عدت کا نفقہ پانچ پانچ صاع جو اور کھجوریں بھیج دی تھیں لیکن وہ اس سے زیادہ کا مطالبہ کر رہی تھیں حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں اس سے زیادہ نفقہ نہیں ملے گا پس مطلق نفقہ ملنے سے انکار نہیں تھا جیسا کہ وہ بعد میں بیان کرتی رہیں۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں تصریح ہے کہ ہر مطلقہ عورت کو عدت کا نفقہ و سکنی ملے گا۔ **وللمطلقات متاع بالمعروف** (آیت نمبر ۲۴۱ بقرہ) حدیث میں ہے

حضورؐ نے فرمایا المطلقه ثلاثالها السکنی و النفقه۔ (سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۱) یعنی تین طلاق والی عورت کو نفقہ اور جائے رہائش ملے گی اسی طرح فاطمہ بنت قیس کو رہائش نہ ملنے کی وجہ یہ تھی کہ فاطمہ سخت زبان دراز تھیں ان کے شوہر یمن چلے گئے تھے لہٰذا شوہر کے گھر عدت گزارنے میں اندیشہ یہ تھا کہ فاطمہ اور ان کے دیوروں کے درمیان تُو تُو مَیں مَیں ہوتی۔ اور اس بناء پر وہ فاطمہ کو گھر سے ہی باہر نکال دیتے۔ لہٰذا اس اندیشہ پر رسول اللہؐ نے فاطمہ کو ابن ام مکتوم کے گھر عدت گزارنے کے لئے کہا امام ترمذی نے یہی وجہ بیان کی ہے ((تحفه الاحوزی مع الترمذی ج ۴ ص ۳۹۴) اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے شوہر کا مکان شہر کے کنارے سنسان مقام پر تھا جہاں وحشت اور کسی غیر شخص کے گھس آنے کا ڈر تھا اس لئے آپ نے دوسری جگہ عدت گزارنے کی اجازت دی لیکن خاص حالات کو نظر انداز کر کے فاطمہ کہتی پھرتی تھیں کہ "مطلقہ بائنہ کو شوہر کی جانب سے نفقہ اور جائے رہائش نہیں ہے" جو کہ قرآن وحدیث کے صریحًا خلاف ہے اسی لئے حضرت عمر اور حضرت عائشہ نے فاطمہ کی اس روایت کو قبول کرنے سے انکار کیا فرمایا لا نَترُكُ کتابَ اللّٰہ و سُنَّةَ نبیِّنا لِقَولِ اِمرَأةٍ الخ یعنی ہم اللہ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی بناء پر چھوڑ نہیں سکتے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۳۹۴) الغرض ہر طلاق والی عورت کو دوران عدت خرچ بھی اور رہائش بھی شوہر کی طرف سے ملے گی۔ (مظاہر حق ج ۳ ص ۴۲۹، درس ترمذی ج ۳، ص ۴۸۲)



عورتوں کا ہیجڑوں سے پردہ کا حکم

(۳۶۳) ﴿عن ام سلمة: ان النبی ﷺ کان عندھا، وفی البیت مخنث، فقال: المخنث لاخی ام سلمة، عبداللّٰہ بن ابی امیة: ان فتح اللّٰہ علیکم الطائف غدا، فانی ادلک علی بنت غیلان، فانھا تقبل باربع، و تدبر بثمان، فقال النبی ﷺ: لا یدخلن ھولاء علیکم.﴾

(صحیح مسلم السلام باب منع المخنث من الدخول علی النساء الا جانب ج ۲ ص ۲۱۸)

ترجمہ: ”حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس گھر کے اندر موجود تھے اور ایک ہیجڑا میرے ہاں موجود تھا ہیجڑا میرے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہنے لگا عبداللہ اگر کل خدا تعالیٰ نے تم (مسلمانوں) کو طائف کی فتح عنایت کر دی تو میں تم کو غیلان کی بیٹی دکھلاؤں گا (جو نہایت حسین وگداز بدن کی ہے) سامنے سے آتی ہے تو چار (شکن پڑتی ہوئی) معلوم ہوتی ہیں اور پشت پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ ہوتی ہیں۔“

تشریح: حدیث میں جس مخنث کا ذکر ہے اس کا نام ماطع تھا ابتداء میں یہ آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں آیا جایا کرتا تھا کیونکہ ازواج مطہرات اس کو خلقی طور پر اوصاف مردانگی سے عاری اور جذبات نفسانی سے خالی سمجھتے تھے اور ایسے مردوں سے شرعاً عورتوں کے لئے پردہ کرنا واجب نہیں لیکن آپؐ نے جب ان کے زبانی یہ بات سنی تو آپؐ کو اندازہ ہوگیا کہ یہ جنسی خواہشات کی رغبت رکھتا ہے لہٰذا آپؐ نے فوراً منع کر دیا کہ اب مخنث گھروں میں عورتوں کے پاس داخل نہ ہوا کریں چنانچہ یہی حکم خصی اور نامرد کا بھی ہے کہ عورتوں کو ان تینوں سے پردہ کرنا لازم ہے۔

(۳۶۴) ﴿عن عائشة، قالت: دخل النبی ﷺ واذا مخنث عند بعض

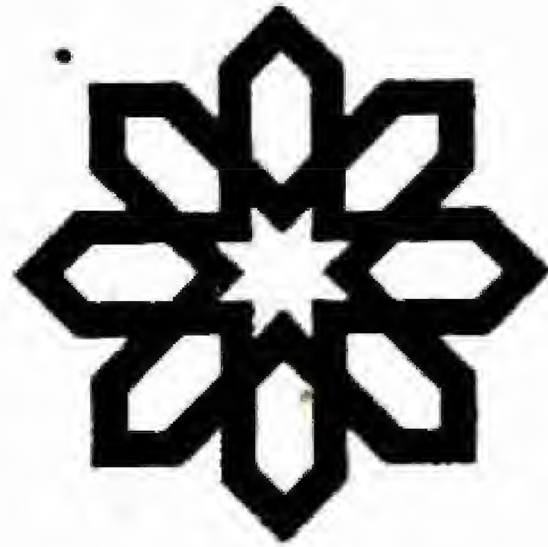
نسائه، وکانوا یعدونه من غیر اولی الاربة، فسمعه النبی ﷺ وهو یقول: انها اذا اقبلت، اقبلت باربع، واذا ادبرت، ادبرت بثمان، ینعت امراة فقال النبی ﷺ: الا اری هذا یعلم ما ههنا، لا یدخلن علیکم. فاحجبوه.

(صحیح مسلم السلام باب منع المخنث من الدخول علی النساء الا جانب ج ۲ ص ۲۱۸)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی کسی بیوی کے) گھر میں تشریف لائے گھر میں مخنث موجود تھا لوگ مخنث کو اولی الاربہ (یعنی عورتوں کی حاجت رکھنے والوں) میں داخل نہیں سمجھتے تھے (اور پردہ کے حکم سے مستثنیٰ سمجھتے تھے کیونکہ شرعاً پردہ کرنے کا حکم ان مردوں سے ہے جن کو عورتوں کی ضرورت ہو اور جو اس قابل نہ ہوں ان سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں مخنث بھی عورتوں کے قابل نہ تھا اس لئے اس سے پردہ کی ضرورت نہ تھی۔ نور) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں اس مخنث سے ایک عورت (کے حسن وجمال اور جسمانی فربہی) کی یوں تعریف کرتے ہوئے سنا کہ وہ جب سامنے سے آتی ہے تو چار (شکن) سے آتی ہے اور جب پشت پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ (شکن) سے جاتی ہے (عرب لوگ موٹی عورتوں کو چونکہ زیادہ پسند کرتے تھے اس لئے مخنث نے غیلان کی بیٹی ”بادیہ“ کی فربہی اور تنومندی کو اس طرح بیان کیا کہ سامنے سے اس کے پیٹ پر چار شکن ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن پیچھے سے دیکھنے پر وہ آٹھ نظر آتے ہیں نور)۔ آپؐ نے فرمایا میں جانتا ہوں جو شئی یہاں ہے اس کو بھی یہ پہچانتا ہوگا (اور دوسری جگہ جا کر اس کا تذکرہ کرے گا) لہٰذا یہ تمہارے پاس ہرگز نہ آیا کرے چنانچہ اس سے لوگوں نے پردہ کرایا۔“

آگے ۳۶۸ تک دیگر سندوں سے یہی حدیث مذکور ہے سب کا مضمون یکساں ہے۔

تشریح: مخنث یعنی ہیجڑا وہ شخص کہلاتا ہے جو عادات و اطوار بول چال اور حرکات و سکنات میں عورتوں کے مشابہ ہو اگر خلقی و فطری طور پر ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں اور اگر مصنوعی طور پر اختیار کیا ہو یہ بہت برا ہے ایسے لوگ لعنت کے مستحق ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ چنانچہ آپ ؐ نے تمام قسم کے ہیجڑوں کو گھروں میں بے پردگی کے ساتھ داخل ہونے سے منع فرمایا بلکہ کئی ہیجڑوں کو آپ ؐ نے مدینہ سے بھی باہر نکال دیا تھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی کئی ہیجڑوں کو مدینہ سے باہر نکال دیا تھا چنانچہ فتح الباری میں باب نفی اهل المعاصی و المخنثین کے تحت نام بنام ان کا ذکر موجود ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری للعسقلانی کتاب الحدود ج ۱۴ ص ۱۲۹)



مردوں کی سی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورتیں

(۳۶۹) ﴿عن ابن عباس: ان رسول اللّٰہ ﷺ لعن المخنثين من الرجال والمتبرجات من النساء، وقال: اخرجو هم من بيوتكم فاخرج رسول اللّٰہ ﷺ فلانا، واخرج عمر فلانا.﴾

(فتح الباری مع بخاری اللباس باب اخراج المتشبهين بالنساء من البيوت ص)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث مردوں پر اور مردوں کی سی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی (بخاری اور نسائی میں یہاں متبرجات کے بجائے مترجلات ہے اور تحفہ الاشراف میں اسی کو صحیح قرار دیا گیا) اور فرمایا کہ ان (مردوں کو) اپنے گھروں سے نکال دو۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کو نکالا اور عمرؓ نے فلاں کو نکالا تھا۔" (فتح الباری میں علامہ عسقلانی کے بقول ابوالحسن المدائنی نے اپنی کتاب المغربین میں ان افراد کے قصے ذکر کئے جن کو حضرت عمرؓ نے مدینہ سے نکالا تھا۔ ان میں سے کئی کے نام مع واقعہ کو علامہ عسقلانی نے کتاب الحدود کے ۱۴/۱۲۹، ۱۰/۴۲۱ النکاح ذکر کیا فلیراجع الیہ)

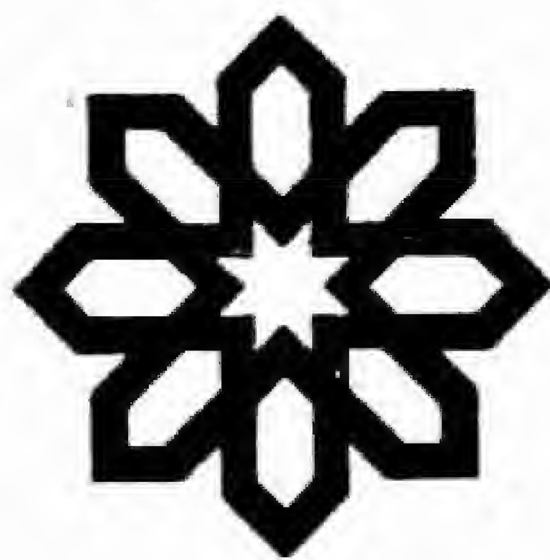
(۳۷۱) ﴿عن أبی هريرة، قال: لعن رسول اللّٰہ ﷺ الرجل يلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبسة الرجل﴾ (ابو داؤد، اللباس باب فی لباس النساء)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت جیسا مخصوص لباس پہنے اور اس عورت پر بھی جو مرد جیسا مخصوص لباس پہنے۔"

ہیجڑوں کو گھروں سے نکالنے کا حکم

(۳۷۲) ﴿عن ابن عباس: ان رسول اللّٰہ ﷺ لعن المخنثین، وقال: اخرجو هم من بیو تكم فاخرج رسول اللّٰہ ﷺ فلانا، واخرج عمر فلانا﴾

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آنحضرت ؐ نے (مصنوعی) ہیجڑوں پر لعنت کی ہے اور ارشاد فرمایا کہ ان ہیجڑوں کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ چنانچہ آنحضرت ؐ نے بھی فلاں فلاں نام کے ہیجڑے کو گھر سے نکال دیا اور حضرت عمرؓ نے بھی فلاں کو نکال دیا تھا۔“



عورتوں میں وعظ و نصیحت

(۳۷۳) ﴿عن جابر قال: شهدت الصلاة مع رسول اللّٰهﷺ فی یوم عید، فبدا بالصلاة قبل الخطبة، بغير اذان، ولا اقامة، فلما قضى الصلاة، قام متوكئا على بلال، فحمد اللّٰه، واثنى عليه، ووعظ الناس، وذكر هم، وحثهم على طاعته، ثم مضى الى النساء، ومعه بلال، فامر هن بتقوى اللّٰه، ووعظهن، وذكرهن، وحمد اللّٰه، واثنى عليه، ثم حثهن على طاعته، ثم قال: تصدقن، فان اكثر كن حطب جهنم فقالت امراة من سفلة النساء سفعاء الخدين: لم يا رسول اللّٰه؟ قال: تكثرن اللعن، وتكفرن العشير فجعلن ينزعن حليهن: قلائدهن، واقرطتهن، وخواتيمهن، يقذفنه فى ثوب بلال، يتصدقن به.﴾ (مسلم شریف کتاب العیدین)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ عیدالفطر کی نماز میں میں بھی آنحضرتؐ کے ساتھ موجود تھا حضورؐ نے خطبہ سے قبل بغیر اذان و اقامت کے نماز عید شروع کی اور نماز کے بعد حضرت بلالؓ کے ساتھ سہارا لگائے ہوئے کھڑے ہو کر خطبہ شروع فرمایا چنانچہ پہلے (حسب معمول) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر لوگوں کو پند و نصیحت کی۔ خدا ترسی کا حکم دیا اور طاعت الٰہی پر لوگوں کو برانگیختہ فرمایا اس کے بعد عورتوں کے پاس تشریف لے جا کر ان کو بھی اسی طرح خطبہ میں نصیحت کی تھی اور فرمایا کہ تم صدقہ دیا کرو کیونکہ تمہاری بیشتر تعداد جہنم کا ایندھن ہے عورتوں کی جماعت کے بیچ میں سے ایک سانولی بدرو عورت نے کھڑے ہو کر پوچھا یارسول اللہ! ایسا کیوں ہے آپؐ نے فرمایا کیونکہ تم عورتیں (بات بات میں) لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور (شوہر کے احسانات کی) ناشکری کرتی ہو۔ عورتیں صدقہ کا حکم سن کر اپنے زیورات

دینے لگیں بالیاں اور انگوٹھیاں اور گلے کے ہار بھی صدقہ کی نیت سے حضرت بلالؓ کے (پھیلائے ہوئے) کپڑے میں ڈالنے لگیں۔"

مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عطاء کا بیان ہے کہ عورتوں کا یہ صدقہ فطرہ نہیں تھا بلکہ نفلی صدقہ خیرات تھا جو عورتیں دے رہی تھیں۔

اگلی روایات ۳۷۷ تک کا مضمون یکساں ہے۔

تشریح: آنحضرتؐ عورتوں کو کبھی اجتماعی خطاب فرماتے تھے اور خصوصیت کے ساتھ خواتین کو کچھ نصیحتیں فرماتے تھے کیونکہ عورتیں عموماً بڑے گناہوں میں مبتلا ہوتیں ہیں نمازیں چھوڑنا، بدگوئیاں کرنا دوسری عورتوں کی غیبت کرنا۔ زیورات کی زکوٰۃ نہ دینا دوسروں پر لعنت کرنا وغیرہ عموماً عورتیں اس میں مبتلا ہوتی ہیں اس لئے آپؐ نے عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ میں نے جہنّم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی۔ اس حدیث میں آنحضرتؐ نے دوزخ میں عورتوں کی زیادہ تعداد جانے کا ایک سبب یہ بتایا کہ لعنت بہت کرتی ہیں حالانکہ کسی بھی چیز پر لعنت کرنا اللہ ورسول کو بہت سخت ناپسند ہے حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ کے سامنے ہوا پر لعنت کی آپؐ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو کیونکہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم کے تابع ہے جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی مستحق نہیں ہے تو لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے جس نے لعنت کی (ترمذی) ایک اور حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن کسی کے حق میں گواہ نہیں بن سکیں گے اور نہ سفارش کرسکیں گے (مسلم) اسی لئے حضورؐ نے عورتوں کو بطور خاص جہنّم سے بچنے کی تدبیر بتادی کہ صدقہ خیرات کیا کرو۔ اس سے زیادہ اہم ادائیگی زکوٰۃ کا فریضہ ہے بہت سی عورتیں جو آخرت سے غافل ہیں کہتی ہیں کہ زیورات کے علاوہ ہمارے پاس مال ہی کہاں ہے کہ ہم زکوٰۃ دیں زیورات میں سے دیں تو یہ ختم ہوجائے گا۔ عورتوں کو چاہئے کہ اول یا تو

شوہر سے لیکر زکوٰۃ کی رقم ادا کریں اگر عورتیں اپنے فیشن اور بے جا اخراجات کے لئے شوہر سے لے سکتی ہیں تو فرض زکوٰۃ ادا کرنے اور اپنے کو دوزخ کے عذاب سے بچانے کے لئے کیوں نہیں لے سکتیں دوسری بات یہ ہے کہ بالفرض شوہر نہیں دیتا تو بقدر زکوٰۃ اپنا زیور بیچ دیں اور اس رقم سے زکوٰۃ ادا کریں اگر اللہ ورسول کی کہی ہوئی بات پر یقین اور ایمان ہے تو یاد رکھو صدقہ خیرات سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ قرآنی ہے ویربی الصدقات (صدقات مال کو بڑھاتا ہے) اور بالفرض اگر زیورات ختم ہی ہوئے تو کیا حرج ہے دوزخ کے عذاب سے بچنا کیا کم فائدہ ہے مذکورہ حدیث میں آپ نے عید کے دن عورتوں میں خطاب فرما کر صدقہ خیرات کی جو ترغیب دی عورتوں نے فوراً اپنے زیورات حضرت بلال جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے کی پھیلائی ہوئی چادر میں پھینکنے شروع کر دئے ان زیوروں میں موٹی موٹی انگوٹھیاں بھی تھیں اور بروایت ابن عباس عورتوں نے اپنے کانوں کی بالیاں حلقوں کے زیورات بھی اتار اتار کر صدقہ کر دئے۔ ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی بچی نے ہاتھ میں دو موٹے کنگن پہنے تھے حضور نے عورت سے پوچھا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تم یہ پسند کرتی ہو کہ ان کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنا دے۔ یہ سنتے ہی عورت نے اپنی بچی کے ہاتھ سے وہ دونوں سونے کے کنگن نکالے اور حضور کی خدمت میں پیش کر دئے عرض کیا یہ اللہ ورسول کے لئے ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ا ص ۲۱۸)

دیکھا آپ نے اس صحابیہؓ عورت نے دوزخ سے بچنے کی فکر میں کس طرح فوراً سونے کے کنگن صدقہ کر دئے اسی طرح عورتوں کو صدقہ خیرات کی عادت بنا لینی چاہئے اور خاص کر اپنے زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوزخ سے پناہ نصیب فرمائے آمین۔

مضمون حدیث کی مختلف سندیں

(۳۷۸) ﴿عن عمران بن حصین، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: نظرت فی الجنة، فرایت اکثر اهلها الفقراء، ونظرت فی النار، فرایت اکثر اهلها النساء.﴾ (بخاری شریف الرقاق باب فضل الفقراء)

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنّت کے اندر دیکھا تو اکثر تعداد فقراء کی نظر آئی اور جہنّم میں دیکھا تو اس میں اکثریت عورتوں کی نظر آئی۔''

۳۸۲ نمبر تک حدیث کا مضمون یہی ہے۔

(۳۸۳) ﴿عن اسامة بن زید، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: اطلعت فی الجنة فاذا اکثر اهلها الفقراء، واذا اصحاب الجد محبوسون، واطلعت فی النار، فاذا اکثر اهلها النساء.﴾ (بخاری الرقاق باب صفة الجنه والنار ص___)

ترجمہ: ''حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنّت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ جنّت میں داخل ہونے والے عموماً مسکین ہیں اور مقدر والوں کو یعنی مالداروں کو (حساب کے لئے جنّت میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے ہاں جو لوگ دوزخی تھے ان کو دوزخ میں بھیج دینے کا حکم ہو گیا تھا انہیں حساب کے لئے نہیں روکا گیا) میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والی عموماً عورتیں ہیں۔''

(۳۸۵) ﴿ان عمران بن حصین حدث، عن النبی ﷺ قال: أقل سکان الجنة النساء.﴾ (صحیح مسلم الرقاق ص___)

ترجمہ: ”حضرت عمران بن حصین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جنت کے ساکنین میں سے کم تر عورتیں ہوں گی۔“

(۳۸۶) ﴿عن عمارة بن خزيمة بن ثابت، قال: كنا مع عمرو بن العاصي، في حج، او عمرة، فلما كنا بمر الظهران، اذا نحن بامراة في هودجها، واضعة يدها على هودجها، فلما نزل دخل الشعب، ودخلنا معه، فقال: كنا مع رسول الله ﷺ في هذا المكان، فاذا نحن بغربان كثير، فيها غراب أعصم، أحمر المنقار والرجلين، فقال رسول الله ﷺ: لا يدخل الجنة من النساء، الا كقدر هذا الغراب، مع هذه الغربان.﴾ ( )

ترجمہ: ”حضرت عمارہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ حج یا عمرہ کے سفر میں تھے جب ہم (مکہ سے پہلے کچھ مسافت پر واقع ایک بستی) مرالظہران پر پہنچے وہاں ہم نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے کجاوے میں اپنے ہاتھوں کو باہر کی طرف نکالے بیٹھی ہوئی تھی۔ جب حضرت عمرو بن العاص گھاٹی میں پڑاوٴ ڈالنے کے لئے اترے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اسی گھاٹی میں داخل ہوئے۔ (دوران گفتگو) حضرت عمروؓ فرمانے لگے کہ ایک دفعہ ہم اسی جگہ پر ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ قریب ہی بہت سارے کووں میں ایک سفید پروں اور سرخ رنگ کی چونچ اور پاوٴں والا کوا بھی نظر آیا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”ان کووں میں جو نسبت اس ایک کووے کی ہے اسی نسبت سے عورتیں جنّت میں داخل ہوں گی۔“

فائدہ: چونکہ عموماً کووں میں اس مخصوص رنگ کا کوا بہت کم پایا جاتا ہے اس لئے آنحضرتؐ کا مقصود بھی یہی بتلانا ہے کہ جنّت میں داخل ہونے والی عورتوں کی تعداد بہت کم ہوگی۔ جس کی وجہ کثرت سے لعن طعن کرنا، شوہروں کی نافرمانی اور ناشکری،

غیبت چغلخوری، فرائض میں غفلت وغیرہ جیسے بڑے گناہوں کا ارتکاب ہے، اس لئے خواتین کو چاہئے کہ ان گناہوں سے بچنے کی فکر کریں۔

(۳۸۷) ﴿عن ابی سعید، عن النبی ﷺ قال: الدنیا خضرة حلوة، وان اللّٰہ مستخلفکم فیھا، لینظر کیف تعملون، فاتقوا الدنیا، واتقوا النساء، فان اول فتنة بنی اسرائیل، کانت فی النساء.﴾ (مسلم شریف الرقاق)

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ہری بھری اور شیریں ہے خدا تعالیٰ نے تم کو اس میں (گزشتہ اقوام کا) جانشین بنایا ہے تاکہ وہ دیکھ لے تم کس طرح عمل کرتے ہو دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنوں) سے کیونکہ بنی اسرائیل کی سب سے پہلی آزمائش عورتوں سے ہوئی تھی۔“

(۳۸۸) ﴿عن اسامة بن زید رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ما ترکت بعدی فی الناس فتنة، اضر علی الرجال، من النساء.﴾ (مسلم شریف ایضاً)

ترجمہ: ”حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے بعد لوگوں میں کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو عورتوں سے زیادہ ضرر پہنچانے والا ہو۔“

(۳۸۹) ﴿عن ابی ھریرة: ان النبی ﷺ انصرف من الصبح یوما، فاتی النساء فی المسجد، فوقف علیھن، قال: ما رایت من نواقص عقول قط، ودین، اذھب بقلوب ذوی الالباب منکن: اما نقصان دینکن، فالحیضة التی تصیبکن، تمکث احداکن، ما شاء اللّٰہ ان تمکث، لا تصلی، ولا تصوم، فذلک نقصان دینکن، واما نقصان عقولکن، فشھادتکن، انما شھادة المراة، نصف شھادة.﴾

(صحیح مسلم الایمان باب نقصان الایمان بنقص الطاعات ج ۱ ص ۶۰)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز فجر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں عورتوں کے مجمع میں آئے اور عورتوں کے پاس کھڑے ہو کر آپؐ نے ان سے خطاب میں فرمایا کہ (اے گروہ خواتین تم صدقہ دیا کرو اور خوب استغفار کیا کرو کیونکہ دوزخیوں میں میں نے تمہارا ہی زیادہ حصہ دیکھا ہے ایک سمجھدار عورت نے پوچھا یا رسول اللہ۔ دوزخیوں میں ہمارا حصہ زیادہ کیوں ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا، تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو) میں نے تم (عورتوں) سے زیادہ ناقص العقل اور ناقص الدین کسی کو نہیں دیکھا۔ (اس نقصان عقل و دین کے باوجود) عقلمندوں کی عقل پر غالب آنے والا تم سے زیادہ کوئی نہیں۔ (اس سائلہ نے پھر پوچھا یا رسول اللہ ہماری عقل و دین کا نقصان کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ) تمہارے دین کا نقصان یہ ہے کہ جس ماہواری (حیض) میں تم عورتیں مبتلا ہوتیں ہو اس میں تم (پاکی کے) انتظار میں مدت مقررہ تک بیٹھی رہتی ہو نہ نماز پڑھ سکتی ہو اور نہ روزہ رکھ سکتی ہو یہ تمہارا دینی نقصان ہے اور عقل کا نقصان تمہاری شہادت (میں نقصان) ہے کیونکہ ایک عورت کی شہادت مرد کی شہادت کی نصف ہے۔"

(۳۹۰) ﴿ان عبداللّٰه بن عمر قال: لما اشتكى رسول اللّٰه ﷺ شكوه الذى توفى فيه، قال: ليصلى للناس ابوبكر قالت عائشة: يا رسول اللّٰه، ان ابابكر رجل رقيق، وانه لا يملك دمعه حين يقرأ القرآن، فمر عمر بن الخطاب يصلى للناس، فقال رسول اللّٰه ﷺ: ليصلى للناس ابوبكر فراجعته عائشة، فقال: ليصلى للناس ابوبكر، فانكن صواحب يوسف. خالفه معمر.﴾ (بخارى الاذان باب اهل العلم والفضل احق بالامامة)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو

لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ حضرت صدیقہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ابوبکر نرم دل (رقیق القلب) ہیں قرآن پڑھتے وقت بھی آنسو ضبط نہ کرسکیں گے حضرت عمر لوگوں کو نماز پڑھائیں تو بہتر ہے آپ نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ نے پھر وہی جملہ دھرایا آپ نے فرمایا ابوبکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تم عورتیں یوسفؑ کی ساتھ والیوں کی طرح ہو۔"

(۳۹۱) ﴿عن عائشة، قالت: لما مرض رسول اللّٰہ ﷺ قال: مروا ابابکر یصلی بالناس فقلت: یا رسول اللّٰہ، ان ابا بکر رجل رقیق، اذا قرا القرآن، لم یملک دمعه، فلو امرت غیر ابی بکر، قالت: وما بی الا ان یتشاءم الناس بمقام اول من یقوم مقام، تعنی رسول اللّٰہ ﷺ فراجعته مرتین، او ثلاثا، قال: مروا ابابکر یصلی بالناس، فانکن صواحب یوسف.﴾

(مسلم شریف ایضاً)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ سے (بھی ابن عمر والی روایت اسی مضمون کے ساتھ قدرے اضافے سے) مروی ہے کہ مرض وفات میں آپؐ نے حضرت صدیقؓ کے بارے میں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ نرم دل ہیں (جب حضور کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو (شدت گریہ سے) قرآن پڑھتے وقت آنسو ضبط نہ کرسکیں گے کسی اور کو اس کام پر مامور فرمادیں تو بہتر ہے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ (یہ کہنے سے) میرا صرف یہ خیال تھا کہ رسول اللہؐ کے بجائے جو شخص بھی (اس بیماری کی حالت میں) سب سے پہلے آپ کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اس کو سبب نحوست جانیں گے بہرحال میں نے آپؐ سے دو تین بار یہی عرض کیا تھا لیکن آخر میں آپؐ نے فرمایا ابوبکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں اور تم یوسفؑ کی ساتھ والی عورتیں ہو۔"

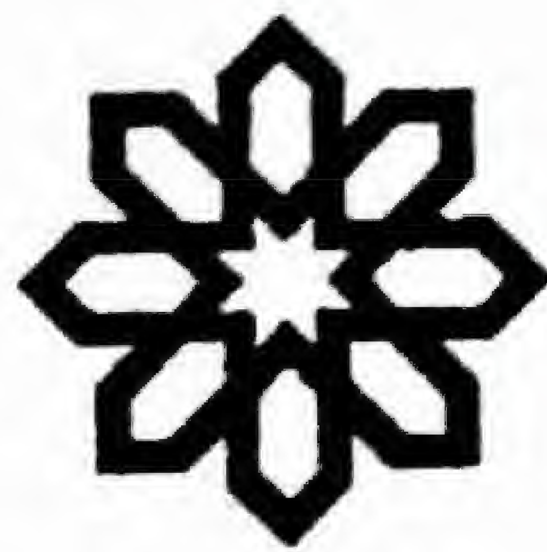
برکت والی عورت

(۳۹۲) ﴿عن عائشة، عن النبیﷺ قال: اعظم النساء برکة، ایسرهن مونة.﴾ (مسند احمد ج٦ ص۸۲)

ترجمہ: ''حضرت صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں سب سے زیادہ برکت والی وہ عورت ہے جس کی مشقت کم سے کم ہو یعنی جس کا (مہر نان نفقہ وغیرہ کا) خرچہ ہلکا ہو۔''

تشریح: اس حدیث میں فرمایا گیا کہ جس نکاح میں زیادہ مشقت نہیں اٹھائی گئی ہو، سالوں یا مہینوں پہلے تیاری کر کے یا لاکھوں روپیہ صرف کر کے یا خاندانوں کی بے جا رسموں کے ذریعہ مشکل نہ بنایا گیا ہو بلکہ سادگی کے ساتھ کم سے کم مشقت اور خرچ کے ساتھ نکاح کیا گیا ہو تو ایسے نکاح میں اللہ تعالیٰ زیادہ برکت عطا فرما دیتے ہیں اسی طرح جس نکاح میں مہر کم سے کم ہوتا ہے وہ بھی برکت والا نکاح ہے بیویوں کے حقوق میں اہم حق مہر ہے جو شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے یوں تو حسب حیثیت جتنا مہر چاہیں رکھ سکتے ہیں لیکن آج کل اس میں سب سے بڑی کوتاہی لڑکی کے والدین کی طرف سے یہ ہوتی ہے کہ مہر مقرر کرتے وقت لڑکے کی حیثیت کا قطعاً لحاظ نہیں رکھتے بلکہ محض نام اونچا رکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مہر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اسی کو فخر کی چیز سمجھتے ہیں لیکن یہ جاہلیت کا فخر ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے اگر تو مہر کا زیادہ ہونا شرف و عزت اور کوئی تقوی نام کی چیز ہوتی تو آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات اور آپؐ کی صاحبزادیوں کا مہر زیادہ ہوتا حالانکہ آپؐ نے اپنی کسی بیوی یا صاحب زادی کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ مقرر نہیں کیا پانچ سو درہم یعنی ایک سو اکتیس تولے تین ماشے (۱۳۱½) چاندی بنتی ہے اسی کو مہر فاطمی کہتے ہیں۔

ہم مسلمانوں کو حضورؐ ہی کا اسوۂ حسنہ اپنانا چاہئے اس میں عزت اور برکت ہے محض ناک اونچی رکھنے کے لئے زیادہ مہر رکھنا اسی کو فخر کی چیز سمجھنا، اس پر جھگڑے کھڑے کرنا اور باہمی رنجش کی بنیاد بنالینا یہ سب جاہلیت کے موذی جراثیم ہیں جن سے ہم مسلمانوں کو بچنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو جاہلی رسم و رواج سے بچنے اور حضورؐ کی سیرت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔



تین چیزوں کی نحوست

(۳۹۴) ﴿عن حمزة بن عبدالله، عن ابیه: ان النبیﷺ قال: الشوم فی ثلاثة: فی المسکن، والفرس، والمراة﴾ (مسلم شریف ج۲ ص۲۳۲)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نحوست تین چیزوں میں ہوسکتی ہے گھر، گھوڑے اور عورت میں۔“

(۳۹۵) ﴿عن ابن عمر أن رسول اللهﷺ قال: لاعدوی ولا طیرة، والشؤم فی ثلاثة، فی: المرأة، والدار، والفرس.﴾ (مشکوٰۃ المصابیح از ابوداؤد)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سے دوسرے کو بیماری کا لگنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا ہے اور نہ شگون بد میں کوئی حقیقت ہے نحوست تین چیزوں میں ہوسکتی ہے گھر، گھوڑے اور عورت میں۔“

بقیہ جملہ احادیث کا مضمون بھی یہی ہے۔

تشریح: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ بیمار کے پاس بیٹھنے یا اس کے ساتھ کھانے پینے سے اس کی بیماری دوسرے تندرست اور صحت مند آدمی کے لگ جاتی ہے اور یہ لوگ ایسی متعدی بیماری کو عدوی (یعنی متعدی مرض اور چھوت کی بیماری) کہتے تھے قدیم اور جدید طب میں بھی بعض بیماریوں کو متعدی اور چھوت کی بیماری قرار دیا گیا ہے مثلاً کوڑھ، خارش، چیچک، خسرا، گندہ دہنی (پائیوریا) آشوب چشم اور عام وبائی امراض وغیرہ۔ عام لوگوں میں چھوت چھات کا اعتقاد اور ایک کی بیماری دوسرے کو لگنے کا گمان بھی کافی عام ہے چنانچہ ہمارے معاشرے میں بھی وبائی امراض میں مبتلا ہونے والوں سے پرہیز کیا جاتا ہے ان کا کھانا پینا رہنا سہنا اور اوڑھنا بچھونا سب علیحدہ کر دیا جاتا ہے بچوں تک کو ان کے قریب آنے نہیں دیا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ نے اس

حدیث میں "لاعدوی" فرما کر اس اعتقاد چھوت چھات کو بے بنیاد و باطل قرار دیا کہ بذات خود ایک شخص کی بیماری بڑھ کر کسی دوسرے کو نہیں لگتی بلکہ بیمار کرنا، نہ کرنا قادر مطلق کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے بیمار کرے اور جس کو چاہے بیماری سے محفوظ رکھے ایک دوسری حدیث میں اس کی مزید تشریح ہے کہ ایک دیہاتی نے خدمت اقدس میں آکر عرض کیا "یارسول اللہ! خارش اول اونٹ کے ہونٹ سے شروع ہوتی ہے یا پھر اس کی دم سے شروع ہوتی ہے اور ہوتے ہوتے پھر یہ خارش دوسرے تمام اونٹوں میں پھیل جاتی ہے" (اس سے تو بیماری اور خارش کا متعدی ہونا معلوم ہوتا ہے) آپؐ نے (اس دیہاتی کے ناقص تجربے و مشاہدے پر اس کو جواباً) فرمایا (اچھا یہ بتاؤ) پہلے اونٹ کو کیسے خارش ہوئی اور کس کے ذریعہ لگی؟ وہ دیہاتی یہ سن کر لاجواب ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا یاد رکھو! متعدی مرض، چھوت، بدشگونی، اور بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں ہے (مشکوٰۃ ج ۲ ص) اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پیدا کر کے اس کی زندگی روزی اور مصیبت مقرر کر دی ہے۔

حدیث مذکور میں آپؐ نے دیہاتی کو بیماری کے متعدی ہونے کے شبہ کا کیسا عمدہ جواب دیا کہ اگر ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے تو سب سے پہلے جس کو وہ بیماری ہوئی تھی اس کو کس کی بیماری لگی؟ ظاہر ہے کہ کسی دوسرے کی ہرگز نہیں لگی ہے تو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے وہ بیماری اس کے اندر پیدا ہوئی ہے اور کہیں سے اڑ کر نہیں آئی کیونکہ صحت و مرض، مصیبت و راحت سب تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے جو کچھ بھی ہوتا ہے سب تقدیر سے ہوتا ہے اگر ایک بیماری دسوں کو ہوئی ہے تو وہ بھی تقدیر سے اور اذن الٰہی سے ہوئی بیماری میں بذات خود یہ طاقت ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ وہ بغیر اذن الٰہی کے کسی دوسرے کو لگ جائے۔ البتہ بعض روایات میں آنحضرتؐ نے جذامی سے جو شیر کی طرح بچنے کا حکم دیا ہے یا طاعون و وبائی امراض والی جگہ جانے سے جو منع فرمایا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جذام اور طاعون بذات خود دوسرے کے لگ

جاتے ہیں بلکہ آپؐ نے بچنے کا یہ حکم کمزور ایمان والوں کے ایمان واعتقاد کی حفاظت کی غرض سے دیا ہے کہ مبادا کسی ضعیف الایمان شخص کو جذامی کے پاس بیٹھنے سے جذام ہو جائے یا طاعون زدہ علاقہ میں جانے سے طاعون ہو جائے تو اس کا اعتقاد بگڑ جائے گا اور وہ یہی سمجھنے لگے گا کہ جذامی کے پاس بیٹھنے سے یہ جذام ہوا ہے یا طاعون زدہ علاقہ میں جانے سے طاعون ہوا ہے حالانکہ حقیقت یہ نہیں بلکہ دراصل جذام یا طاعون اس کے لئے پہلے ہی سے مقدر تھا اگر وہاں بالکل نہ جاتا تب بھی ضرور ہوتا اور خدا کا حکم پورا ہو کر رہتا۔ اسی عقیدہ کی حفاظت کی غرض سے طاعون زدہ علاقے کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کی طرف (اس بیماری سے بچنے کی غرض سے) نکل جانے سے بھی منع فرمایا اور تاکید فرمائی کہ اسی جگہ صبر کے ساتھ اور توبہ واستغفار کرتے ہوئے رہو پس خلاصہ یہ ہوا کہ پیش از وقوع تو ایسی آفت زدہ جگہ جانے سے احتراز و اجتناب کیا جائے اور بعد از وقوع صبر و رضا کی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ البتہ حفظ ماتقدم کے طور پر وبائی امراض سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے بچوں اور بڑوں کے لگوانا یا دیگر جائز احتیاطی تدابیر اختیار کرنا شرعاً جائز ہے اسلام اس سے منع نہیں کرتا ہے لیکن چونکہ یہ حفاظتی تدابیر بھی مؤثر ہونے میں حکم خداوندی کی محتاج ہیں اس لئے اصل بھروسہ و اعتقاد ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی ہو کہ بیماری و تندرستی سب اللہ کے حکم سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق وباطل کی صحیح پہچان کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

لاطیرۃ: زمانہ جاہلیت میں عربوں کے اندر شگون اور فال لینے کا بھی عام رواج تھا ان کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی کام کرنے کا یا سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو گھر کے باہر پنجرے میں رکھے ہوئے پرندہ کو بھڑکاتے یا پرندے کو اڑا دیتے یا ہرن کو اس کی جگہ سے دوڑاتے۔ اگر پرندہ یا ہرن دائیں جانب چلا جاتا تو اس سے مبارک سمجھ کر نیک فال لیتے اور وہ کام کر لیتے یا سفر پر چلے جاتے اور اگر پرندہ بائیں طرف کو اڑتا تو اس کو منحوس سمجھتے اور پھر وہ کام نہ کرتے اور جہاں جانا ہوتا وہاں بھی نہ جاتے۔ عرب لوگوں

میں یہی "طیرۃ" سے مشہور تھا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "لاطیرۃ" فرما کر اس کی مکمل تردید فرمادی کہ بدفالی وبدشگونی محض بے حقیقت ہے پرندے یا ہرن کے دائیں طرف جانے میں کوئی خیر اور بائیں جانب جانے میں کسی طرح کی کوئی برائی بالکل نہیں ہے بلکہ کامیابی وناکامی، نفع ونقصان سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

نحوست: بدشگونی سے ملتی جلتی ایک چیز نحوست بھی ہے جس کو حدیث میں "شئوم" (بے برکتی) کہا گیا ہے زمانہ جاہلیت میں لوگ خاص خاص دنوں یا تاریخوں یا جانوروں وغیرہ میں نحوست سمجھتے تھے خاص کر عورت گھوڑے اور مکان میں نحوست کا زیادہ اعتقاد رکھتے تھے جیسا کہ حدیث باب میں مذکور ہوا۔ آج کل بھی بعض مخصوص دنوں یا تاریخوں کو خاص کر جس تاریخ یا جس جگہ کوئی ہلاکت، حادثہ یا خسارہ ہو جائے اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدشگونی کے ساتھ ساتھ نحوست کی بھی نفی فرمادی، آپؐ نے واضح فرمادیا کہ درحقیقت کسی بھی چیز میں بذاتہ کوئی نحوست نہیں ہے بالفرض اگر نحوست ہوتی تو عورت، گھوڑے اور مکان میں ہوتی کیونکہ نحوست کے اثرات قبول کرنے کی ان میں زیادہ صلاحیت ہے لیکن چونکہ اسلام میں نحوست کا کوئی وجود نہیں ہے اس لئے ان تینوں چیزوں میں بھی کوئی نحوست نہیں جس طرح ان کے علاوہ دیگر اشیاء میں نہیں ہے۔ بعض احادیث سے عورت گھوڑے اور مکان میں جو نحوست ہونا معلوم ہوتا ہے وہاں اس حدیث میں نحوست سے کراہت اور ناپسندیدگی مراد ہے حقیقی نحوست مراد نہیں ہے جیسا کہ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں وہ روایات ابن حبان، مستدرک حاکم اور مسند احمد کے حوالہ سے جمع کیں ہیں جن میں ان تینوں امور میں بے برکتی کی وجوہات کو بیان کیا ہے چنانچہ فتح الباری میں ہے۔

﴿ومن شقاوة ابن آدم ثلاثة المراة تراها فتسوؤک وتحمل

لسانها علیک والدابة تکون قطوفا .... والدار تکون ضیقة قلیلة المرافق۔ الخ﴾ (فتح الباری ج۹ صـ۱۳۸)

"بنی آدم کی بدبختی و نحوست تین چیزوں میں ہے، بد مزاج عورت (بیوی) میں جس کو دیکھ کر طبیعت بگڑے اور جو زبان دراز ہو یا جس کا مہر و نفقہ زیادہ ہو، بانجھ ہو وغیرہ گھوڑے میں نحوست مثلاً شوخ مزاج ہو، مٹھا اور سُست رفتار ہو یا مالک کی مرضی کے موافق نہ ہو یا اس پر سوار ہو کر جہاد کرنے کی نوبت ہی نہ آتی ہو۔ گھر میں نحوست مثلاً گھر کی تنگی بری ہمسائیگی وغیرہ یہی اوصاف ان تین چیزوں میں باعث نحوست ہیں یہ تین چیزیں خراب ہو جائیں تو پوری زندگی کے لئے نحوست اور وبال ہے اور یہی تین چیزیں موافق ہوں تو انسان کی نیک بختی کی علامت ہے چنانچہ صحیح ابن حبان میں حضرت سعدؓ کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿من سعادة ابن آدم ثلاثه: المرأة الصالحة والمسکن الواسع والمرکب الھنی﴾ (بحوالہ فتح الباری ج۹ صـ۱۳۸)

"تین چیزیں انسان کی سعادت اور نیک بختی کی علامت ہیں ① کشادہ گھر ② نیک خاتون ③ خوشگوار سواری۔"

پس اس دوسری حدیث سے بھی یہ تعلیم دینا مقصود ہے کہ ان تین چیزوں کے انتخاب میں کامل غور و فکر اختیار کرنا چاہئے۔ نیز پہلی حدیث کا مقصود اُمّت کو یہ تعلیم دینا بھی ہے کہ اگر کسی کے پاس ایسا مکان، عورت یا سواری جس میں یہ اوصاف نحوست ہوں تو بہتر ہے کہ یہ چیزیں چھوڑ دے یعنی اس مکان سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے۔ بیوی کو طلاق دے اور سواری کو بیچ دے۔ تا آنکہ نحوست کی یہ کھٹک دل سے نکل جائے

جیسا کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم پہلے جس گھر میں رہتے بستے تھے وہاں ہماری تعداد زیادہ تھی اور مال بہت زیادہ تھا پھر ہم دوسری جگہ منتقل ہو گئے جہاں ہماری تعداد اور مال کم ہو گیا تو کیا ہم اس جگہ کو چھوڑ دیں اور کسی دوسری جگہ چلے جائیں؟ اس کے جواب میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس گھر کو چھوڑ دو اور کسی دوسرے گھر میں منتقل ہو جاؤ۔" (مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص)

یہاں بھی آپؐ نے یہ حکم اس لئے دیا تاکہ دل میں جو ناپسندیدگی بس گئی ہے اور یہ غلط وہم ہو گیا ہے کہ سارے نقصانات کی جڑ یہی مکان ہے یہ دور ہو جائے اس غلط خیال کی جڑ ہی کٹ جائے اور شرک خفی کے گرداب میں نہ پھنسے۔

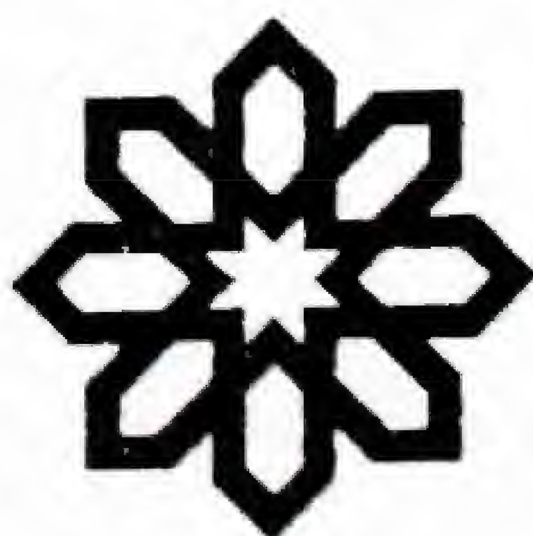
اللھم انی اسئلک قلبا تقیا من الشرک نقیا لا فاجرا ولا شقیا۔

آمین یارب العلمین

یارب صل وسلم دائما ابدا۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

الحمد للہ، محدث کبیر امام نسائی کی اس کتاب مستطاب کے ترجمہ وتشریح سے ہم بعون اللہ وبفضل اللہ آج بروز اتوار ٹھیک دن کے ایک بجے جب اذان ظہر گونج رہی ہے بتاریخ ۹ر رجب المرجب ۱۴۲۱ھ کو فارغ ہوئے والسلام۔

مولانا (مفتی) شمس الدین عفا اللہ عنہ
خطیب جامع مسجد قباء، داؤد کالونی، نزد ٹی وی اسٹیشن، کراچی
۹ر رجب ۱۴۲۱ھ



روضۃ الصالحات

عورتوں کے حیرت انگیز واقعات

حصہ دوم

جمع و ترتیب
محمد حسین صدیقی
اُستاذ الحدیث جامعہ بنوریہ سائٹ

پسند فرمودہ،
حضرت مفتی نظام الدین شامزئی مدظلہ العالی
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

زمزم پبلشرز
نزد مقدس مسجد۔ اردو بازار۔ کراچی
فون ۷۷۲۵۶۷۳